

دشمنان ایمان  
علی محاسب  
جلد دوم

محقق اسلام سید محمد علی حسینی

مکتبہ نور حیدر

اول طبع

لاہور





علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل  
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

[https://archive.org/details/](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زہیب حسن عطاری



الحمد لله الذي هدانا لهذا  
 ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله  
 في يومنا هذا

# دشمنانِ ایمان علمی محاسبہ جلد دوم

محقق سلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نوریہ  
 بیلاں علی گڑھ  
 لاہور



# مصنف علام کی مذکورہ کتب کے علاوہ چند اہم کتب درج ذیل ہیں

(۱) دشمنان امیر معاویہ کا علیؑ پر مجاہدوں میں جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فائزات مبارکہ پر جملہ اعتراضات کے دندان شکن جوابات (مطبوعہ)	مصنف علام کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد طیب صاحب (فاضل علوم دینیہ، سبع عشرہ تنظیم المدارس اور فاضل عربی) کی تصانیف
(۲) نور البینین فی ایمان آبائے سید اکبرؑ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والہین پکتے مومن و مومنہ تھے ان پر جملہ اعتراضات کے جوابات (مطبوعہ)	(۱) ترجمہ اردو ریاض النظرہ ۴۴ مخیمہ میں زیر طبع (۲) فن تجوید و قرأت سید کی مشہور کتاب شاطبی کی شرح اور سلیس اردو میں ترجمہ ۲ جلدیں زیر طبع (۳) ترجمہ ریاض النفرہ فی مناقب العشرہ (عبد الباقی) چار جلدوں میں بمعہ خصوصی توضیحات۔
(۳) قانون چہرہ رسولیہ جو جملہ ضروریہ قوانین صرف پر مشتمل ہے اس کے ساتھ ساتھ قانون چہرہ کیسوالی کا ترجمہ اور شرح سلیس اردو میں کیا گیا ہے۔ (مطبوعہ)	(۴) نماز کے مشکل مسائل پر ایک تحقیقی کتاب (مطبوعہ)
(۴) شرح کبیر موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں تقریباً فقہیہ احکامات کے ہر مسئلہ کا مفصل احادیث و آثار صحابہ و تابعین کے فتوؤں سے درج کیا گیا ہے۔ (ذیر طبع)	(۵) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات پر ایک تحقیقی کتاب۔ (ذیر طبع)
(۵) القیام عن الفلاح بطریق سنیہ پر مضبوط رسالہ: (مطبوعہ)	(۶) دعا بعد نماز جنازہ دعا بعد نماز جنازہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ سے ثبات کیا گیا۔ (مطبوعہ)
	(۷) دلائل النبوة مصنفہ حافظ ابوالنعیم کا چار جلدوں میں ترجمہ بمعہ خصوصی توضیحات (ذیر طبع)

## الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوة السالکین حجتہ الواصلین پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کینیا نوالہ شریف اور نگہدار ناموس اصحاب رسول محبت اولاد قبول سپر طریقت راہبیر شریعت حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب سجادہ کینیا نوالہ شریف کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف نے ہر گل مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین :

احقر العباد

محمد علی رضا اللہ عنہ



# الْإِهْدَاء

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفين جتہ الکاملین، میرزاں  
ہماتان رحمۃ اللعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن صاحب  
ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب العجم حضرت  
قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع  
(مدینہ طیبہ) خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا  
خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں  
ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعا سے نقیر نے اس  
کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

۵۔ اگر قبول افتد زبے عز و شرف

محمد علی رضا اللہ عنہ

## فہرست مضامین

جلد دوم

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۰	باب اول	۱
۳۰	محمود شاہ محدث ہزاروی کا مرتب شدہ اشتہار خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے۔	۲
۳۲	بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحوالہ کارنامے۔	۳
۴۱	محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس عدد الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات۔	۴
۴۱	الزام نمبر (۱)۔	۵



نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶	ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کائنات کو یزید جیسا بنایا دیکھا دیا۔	۴۱
۷	الجواب۔	۴۱
۸	الزام نمبر ۲: بانی بغاوت معاویہ رضی اللہ عنہ کے باپ جدی دشمن اسلام ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نو جنگ کیے۔	۴۲
۹	الزام نمبر ۳: معاویہ کے باپ نے بدرواح کا جنگ کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ٹھہر گئے۔	۴۲
۱۰	دونوں الزاموں کا مفصل جواب۔	۴۳
۱۱	حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا تعارف کتب تاریخ و احادیث سے۔	۴۸
۱۲	تبلیغ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیان رضی اللہ عنہ پر اعتماد تھا۔	۵۱
۱۳	ہجرت کے بعد اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تجارت کی۔	۵۲
۱۴	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے جنت کا وعدہ۔	۵۳
۱۵	جنگ یرموک میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا کردار۔	۵۴
۱۶	ابو سفیان کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار مقرر کیا تھا۔	۵۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پھڑپھڑانے والے ابو جہل سے ابو سفیان رضی اللہ عنہ بدلے لیا۔	۵۸
۱۸	جنگ یرموک میں جناب ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے چند ایمان افروز خطابات۔	۶۰
۱۹	لات نامی بت کے ٹکڑے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کیے گئے۔	۶۵
۲۰	الزام نمبر ۴: یزید کے باپ معاویہ کی کلیجہ کھائی ماں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعد شہادت کلیجہ چبایا۔	۶۹
۲۱	جواب۔	۶۹
۲۲	ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ	۷۳
۲۳	حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجا فرمایا تو اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔	۷۳
۲۴	مذکورہ عبارت سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔	۷۹
۲۵	الزام نمبر ۵: یزید کا باپ معاویہ پشتی دشمن رسول علیہ السلام و دشمن آل و اصحاب رسول ہے۔ قرآن و سنت گواہ ہے۔	۸۲
۲۶	جواب۔	۸۲
۲۷	الزام نمبر ۶: یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے مسلمان ہوئے۔	۸۴
۲۸	الزام نمبر ۷: معاویہ ابن ابی سفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مؤلفۃ القلوب ہے۔	۸۴



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۳	مذکورہ دونوں الزامات کا جواب۔	۲۹
۹۰	الزام نمبر ۸: معاویہ والد ابوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔	۳۰
۹۰	جواب ۱:	۳۱
۱۰۰	الزام نمبر ۹: معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا اُن منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کی شہادت ہے۔ جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔	۳۲
۱۰۰	جواب ۲:	۳۳
۱۰۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں حضرت المرتضیٰ کا فیصلہ۔	۳۴
۱۰۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے والے ابو جہل ہیں۔	۳۵
۱۰۸	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ وغیرہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام۔	۳۶
۱۰۸	۱۔ امام غزالی کا قول۔	۳۷
۱۰۹	۲۔ سرکارِ عوث پاک کا قول۔	۳۸
۱۱۰	۳۔ امام دین ہمام کا قول۔	۳۹
۱۱۱	۴۔ امام نووی کا قول۔	۴۰
۱۱۱	۵۔ امام شعرائی کا قول۔	۴۱
۱۱۳	الزام نمبر ۱۱:	۴۲
۱۱۳	جواب ۳:	۴۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۲۰	حوالہ مذکورہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۴۴
۱۲۲	الزام نمبر ۱۱۔ حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باطنی ہیں۔ معاویہ باطنی نے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باطنی گروہ قتل کرے گا۔ تَقْتُلُكَ ذَنبُكَ بِلَاغِيَّةٍ۔ تو مبنی ہے وہ دوزخی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باطنی ہیں۔	۴۵
۱۲۳	جواب اول:	۴۶
۱۲۳	یہ حدیث ضعیف ہے۔	۴۷
۱۲۵	جواب دوم:	۴۸
۱۲۵	اس حدیث کا کچھ حیرت الحاق ہے۔	۴۹
۱۲۵	يَذْ عَمَّوْنَةَ إِلَى النَّارِ کے الفاظ بخاری شریف کے اصل متن سے نہیں ہیں۔	۵۰
۱۵۲	درایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا باطل اور غیر صحیح ہے۔	۵۱
۱۵۵	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے۔	۵۲
۱۵۸	امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اللہ اور اس کے رسول کی عدالت سے فیصلہ۔	۵۳
۱۶۰	الزام نمبر ۱۲:	۵۴
۱۶۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدوعا کہ امیر معاویہ کا پیٹ نہ بھرے	۵۵



نمبر شمار	مضمون	جلد دوم
۵۶	جواب اول۔	۱۶۰
۵۷	جواب ثانی۔	۱۶۳
۵۸	الزام نمبر ۱۲: معاویہ شراب پیتا اور پلاتا اور پلاتا تھا۔ اور معاویہ فرسودہ کھاتا تھا۔	۱۶۳
۵۹	مذکورہ الزام میں دو عدد طعن دیئے گئے ہیں۔	۱۶۹
۶۰	طعن اول کا جواب اول۔	۱۶۹
۶۱	مذکورہ حدیث کے تینوں راوی مجروح ہیں۔	۱۷۰
۶۲	زید بن حباب کے حالات۔	۱۷۰
۶۳	حسین بن واقد کے حالات	۱۷۲
۶۴	عبداللہ بن بریدہ کے حالات	۱۷۳
۶۵	طعن اول کا جواب دوم۔	۱۷۵
۶۶	حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں۔	۱۷۵
۶۷	طعن اول کا جواب سوم	۱۷۷
۶۸	طعن دوم کی اصل عبارت۔	۱۸۰
۶۹	طعن دوم کا جواب اول	۱۸۱
۷۰	طعن دوم کا جواب دوم۔	۱۸۴
۷۱	طعن دوم کا جواب سوم۔	۱۸۶
۷۲	الزام نمبر ۱۴: معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی بناوٹ	۱۸۹
	جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت شہید	
	کروائے۔	

نمبر شمار	مضمون	جلد دوم
۷۳	جواب۔	۱۸۹
۷۴	ہزار ہا مسلمان شہید کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابی کی ربانی	۱۹۰
	نیشیں	
۷۵	الزام نمبر ۱۵: امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے	۱۹۴
	تیل میں ڈالوا دیا۔	
۷۶	جواب اول۔	۱۹۵
۷۷	جواب دوم۔	۱۹۷
۷۸	محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلہ میں قتل	۱۹۸
	کیا گیا۔	
۷۹	عثمان غنی کی شہادت کا مختصر خاکہ۔	۱۹۸
۸۰	حضرت عثمان غنی کی شہادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ	۲۰۵
	کی نظر میں۔	
۸۱	عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر جلیل القدر صحابہ کے	۲۱۰
	دکھ بھرے سچے اقوال	
۸۲	اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ	۲۱۴
۸۳	قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۶
	کی نظر میں۔	
۸۴	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت پر چند احادیث	۲۱۸
۸۵	عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبیقی رفیق۔	۲۲۸
۸۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرستے پڑھیں گے۔	۲۲۰



نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۷	قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب و کتاب نہ ہوگا۔	۲۲۱
۸۸	عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے۔	۲۲۲
۸۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جنتی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت۔	۲۲۳
۹۰	اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا۔	۲۲۴
۹۱	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمین و آسمان کا نور ہیں۔	۲۲۹
۹۲	بیڑ رومہ کا واقعہ	
۹۳	جیش عسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۲۳۱
۹۴	توسیع مسجد نبوی۔	
۹۵	عثمان غنی کی دس خصوصیات۔	۲۳۲
۹۶	قاتلان عثمان غنی صحابہ کرام و ائمہ اہل بیت کی نظر میں	۲۳۵
۹۷	قاتلان عثمان غنی دوزخی ہیں	
۹۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد ابن ابی بکر اور عمار یا سر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔	۲۳۶
۹۹	حضور علیہ السلام قیامت میں عثمان غنی سے ان کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے۔	۲۳۸
۱۰۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ نہیں پڑھا۔	۲۳۹
۱۰۱	امام حسن رضی اللہ عنہ محمد ابن ابی بکر کے نام کی بجائے اُسے یا فاسق کہتے تھے۔	۲۴۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۲	محمد بن ابی بکر بیٹا قاسم اپنے باپ کے لیے قتل عثمان کی وجہ سے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا۔	۲۴۱
۱۰۳	قاتلان عثمان غنی پر علی المرتضیٰ کی لعنت۔	۲۴۲
۱۰۴	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کی۔	۲۴۳
۱۰۵	قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بددعا۔	۲۴۴
۱۰۶	امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔	۲۴۶
۱۰۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور انجام۔	۲۴۸
۱۰۸	جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ پر بددعا میں اور ان کی قبولیت۔	۲۴۸
۱۰۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور یحییٰ بن کنازہ بن بشر سودان بن حمران اور عمرو بن حقی کا کردار	۲۵۱
۱۱۰	سودان ابن حمران کا انجام۔	۲۵۳
۱۱۱	عمرو بن حقی کا انجام۔	۲۵۵
۱۱۲	کنازہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجام۔	۲۵۶
۱۱۳	مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۲۵۷
۱۱۴	ایک مشہور اعتراض	۲۶۴



نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۶	قتل عثمان رضی اللہ عنہ ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا۔	۲۶۷
۱۱۷	جواب اول۔	۲۶۹
۱۱۸	اس اعتراض کا دار و مدار صاحب کلبی کی عبارت پر ہے جو کذاب شیعہ ہے۔	۲۶۹
۱۱۹	جواب دوم:	۲۷۲
۱۲۰	غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے نزدیک غلط ہے۔	۲۷۲
۱۲۱	جواب سوم۔	۲۷۴
۱۲۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھے جانے کا اظہار فرمایا۔	۲۷۴
۱۲۳	جواب چہارم:	۲۷۸
۱۲۴	علامہ محمد احمد جبار المولیٰ کا ایک بیان	۲۷۸
۱۲۵	جواب پنجم:	۲۸۰
۱۲۶	محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ذاتی رنجش کا بدلہ لیا۔	۲۸۰
۱۲۷	جواب ششم:	۲۸۱
۱۲۸	محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ ابن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا	۲۸۱
۱۲۹	جواب ہفتم:	۲۸۵
۱۳۰	فتنہ کے دن عثمان غنی رضی اللہ عنہ حتیٰ پر ہوں گے۔	۲۸۵
۱۳۱	محمد بن ابی عذلیفہ کا انجام۔	۲۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۲	عبداللہ بن سہل کا حشر	۲۹۱
۱۳۳	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی میت کے منہ پر تپھر مارنے والے کا حشر	۲۹۲
۱۳۴	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی کے منہ پر تپھر مارنے والے کا حشر	۲۹۴
۱۳۵	مالک ابن اشتر کی موت	۲۹۶
۱۳۶	حکیم بن جبلة اور اس کے دیگر بصری باغیوں کا حشر	۲۹۹
۱۳۷	محدث ہزاروی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر مشتمل ایک فائدہ	۳۰۶
۱۳۸	علی حضرت کے مذکورہ فتوے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۳۱۱
۱۳۹	الزام نمبر ۱۶: دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع باغی مبتدع ہے۔	۳۱۴
۱۴۰	علامہ تقی زانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے بھی قائل ہیں۔	۳۱۵
۱۴۱	الزام نمبر ۱۷: معاویہ ایندک کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔	۳۱۹
۱۴۲	چیلنج:	۳۲۲
۱۴۳	الزام نمبر ۱۸: رسول خدا علیہ السلام کا حکم از روئے قرآن و سنت یہ ہے کہ مَنْ أَظْلَمُ مِنْ كَتَمَ شَهَادَةَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ مِنَ اللَّهِ۔	۳۲۲
۱۴۴	جواب	۳۲۲



نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۵	الزام نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتدعی کے حق میں فرمایا۔ مَقَّ	۳۲۶
	أَخَذَتْ فِي أَمْرِ نَاهَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَلَمَّوَرَّ	
۱۴۶	جواب:	۳۲۶
۱۴۷	الزام نمبر ۲۰: اللہ تعالیٰ کا ذات کا حکم ہے۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ	۳۲۸
	بِالْبَاطِلِ ۵ بقدر آیت نمبر ۲۲ خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت باطل ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بڑے بیلے کی پہچان کریں۔	
۱۴۸	جواب اول:	۳۲۸
۱۴۹	الزام نمبر ۲۱: سات امور پر مشتمل ہے۔	۳۳۲
۱۵۰	محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔	۳۳۲
۱۵۱	امرا اول:	۳۳۲
۱۵۲	حضور علیہ السلام نے امام کے بارہ میں فرمایا اچھے شخص کو امام بناؤ	۳۳۲
۱۵۳	امردوم:	۳۳۲
۱۵۴	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باقی اور منافق ہے۔	۳۳۲
۱۵۵	امرسوم:	۳۳۳
۱۵۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی آل اور آپ کے اصحاب کو گالی دینے والا ہے۔	۳۳۲
۱۵۷	امرجہارم:	۳۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۸	اس نے صحابہ اور اہل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔	۳۳۳
۱۵۹	امرجہارم:	۳۳۳
۱۶۰	شراب پینے والا اور سود کا کاروبار کرنے والا	۳۳۳
۱۶۱	امرجہارم:	۳۳۳
۱۶۲	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔	۳۳۳
۱۶۳	امرجہارم:	۳۳۳
۱۶۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس سے رشتہ نامٹھ ختم کر دیا جائے۔	۳۳۳
۱۶۵	”مذکورہ سات عدد امور کے بالترتیب جوابات“	۳۳۳
۱۶۶	جواب امر اول:	۳۳۳
۱۶۷	جواب امر دوم:	۳۳۴
۱۶۸	جواب امر سوم:	۳۳۵
۱۶۹	جواب امر چہارم و پنجم:	۳۳۶
۱۷۰	جواب امر ششم:	۳۳۷
۱۷۱	جواب امر ہفتم:	۳۳۸
۱۷۲	”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل چھ عدد رشتے نامٹے۔	۳۳۹
۱۷۳	الزام نمبر ۲۲: حضرت امیر معاویہ کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا کفری کام ہے۔	۳۴۰



نمبر شمار	مضمون	جلد دوم
۱۷۴	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات عدد امور ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۳۴۱
۱۷۵	امراؤل: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی، کافر و منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔	۳۴۱
۱۷۶	امردوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی شمار کرنا کفر ہے۔	۳۴۲
۱۷۷	امرسوم: قَدْ خَلَوْا بِاَلْكَفْرِ الْخ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں اتری۔	۳۴۲
۱۷۸	امرچہارم: امام اعظم کے نزدیک ایسا شخص کافر و مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔	۳۴۲
۱۷۹	امربنجم: معاویہ پرستوں پر حسام المہرین اور صولم ہندیہ کے تمام فتوے لاگو ہوتے ہیں۔	۳۴۲
۱۸۰	امرششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر ہے۔	۳۴۲
۱۸۱	معاویہ کو ماننے اور خدا اور رسول کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔	۳۴۲
۱۸۲	جواب امراؤل:	۳۴۲
۱۸۳	جواب امردوم:	۳۴۵
۱۸۴	جواب امرسوم:	۳۴۸
۱۸۵	جواب امرچہارم:	۳۵۰
۱۸۶	جواب امر بنجم:	۳۵۰

نمبر شمار	مضمون	جلد دوم
۱۸۷	جواب امرششم:	۳۵۱
۱۸۸	جواب امر بنجم:	۳۵۲
۱۸۹	الزام نمبر ۲۲: فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حکمران تھے۔	۳۵۳
۱۹۰	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔“	۳۵۴
۱۹۱	امراؤل: اوّل یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد وقت کی ضرورت ہے۔	۳۵۴
۱۹۲	امردوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔	۳۵۴
۱۹۳	امرسوم: فتح القدیر میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو بعضی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔	۳۵۴
۱۹۴	امرچہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔	۳۵۴
۱۹۵	امربنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاعی، باغی اور ظالم کا لفظ موجود ہے۔	۳۵۴
۱۹۶	جواب امراؤل:	۳۵۴
۱۹۷	جواب امردوم:	۳۵۵
۱۹۸	جواب امرسوم:	۳۵۶
۱۹۹	جواب امر بنجم:	۳۶۰
۲۰۰	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صاحب مرقات علامہ علی قاری کے نظریات۔	۳۶۵



نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۱	الزام نمبر ۲۲: بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علیؓ اور ان کی محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا بجواس خطبہ جمعہ میں سلسلہ سے جاری کیا اور کرایا۔	۳۷۰
۲۰۲	دو محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد امور پائے جاتے ہیں۔ ۳۷۱ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں،	۳۷۱
۲۰۳	امراؤل: امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں <sup>تلفظ</sup> گالی دینے کا سلسلہ شروع کیا۔	۳۷۱
۲۰۴	امر دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا (معاذ اللہ) رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر لعن طعن کا ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا۔ ان میں سے چاہے کوئی ادا نہ ہو یا اعلیٰ کسی کی استثناء نہیں۔	۳۷۱
۲۰۵	امر سوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔	۳۷۲
۲۰۶	امر چہارم: جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بہار شریعت کی بجائے بہار بغاوت ہونا چاہیے اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔	۳۷۲
۲۰۷	امر پنجم: ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو <sup>اللہ</sup> اللہ کا کہنا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔	۳۷۲
۲۰۸	جواب امراؤل:	۳۷۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۹	جواب امر دوم:	۳۷۲
۲۱۰	جواب امر سوم:	۳۷۵
۲۱۱	جواب امر چہارم:	۳۷۵
۲۱۲	جواب امر پنجم:	۳۷۵
۲۱۳	نعرہ حق چار بار بدعت ہے۔ اور جاہلوں کا اختراع ہے۔ (محدث ہزاروی)	۳۷۷
۲۱۴	جواب:	۳۷۷
۲۱۵	محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں تین مثالیں۔	۳۷۹
۲۱۶	محدث ہزاروی کے اشتہار کے مافذ و مراجع۔	۳۸۱
۲۱۷	چیلنج:	۳۸۲
۲۱۸	”محدث ہزاروی کے رسالہ بنام ”خبر نامہ“ کی چھ عدد تحریرات۔	۳۸۳
۲۱۹	تحریر اقول: علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علی اور صرف علی التفسی ہیں (خبر نامہ ص ۳)	۳۸۳
۲۲۰	تحریر دوم: ہر صحابی بقاضائے عشق اسی میدان میں تھا کہ اس کا نام پکارا جائے مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وحی وافی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ (خبر نامہ ص ۵)	۳۸۳
۲۲۱	تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت و برکت سے یہ شان ملی کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہ کرام اور بالخصوص خلائد ثلاثہ کے	۳۸۳



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۸۲	تحریر چہارم: عشق کی حقدار صفت ذات مصطفیٰ ہے یا ذات مرتضیٰ ہے۔	۲۲۲
	کہ جسے مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے ایسی شان ملی کہ جو کسی نبی ولی کو نہیں ملی۔	
۳۸۲	تحریر پنجم: مولوی بہت کم ہیں اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں۔	۲۲۳
۳۸۵	تحریر ششم: امیر معاویہ باطنی صبی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)	۲۲۴
	چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید۔	۲۲۵
۳۸۵	تردید تحریر اول:	۲۲۶
۳۸۶	تردید تحریر دوم:	۲۲۷
۳۸۶	تردید تحریر سوم:	۲۲۸
۳۹۱	ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی ثابت ہوتی ہے یا منقبت صدیق	۲۲۹
۳۹۱	ایک صنفی اعتراض۔	۲۳۰
۳۹۲	جواب اول:	۲۳۱
۳۹۲	جواب دوم:	۲۳۲
۳۹۵	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام۔	۲۳۳
۳۹۶	امام باقر کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل	۲۳۴
۲۹۸	تردید تحریر چہارم:	۲۳۵
۴۰۰	چیلنج:	۲۳۶
۴۰۰	تردید تحریر پنجم:	۲۳۷

۴۰۱	تردید تحریر ششم:	۲۳۸
۴۰۵	باب دوم	۲۳۹
۴۰۵	نکاح ام کلثوم با حضرت عمر کے متعلق محمود ہزاری کے "بدعتیہ بیانات"	۲۴۰
	محمود ہزاری کا بیان اول:	۲۴۱
۴۰۶	جواب:	۲۴۲
۴۰۸	کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت	۲۴۳
۴۰۹	حدیث مذکور کی تشریحات۔	۲۴۴
۴۲۰	حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔	۲۴۵
۴۲۶	فاروق اعظم کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰ نے اپنے بھتیجے عون بن ثابت سے کیا	۲۴۶
۴۲۸	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر بن الخطاب کو تسلی دی۔	۲۴۷
۴۲۹	زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثومؓ کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔	۲۴۸
	کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت۔	۲۴۹
۴۳۱	کتب انساب سے نکاح ام کلثوم رض کا ثبوت۔	۲۵۰
۴۳۸	بیان شافعی: محمود ہزاری کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ	۲۵۱
	دبیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثوم رض کا کہو نہیں۔	



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۳۹	خلاصہ حیلہ کا ذریعہ۔	۲۵۲
۴۴۰	جواب اول:	۲۵۳
۴۴۲	جواب دوم:	۲۵۴
۴۵۳	بیان سوم: موافق غزوہ سے نکاح ام کلثوم کے اتناغ کی ناکام کوشش	۲۵۵
۴۵۳	جواب اول:	۲۵۶
۴۵۴	جواب دوم:	۲۵۷
۴۵۹	بیان چہارم: نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی ناکام کوشش۔	۲۵۸
۴۶۰	جواب اول:	۲۵۹
۴۶۲	جواب دوم:	۲۶۰
۴۶۳	بیان پنجم: محمود ہزاروی کا ایک پُر فریب استدلال	۲۶۱
۴۶۴	جواب اول:	۲۶۲
۴۶۶	جواب دوم:	۲۶۳
۴۶۹	محمود ہزاروی نے خلفاء راشدین سے نبی فاطمہ کو افضل کہہ کر مجبور کیا۔	۲۶۴
۴۷۰	اہل سنت کے مسلک کی مخالفت کی۔	
۴۷۰	پوری امت پر صدیق اکبر و فاروق کی انصافیت اجماعی قطعی ہے	۲۶۵
۴۷۰	جواب:	۲۶۶
۴۷۱	امام اہل سنت مجتہد امامت حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب	۲۶۷
	بریلوی کا عقیدہ۔	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۷۱	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ۔	۲۶۸
۴۷۲	ایکے دھوکہ۔	۲۶۹
۴۷۲	جواب۔	۳۰۰
۴۷۸	محمود ہزاری نے محبت اہل بیت کے نام سے اہل بیت کی توہین کی۔	۳۰۱
۴۸۰	مسلمان اہل سنت والجماعت خبردار رہیں۔	۳۰۲
۴۸۹	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کوندوں کے فریب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصال کی خوشی	۳۰۳
۴۹۰	نکڑا ہارے کا افسانہ	۳۰۴
۵۰۰	تبصرہ: دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں محفوظ رکھیں	۳۰۵

### جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف — محقق الاسلام شیخ الحدیث محمد ناصر علی صاحبہما رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب — دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

مکتبہ — مکتبہ المدینہ، دار الفکر، بیروت

معاونین — احیاء التراث العربی، دار الفکر، بیروت

قیمت — ۱۱۰ روپے

فون: ۲۲۷۲۲۸: سن طباعت جون ۱۹۹۲ء





## ذِ حَمْدِهِ وَنُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - آمَنَّا بَعْدَ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کی کتابت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ فرمایا۔ لیکن کچھ عقلی و بصیرت کے اندھوں کو مخالفت برائے مخالفت کے پیش نظر ان کے اوصاف کی بجائے نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ ان بد بختوں میں اس دور کا ایک نام نہاد محدث اور پیر المعروف محمود شاہ محدث ہزاروی سرفہرست ہے۔ اس شخص نے سنی پیر کہلانے کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گستاخیاں لکھیں۔ جو دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یعنی رافضیوں کو بھی ان کے لکھنے کی ہمت نہ پڑی۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کے مرید ہیں۔ لیکن بعض نظریات و عقائد میں اس پیر کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کتبِ احادیث و تاریخ کی بہت چھان بین کر کے اپنے مذمومہ و مزمومہ عقائد کے مطابق مختلف عنوانات کے تحت مذکورہ عبارات کی غلط تاویلات کر کے اس شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کچھ پڑا چھالا۔ اور ایسی گندی زبان استعمال کی۔ جو رافضیوں کی تحریرات میں بھی نہیں ملتی۔ مثلاً

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطنی طور پر ناک ہے۔ وہ منافق، باغی اور کافر ہے۔ اسے صحابیت حاصل نہیں۔ اور جو اسے صحابی سمجھے اور ان کے نام کے ساتھ

رضی اللہ عنہ کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور اس کی بھڑک کو طلاق ہو جاتی ہے۔“ مختصر یہ کہ اس نام نہاد سنی بلکہ مسلمان نے اس قدر زہرا گلا ہے۔ جس کی آج تک نظیر نہیں ملتی۔ اس نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چالیس الزامات ایسی مکاری و عیاری سے دھرے۔ کہ انہیں پڑھ کر عام آدمی تو عام آدمی اچھا خاصا پڑھا لکھا بھی اس کے دامنِ تزییر میں آجاتا ہے۔ زیرِ نظر جلد میں ہم نے سب سے پہلے اس کے اشتہار کو مبن و من نقل کر کے پھر اس کے مندرجات کا وندائین شکن جواب دیا ہے۔ یہ مکمل جلد اسی نام نہاد پیر اور سنی نما محدث کی ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قاری کو اس سے مستفید فرمائے۔

امین



# باب اول

محمود شاہ محبت ہزاروی کا مترشحہ

اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے

قطعاً متصادم ہے



# باب اول :

## محمود و محدث ہزاروی کا مترشحہ اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے

چند لوگوں کی بات ہے۔ کہ اشتہار میرے ہاتھ لگا۔ جس کا عنوان یہ ہے  
 دو بائی بغاوت یزید کے باپ کے بحوالہ کارنامے، اشتہار میں سیدنا امیر معاویہ  
 رضی اللہ عنہ کی ذات پر اس نام ہزارہ محدث نے جو میں الامات لگائے۔  
 اشتہار کے آخر میں غلام ملت گل محمد شاہ حنفی، محمد یوسف حنفی، محمد صلیف قادری،  
 سکندر خان حنفی، انعام اللہ قادری، محمد حسین خوری، محمد فاضل کاشمیری حنفی، غلام  
 علما و مشائخ صاحبزادہ صلیف حنفی، طبعی مجاہد افغانی پشاوروی اور تعاون انجمن  
 تحفظ ناموس اہل اصحاب پاکستان درج ہے۔ مذکورہ بالا اشخاص محدث ہزاروی محمود شاہ  
 کے متوسلین میں سے ہیں۔ اور اس اشتہار کی ترتیب و تحریر میں انہیں اپنے پیروم رشد  
 کی مکمل اعانت حاصل تھی۔ جس کا اقرار محدث ہزاروی کے بیٹے محی الدین نے بھی  
 کیا ہے۔ یاد رہے یہ محمود شاہ المعروف محدث ہزاروی حویلیاں ضلع ہزارہ میں خانقاہ  
 محبوب آباد کا متولی اور سجادہ نشین ہے۔ خود کو سنی کہلاتا ہے مگر یہ اشتہار اور  
 علاوہ ازیں ایک رسالہ بنام "خبر نامہ" ۱۴۰۷ھ شعبان، بھی مجھے ملا۔ جو ذکر محدث  
 کا ہی تحریر شدہ تھا۔ ان تحریرات کے سامنے آنے سے پہلے شنید تھی کہ محمود  
 محدث "سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر سنی نظریات کا معتقد ہے  
 لیکن وہ شنیدہ کے بودا مند دیدہ کے مصداق اس کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا لیکن

ان تحریرات کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ شیخ واقعی قند ہے اور اس کی تحریرات گمراہی کا پلندہ ہیں۔ اور  
 یہ بات بالکل جیساں ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گندی زبان  
 اور ایسے ناپاک خیالات اہل تشیع نے بھی نہ لکھے۔ بلکہ اس جرات پر خود اہل تشیع  
 "محدث ہزاروی" کا شکوہ ادا کرتے ہیں۔ اور الامات تقریباً اہل سنت کی کتب سے  
 پیش کیے گئے ہیں۔ مختلف کتب سے عبارات لے کر ان کا مخصوص انداز میں مطلب گھڑ  
 کر عام شخص کو فریب دے کر امیر معاویہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی راہ ہموار کی گئی اس  
 لیے ضروری معلوم ہوا کہ اس کی خبر لی جائے۔ اور حقیقت حال واضح کر کے اس پر ٹالے  
 گئے و جل و فریب کے پردے ہٹائے جائیں۔ چو میں عدد الامات بالترتیب ذکر  
 ہوں گے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اس کا جواب شافی و کافی تحریر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

و بِاللّٰهِ الْمُسْتَعِیْن



## بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ کے

### باحوالہ کارنامے

- ۱۔ ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت معاویہ نے کائنات کو یزید بیٹا یادگار دیا۔
- ۲۔ بانی بغاوت معاویہ کا باپ جدی دشمن اسلام، ابوسفیان نے پیغمبر اسلام سے لڑجنگ کیے۔
- ۳۔ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر و احد کا جنگ کیا جس میں حضور کے دندان مبارک شہید ہوئے۔
- ۴۔ یزید کے باپ معاویہ کی ماں کھجے کھائی نے رسول خدا کے محترم چچا ہمزہ کا بعد شہادت کلیجہ چھایا۔
- ۵۔ یزید کا باپ معاویہ نشیستی دشمن اسلام، دشمن رسول والی اصحاب رسول ہے۔ (قرآن و سنت گواہ ہیں)
- ۶۔ یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے کلمہ پڑھ کر جان بچانے کو ایمان لائے۔
- ۷۔ معاویہ بن ابوسفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مؤکذ القلوب ہے۔ (تواریخ)
- ۸۔ معاویہ ولد ابوسفیان منافق اور فتح مکہ کے ڈر سے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔ قرآن پاک ۱۱۱ سجدہ آیت ۲۹ قرآن سے ثابت ہوا معاویہ اور اس کے گروہ کا ایمان مردود و بے نفع ہے۔

۹۔ معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کریم کی شہادت ہے۔ وہ کفر کے ساتھ ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔ اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو قرآن پاک ۱۱۱ سجدہ آیت ۲۹ ثابت ہوا یہ کافر آئے اور کافر گئے۔ اور مٹانے ان پر جہالت میں رضی اللہ عنہ پڑھ کر ابو جہل بن ربیع میں۔

۱۰۔ معاویہ منافق ابوسفیان کا بیٹا اسلام سے پہلا باغی ہے۔ (شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۳۰۶ طبع لاہور)

۱۱۔ معاویہ باغی نے اس عمار بدری صحابی کو صفین میں قتل کیا۔ جن کے حق میں حضور نے فرمایا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ قَتَلْتَك الْفَيْئَةَ الْبَاغِيَّةَ تو جنتی ہے۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری) رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہے۔

۱۲۔ معاویہ باغی کو تین بار اللہ کے رسول نے یہودیوں کو خط لکھنے کے لیے بلایا۔ یہ باغی روٹی کھا تا رہا نہ آیا ۱۱ انفال آیت ۲۴ میں حکم ہے۔ ایمان کا دعوے کرنے والو۔ جب رسول اللہ ملائیں تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہوا کرو۔ یہ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ میں ہے۔ یہ روٹی کھا تا رہا نہ آیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ لَا أَشْبَعُ اللَّهُ جَبَلَكُمُ الشُّرَاكُ كَالْهَيْبَةِ نہ بھرے۔ اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

۱۳۔ معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۷۷ معاویہ سود کھاتا تھا (طحاوی ج ۴ ص ۶۲) نسا میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔

۱۴۔ معاویہ نے بغاوت کے ۹۹ جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت قتل کیے۔

۱۵۔ دین و ایمان سے پہلے باغی معاویہ نے فضل اصحاب صدیق اکبر کے حافظ قرآن



دستِ فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر قتل کر کے گڑھے کی کھال میں رکھ کر تیل ڈالی کہ  
جلو دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن  
کو عمدًا قتل کرے۔ فَجَبَنَ اَمْرُهُ جَبْهَتُهُمْ خَالِدًا اِفْيُحَا وَغَضِبَ اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَآخَذَ لَهُ عَهْدًا اَبَا عَظِيْمًا۔ یہ لہذا آیت ۳۰ تو  
ایسے کی جگہ جہنم ہے۔ ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب  
ہے۔ اور لعنت اللہ کی۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے  
تعب ہے کہ ٹٹانے نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں۔

## فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عمدًا قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار  
مومن انصار و مہاجرین قتل کیے اور کرائے۔ اس پر جو ملتا ہے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں  
صاف معلوم ہوا کہ ایسے باطنی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن و سنت کے ساتھ  
مخالفت اور کفر و جہالت ہے۔ اور اس کے متعلق جن تلاؤں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیے  
ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اللہ و رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و  
مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے ہم مسلک سب ملتانے کا فرزندِ زندگی  
ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے اللہ و رسول کی اشد توہین کی۔ ان ملعونوں پر  
حسام الحرمین و موادم ہندیہ کے تمام فتوے لگ گئے ایسا کر کے انہوں نے اللہ اور  
رسول کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ نہ ان کی امامت بائزوی نہ درس و تدریس ان  
کی صورت کی مطلق ہو گئی۔ کتاب الخراج مذہب سنی حنفی) اور حوران کا ساتھ دے وہ بھی  
انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ اَمْرَهُمْ وَنُكْرًا نَّهًا وَمَنْ يَتَّبِعْ  
اَمْرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

(حسام الحرمین، موادم ہندیہ) جن تلاؤں نے اللہ و رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ  
کا فیصلہ قابل تسلیم کیا۔ ایم حق تو زمینا نوالی، ایم اللہ و تنہ ایم ظہور الہی۔

۱۷۔ دین اسلام سے پہلا باطنی معاویہ بالاجماع باطنی مبتدع ہے۔ اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے  
اَلْبَعْضُ وَالْمَعْدَاوَةُ وَالْاَعْرَاضُ عَشَّةٌ وَالْاِهَانَةُ وَالْقَطْعُ  
وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح ص ۵۴ طبع بریلوی)

۱۸۔ معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔ وہ باطنی خارجی ہے۔  
خَايِبَةٌ اَمْرٌ هِيَ التَّبَعِيَّةُ وَالْخُرُوجُ حُجَّ۔ شرح عقائد النسخی، خارجی، ناصبی و  
نے اس پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور چھپاتے ہیں۔

۱۸۔ ایسوں کا حکم از روئے قرآن میں ارشاد ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَبَتْ شَهَادَةً  
عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ الْاِيَةَ حُضُورَ فَرَايَا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا  
اور اس نے اُسے نہ بتایا دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

۱۹۔ حضور نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنْ اَخَذَ ثِقَةً فَاَمْرًا هَذَا اَمَّا  
لَيْسَ وَنَهًا فَيُتَوَدَّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ اللہ فائق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَمْ تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ ۚ بَقَرَةُ آيَةِ ۲۲  
گندے ستھرے بُرے بھلے کی پہچان کریں۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِيْحَسِبُوْا اِيْتَمَرْتُمْ خِيَانًا كُفْرًا اِنِّي  
مَنَّا كَيْفَ اَمَامُ اَنْ كُنَّا وَجُوهٌ مِّنْ بَيْتِزَمِيْنَ۔ معاویہ اللہ و رسول کا باطنی اور منافق  
آل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت  
کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے  
والا سود کا بیوپار کرنے والا ہے۔ جو ملتان موفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے  
ہیں۔ وہ دراصل اللہ و رسول کو گالیاں دینے والے اور اللہ کی رضا کا کفر کھنے والے



یہی ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے نہ جہانہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا سلام رشتہ پیار و واسطہ۔ ان سے تعاون تو لا مسلمان کو ابھی جیسا بنا دینے والا ہے۔

۲۲۔ معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاعلان باغی طاعنی کافر منافق منکر مخالفت ہو کر اسی حال پر مر رہے۔ اس دشمن دین و ایمان کو اصحاب پاک میں طانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً نادر و اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے۔ جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ خَلَوْا بِاِلْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَسِرُوْا حَقًّا اِیْہ۔ وہ کفر کے ساتھ فتح مکہ میں آئے۔ اور اسی کفر کے ساتھ باغی فارسی ہو کر دین و ایمان سے نکل گئے۔ ۱۱۱ مائتہ۔ اس کے عامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و ہتک کرنے والے ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے۔ کہ وہ باغی فارسی کافر مرتد و زندہ بقی ہے۔ اور اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے نکل کر للاق ہو چکی ہے۔ اور ان سے بچنا ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے نہ ان کے پیچھے نماز نہ ان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

حدیث ہے۔ اِیَّاكُمْ وَ اِیَّاہُمْ لَا یُضِلُّوْا نَفْسَکُمْ وَ لَا یُفْسِدُوْا لَکُمْ فِتْنًا وَ اِیَّیْہِمْ اِلْحَرَمِیْنِ اور فتناء و فساد ہندو شریف کے تین سو ایک علماء مشائخ اور مفتیان دین کے تمام فتوے کافر و فاسق مرتد و بدعتی ہونے کے معاویہ پرستوں اور اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والوں پر بلا کم و کاست لگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو رد کرے یا اس بارہ میں بحث محبت مزاحمت تکرار کرے یا ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تائید تصدیق دوستی کے رشتہ پالے ہے آشنائی روارکھے وہ بھی ابھی جیسا دشمن دین و

ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔

وَمَنْ یَّشَوْکُمْ مِنْکُمْ فَانْہِہٖ وَیَسْأَلُہٗ مَا تَدْعُوْا اِلَیْہِ اللّٰہُ فَرَّانَ ہِیَ۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَكَّلُوْا عَلٰی مَا خَصِبَ اللّٰہُ عَلَیْہُمْ اَلَا یَدُہٗ مُمْتَنَہٗ ایت ۱۲ اللہ کا حکم ہے کہ نہ تَوَكَّلُوا متعجب و متین ۱۲۔ ہود ایت ۵۲۔ اللہ کا حکم ہے۔ فَلَا تَتَّخِذْ بَعْدَ الَّذِیْ خَرٰی مَعَ الْاَقْطَمِیْنَ۔ ۱۱ انعام ایت ۶۸۔ اے اہل اسلام اے اہل دین۔ اللہ رسول دین اسلام کے باغی، ظالم، دشمن آل و اصحاب معاویہ کو ماننے اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ و رد جو چاہو انجام سوچ لو۔

۲۳۔ پیارے برادرانِ ملت و دین و ملک ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمن ملت و ملک طاقت کے مقابلہ کے لیے طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظام خلافت اور مکمل دستور اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و خرد کا ناقابل انکار اعلان ہے کہ نظام خلافت و دستور اسلام مرکز ملت ہے۔ جسے فتنہ بغاوت نے تباہ کیا پس کائنات دین و ایمان میں خلافت راشدہ سے بغاوت چودہ طبق میں وہ ظلم عظیم ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتب و سنت میں لعنت کا شمار نہیں۔ فتح القدیر جلد ۵ ص ۲۶۳ طبع بیروت پر مجبور معاویہ یہ تصریح ہے معاویہ کے ظالم ہونے کی۔ مومن مسلمان بھائی کسی کی ذمہ داری اپنے رب کی سنو۔

لَا یَنْتَظِرُ عَفْوَ الْعَظَمٰی لَیْمِیْنِ۔ ۱۱ بقرہ ۲۲ میرا کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا تفسیر احکام القرآن امام ابو بکر حصص حنفی ج ۱ ص ۶۹ طبع بیروت میں خلاصہ۔ کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی نہ عہد اور نہ عہدہ ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم



مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں عمار بن یاسر والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكُنَّا نَوَاطِغِينَ بَاغِيَيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مبارقی الانبار شرح مشارقی الانبار ج ۲ ص ۷۹ طبع مصر میں ہے۔ وَكَانُوا كَطَاغِيَيْنَ بَاغِيَيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ معاویہ اپنے کو اس مشہور مؤثر حدیث سے طاعنی باغی ظالم مبتدع ہونے اور باغی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرح مقاصد جلد دوم ص ۲۷ طبع لاہور پر اور فتاویٰ حنفیہ کتاب النکاح باب النکاحات ص ۵۳ طبع بریلی پر یہ لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں۔ اس کی تائید و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

۲۴۔ باغی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علی اور ان کی محبت والوں پر طعن لعن اور غلیظ گالیوں کا جو اس خطبہ جمعہ میں ۲۱ حصے سے جاری کیا۔ اور کرایا۔ اور حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ جِسْمِي مَنْ كَرَّ عَلَى دِي بِي شَكَّ اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی۔ بے شک اس نے اللہ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۱۷۲ طبع بیروت۔ پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامر ہندیہ پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء و دانشمندی حنفی شافعی، متنبی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے ہر اس مجرم پر لگ گئے۔ جس نے اللہ رسول کی توہین ہتک گالی، لعن طعن کے ضمیمہ جرم کا ارتکاب کیا چاہے خیر القرون کا ہو یا بعد کا۔ چاہے عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی چاہے کوئی مطیع ہو یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا مروان چاہے یزید ہو یا اس سے نزدیک چاہے مجتہد یا نادان چاہے دیوبندی

ہو یا برہمنی چاہے مقلد ہو یا غیر مقلد چاہے اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادری یا ہری لاہوری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سنی ہو یا غیر سنی چاہے تہذیبیہ چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نعت خوان ہو یا تبرک باز چاہے اپنا ہو یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر یہی فتویٰ ہے۔

یکسی فرقہ یا فرد سے ضد و تعصب کی بنا پر نہیں۔ دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔

بِالْجُمْلَةِ فَهَذَا الْقَائِلُ حُكْمُهُمْ كَقَارِئِ مَرْتَدٍّ وَنَخَارِجٍ عَنِ الْإِسْلَامِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَدَائِنِ يَتَرُ والدور والغرور وفتوى الخيرية مجمع الانهار والدار المختار وخبر هامون معتمدات الاسفار في وشل طولا والكفار من تنك في كفرهم وعذا ايه فقد كفر. جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کا فر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین فتاویٰ صوامر ہندیہ منکا کر خود پڑھو پھر سوچو۔ کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا اور خلاف کتاب سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا عین اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر ایسوں کی خواہش اعتقادی کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے بہار شریعت لکھنا اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا فرمان ہے۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کو تکمیل ایمان نہ آنا بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو مانا کیا قرآن پاک پر ایمان ہے یا کفر معاذا اللہ ایک مومن کو عداوت قتل کرنے والے کا حکم ہے۔ فَمَنْ أَرَادَ قِتْلَ نَبِيٍّ أَوْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ أَلَا يَرَى تَوَجُّسَ تَرْبِزِ مَوْنِ مُسْلِمَانِ مَا جَرَيْنِ وَأَنْصَارِ قَتْلَ كَيْفَ كَرَانِي اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن پاک کا کھلم کھلا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

ناظر کے بے علم و بے تقویٰ اشتہار بازوں کو شرم آنا چاہیے ان تمام لوگوں



نے وہابیہ کی تردید کر دی ہے۔ یہ نام اور فتوے سب بھوٹ اور بکواس ہیں۔ علماءِ شافعی فقیر کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔ یہ ایک ملعون ناصبی خارجی منافق نے کتابچہ لکھا ہے۔ اب مفور ہے۔ اس پر ایک لاکھ جرمانہ ہو چکا ہے۔ کوہاٹ، لاہور، کراچی، ایبٹ آباد سے پتہ لگاؤ۔ سجادہ نشین علی پور شریف نے معاویہ کو باغی لکھا ہے۔ نام نہاد حاجی نان کو پیر خانہ سے مردود ہونے پر معافی فقیر نے دلائی۔ فقیر نے اسے ہوا جارت دی وہ اب اس کے لائق نہیں وہ ہمارے سلسلہ سے خارج ہے۔ ہماری اجازت میں سب اس سے منسوب ہیں۔ ان کے ساتھ ملاپ، کلام مجلس سب حرام ہے۔ جب تک علانیہ توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کرے۔

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین و ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہے۔ اور بدعت نہ قابل قبول ہے نہ لائق اعتناء و منکر معروف نہیں۔ مومن کی شان ہے۔  
يَا مُسْرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حَدِيث میں ہے جنتیوں کی ۱۲ صفیں ہوں گی۔ ان میں انٹی میری امت کی اور چالیس باقی سب انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے جو جنت میں اکثر ہوگی۔ یا اس سے مراد اہل اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی امتوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے برابر ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں تو باقی ایک لاکھ بیس ہزار نو سو چھیانوے ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یا حق ہیں۔ مگر اللہ رسول کے نزدیک تو ایک لاکھ بیس ہزار نو سو سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابل رد ہے۔ حدیث دوم باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکوٰۃ شریف طبع کراچی ص ۱۱۵ میں خود فرمایا۔

اَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الخ قیامت کے دن میں سب انبیاء سے زیادہ تعداد امت والا ہوں۔ یہ جاہلوں کا نعرہ تحقیق

ہے۔ اور مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اَنَا اعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے حضور کے سب یا حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ آپ کے یا نہیں بلکہ مطلقاً باغی ہیں

## محدث ہزاروی کے مذکورہ جو بیس الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات

### الزام نمبر (۱)

ملعون یزید کے باپ بانی بناوت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عنات کو یزید جیسا بیٹا یا دگا ر دیا۔

جواب: الزام ذکر کرتے وقت محدث ہزاروی اور اس کے ناما قبت اندیش ہیردوں کی بدحواسی اور نفی و حسد ملاحظہ کریں۔ کہ یزید کی پیدائش موجب طعن بنائی جا رہی ہے۔ یعنی امیر معاویہ پر اعتراض و الزام یہ ہے۔ کہ ان کے گھر یزید پیدا ہوا۔ بھلا یزید کی پیدائش اور اس کے کثوت کا بوجھ امیر معاویہ پر کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم میں صاف صاف موجود ہے۔ وَلَا تَنْزِلُ زَوَاجَہُ وَلَا تَنْزِلُ زَوَاجَہُ۔ کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ اللہ تعالیٰ توبہ فرما رہا ہے۔ کہ ہر ایک کے کثوت سے ہی اٹھانے پڑیں گے۔ اور یہ وہ نام نہاد مسلمان، اس کے خلاف لکھ رہے



ہیں۔ ہاں اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کے حکم سے یزید کی بد علی وقوع پذیر ہوتی۔ تو پھر کچھ بوجھ اور دھڑلہ ہو سکتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ذکر کیا۔ اور اس کے کرتوتوں کی بنا پر اسے دوزخی کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ربحیہ روایات کے مطابق کافر ہونے کی وجہ سے طوفان میں غرق ہو گیا۔ کیا ان دونوں (قابیل، کنعان) کی بد اعمالیوں کی بنا پر حضرت آدم و نوح علیہما السلام پر الزام دھرا جائے گا؟ حالانکہ یہ دونوں بیٹے بالاتفاق کافر اور دوزخی ہیں۔ ادھر یزید کے بارے میں اختلاف ہے کچھ تو اسے دوزخی اللہ عنہ، تک کہتے ہیں۔ اور کچھ اسے ملعون کہتے ہیں۔ اور بعض اس پر لعن ملعون کے بھی قائل ہیں۔ قارئین کرام آپ خود سوچیں۔ دو محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ پر مذکورہ الزام کس قدر بغض و حسد اور اندھی بصیرت کا شاہکار ہے۔ برائیں عقل و دانش بباہر گر لیت۔

## الزام نمبر (۲)

بانی بغاوت معاویہ کے باپ جدی دشمن اسلام  
ابوسفیان نے پیغمبر سے نوجنگ کیے

## الزام نمبر (۳)

معاویہ کے باپ نے بدر واحد کا جنگ کیا جس میں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا۔

# دونوں الزاموں کی

## مفصل جواب

یہ دونوں الزامات پہلے الزام کا دوسرا رخ کہہ لیں۔ اس میں بیٹے کے کرتوت کو الزام کی بنیاد بنایا گیا تھا۔ اور ان دونوں میں باپ کے رویہ کو قابل الزام کیا گیا۔ اس لیے ان دونوں کا ایک جواب وہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالتا۔ لہذا ابوسفیان نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں لڑیں۔ تو اس کا غیازہ اسے بھگتنا پڑے گا۔ لیکن باپ یا بیٹے کے کفر و شرک اور زیادتیوں سے دوسرا لوٹ کر نہ کر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا لانا اور آپ کا دندان مبارک شہید کر دینا اسے تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو اس کی ذمہ داری خالد بن ولید پر ڈالی جائے گی۔ کیونکہ یہ حملہ ان کی سرکردگی میں ہوا تھا۔ اگر ابوسفیان کا لڑائی میں شرکت کرنا امیر معاویہ کے کافر و منافق ہونے کی دلیل بنایا گیا ہے۔ تو پھر خود خالد بن ولید جو بنفس نفیس لڑے ان کے بارے میں دو محدث ہزاروی، کیا گل فشاں کریں گے؟ اور پھر اسی غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت وہ وحشی، نامی آدمی کے ہاتھوں ہوئی۔ یہی وحشی نامی آدمی اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد جب میمنعہ تو بہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی تو بہ قبول فرماتا ہے۔ ان کے بارے میں دو محدث ہزاروی، کیا فرمائیں گے؟ تو بلا واسطہ ثبوت ہیں۔ امیر معاویہ تو اس لیے ملزم ٹھہرے کہ ان کا باپ



ابوسفیان حضور کے مقابلہ میں آیا۔ خود امیر معاویہ نہیں لیکن یہاں تو باپ بیٹا نہیں بلکہ خالد بن ولید اور وحشی خود مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے۔ آپ کی منطق کہاں لے ڈوبے گی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ کے قاتل و وحشی، کی تو یہ قبول ہوئے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

### تفسیر طبری:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اسْحَاقَ عَنْ بَعْضِ اصْحَابِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْاَيَاتُ الثَّلَاثُ بِالْمَدِيْنَةِ فِي وَحْشِيٍّ وَّاصْحَابِهِمْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَا تَوَلّٰهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ بِغَتَّةٍ وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(تفسیر طبری ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں۔ کہ یا عبادِ اللہ! اسرفو علی انفسہم سے ان یا آئیے تم العذاب بغتہ تک تین آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اور ان کا نزول جناب وحشی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا۔

### توضیح:

کچھ لوگوں کو جب یہ خیال آیا۔ کہ ہم زندگی بھر کفر و شرک اور بدکاریوں میں مبتلا رہے۔ اب اگر ہم مسلمان ہو بھی جائیں۔ تو اسلام کا ہمیں کیا فائدہ

ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ آیات میں ان کے بارے میں فرمایا۔ کہ اگر کفر و شرک اور تاراج۔ لیکن۔ اسلام قبول کر لینا اور گزشتہ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانا قبول نہیں۔ بلکہ اسلام کی برکت سے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اب تفسیر یہ بیان ہوئی۔ اور دوسری تفسیر آیت مذکورہ کی جو ہم نے اوپر طبری کے حوالے سے نقل کی وہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کے قاتل اور اس کے شکار کا گناہ اللہ تعالیٰ نے (اسلام قبول کرنے کی وجہ سے) معاف کر دیا۔ ذرا سوچنے کی بات ہے۔ کہ خداوند عالم تو معاف کر رہا ہے لیکن ان نام نہاد ”محدثوں“ سے معافی ملنا بہت مشکل ہے۔ انہیں تو یہی کہنا ہے۔ کہ خداوند معاف کر دے تو کرتار ہے ہم نہیں معاف کریں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

علاوہ ازیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ کسی کے باپ کے براہم کرنے کی وجہ سے اس کے نیک بیٹے پر لعن طعن نہ کیا جائے

عالم ملاحظہ ہو۔

### الاستیعاب:

كَانَ عَكْرَمَةَ شَدِيدَ الْعَدَاوَةِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ وَآبُوهُ وَكَانَ قَارِئًا مَشْهُورًا مَرَّ بِحِلْمِ الْفَتْحِ فَلَحِقَ بِالْيَمَنِ وَلَحِقَتْ بِهِ امْرَأَتُهُ اُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ الْحَرِثِ بْنِ هَاشِمٍ قَاتَتْ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَ مَرْحَبًا بِالزَّكَاكِ الْمُهَاجِرِ قَامَ سَلَمٌ وَذَلِكَ سَنَةٌ ثَمَانٍ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَسُنَ اِسْلَامُهُ



وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صُعَابَ إِلَّا عِصْرَةٌ  
يَأْتِيَكُمْ فَيَا ذَا أَرَأَيْتُمْ مَوْهَ فَلَا تَسْبُتُوا أَبَاهُ فَإِنَّ  
سَبَّ الْمَنْتِ يُؤْذِي الْعَمَى وَلَمَّا أَسْلَمَ عِكْرَمَةُ شَكَى قَوْلَهُمْ عِكْرَمَةُ  
أَبِي جَهْلٍ فَتَبَاهَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْ يَقُولُوا عِكْرَمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَقَالَ لَا تَقُولُوا  
الْأَحْيَاءَ بِسَبِّ الْأَمْوَاتِ -

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب جلد سوم ص ۱۶۹۲۸)  
بر حاشیہ الاصابۃ فی تمییز الصحابة

ترجمہ: دور جاہلیت میں عکرمہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت  
تھی اسی طرح اس کے باپ ابوجہل کی عکرمہ فتح مکہ کے وقت بھاگ کر  
یمن چلا گیا۔ یہ ایک اچھا گھڑ سوار تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کی بیوی بھی یمن گئی۔  
اور پھر عکرمہ کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے جب  
عکرمہ کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے مہاجر گھوڑے سوار! خوش آمدید۔ پھر عکرمہ  
مشرق باسلام ہو گیا۔ یہ فتح مکہ کے آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اولاً سلام  
بھی بڑا اچھا اور مضبوط قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا۔  
کہ عکرمہ جب تمہارے پاس آئے۔ تو اس کے باپ کو گالی مت  
دینا۔ کیونکہ مرے ہوئے کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی  
ہے۔ عکرمہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ساتھی صحابہ کرام  
کی شکایت کی۔ کہ یہ لوگ مجھے ابوجہل کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ  
نے ان کو منع فرمادیا۔ کہ اُنہو کے لیے تم عکرمہ کو ابن ابی جہل نہیں  
کہو گے۔ اور فرمایا۔ زندوں کو مردوں کی وجہ سے تکلیف و اذیت نہ دو

## توضیح:

سہ کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو سامنے رکھا جائے۔ کہ وہ ابوجہل  
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا دشمن تھا۔ اور کفر پر ہی دنیا سے اٹھا۔ آپ نے ایسے قطعی  
کافر کا نام لے کر یا اس کے کر تو توں کو سامنے رکھ کر اس کے بیٹے عکرمہ کو بڑا بھلا  
کہنے اور عار دلانے سے منع فرمادیا۔ اُدھر محدث "ہزاروی وغیرہ" کی منطق دیکھئے  
کہ ابوسفیان کی حالت کفر میں عادات کے لے کر ان کے بیٹے امیر معاویہ کو کوسا جا رہا ہے۔  
عالمِ تکوینی ابوسفیان بعد میں تائب ہوئے۔ اور مشرف باسلام بھی۔ اور حالت اسلام پر  
دنیا سے رخصت ہوئے۔ اگر رشتہ داری کی وجہ سے باپ کا جرم اور وہ بھی  
مالت کفر کا بیٹے کے لیے سببِ ملامت ہے۔ تو پھر ابولہب کی وجہ سے سرکار  
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ ایسے کھٹو محدث "اللام دھرنے سے باز نہ آئیں گے  
ابوسفیان کا نام لے کر جس طرح امیر معاویہ کو ایذا دے جا رہی ہے۔ اسی طرح اس  
طریقہ سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچائی جا رہی ہے۔ کیونکہ جب  
آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ تو پھر اس پر عمل نہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچایا جا رہا ہے۔ اور آپ کو ایذا پہنچانا نص قطعی سے حرام  
اور باعثِ لعن ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ



ترجمہ: ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے دوست تھے۔ فتح مکہ کی رات مشرف اسلام ہوئے۔ ہم نے ان کے اسلام لانے کا واقعہ ان کے نام کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے ایک سو اونٹ اور چالیس اونقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار مال غنیمت ان کے دونوں بیٹوں زید اور معاویہ کو بھی عطا ہوا۔ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان بھی جنگ میں شریک ہوئے جس میں ان کی ایک آنکھ کام آگئی تھی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں کام آئی جنگ یرموک میں یر بنے بیٹے زید کی ماتحتی میں شریک ہوئے تھے۔

لڑتے تھے اور دعا کرتے تھے اے اللہ کی مدد! جلد! گھوڑے اور اون کے پاس کھڑے تھے۔ اور یر جلے بھی ان کی زبان پر تھے۔ اللہ اللہ! مسلمانوں کو سلام اور عرب مسلمانوں کے معاون و مددگار ہو۔ اور یہاں درمقابل کفار و مشرکین کے مددگار ہیں۔ اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ اے اللہ! آج اپنے بندوں کی نصرت فرما۔ ابوسفیان مٹلت قلب میں سے تھے۔ اور اسلام بہت خوب ہے

اسد الغابۃ:

وَأَسْلَمَ لَيْلَةَ الْفَتْحِ وَ شَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَاهُ مِنْ غَنَائِمِهِ مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْ قِيَّةً كَمَا أُعْطِيَ سَائِرَ الْمُؤَلَّفَةِ وَأَعْطَى ابْنَيْهِ زَيْدًا وَمُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَفْيَانَ يَا اللَّهُ إِنَّكَ لَكَرِيمٌ فَذَكَرْتُكَ وَأُتِيَّ وَاللَّهُ

## حضرت ابوسفیان کا تعارف

### کتب تاریخ و حدیث سے

اسد الغابۃ:

كَانَ أَبُو سَفْيَانَ صَدِيقَ الْعَبَّاسِ وَأَسْلَمَ لَيْلَةَ الْفَتْحِ وَقَدْ ذَكَرْنَا إِسْلَامَهُ فِي إِسْمَاعِيلَ وَ شَهِدَ حُنَيْنًا وَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَنَائِمِهِ مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْ قِيَّةً وَأَعْطَى ابْنَيْهِ زَيْدًا وَمُعَاوِيَةَ كُلَّ وَاحِدٍ مِثْلَهُ وَ شَهِدَ الطَّائِفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقِيَّتْ عَيْنُهُ يَوْمَ مَيْدٍ وَفَقِيَّتْ أُخْرَى يَوْمَ الْيَمَمِ وَ شَهِدَ الْيَرْمُوكَ تَحْتَ رَأْيِهِ ابْنِهِ زَيْدٍ يُقَاتِلُ وَيَقُولُ يَا فَضْلَ اللَّهِ أَقْرَبُ وَ كَانَ يَقِفُ عَلَى الْكِرَادِيسِ يَقْصُصُ وَيَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ إِنَّكُمْ دَانَةُ الْعَرَبِ وَأَنْصَارُ الْإِسْلَامِ وَالْهَمْدُ لِلَّهِ الرَّؤُوفِ وَأَنْصَارُ الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ هَذَا يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِكَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ نَصْرَكَ عَلَى عِبَادِكَ ..... وَ كَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ وَحَسَنَ إِسْلَامِهِ -

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابة جلد پنجم

ص ۲۱۶ ذکر ابوسفیان مطبوعہ بیروت طبع جدید



لَقَدْ حَارَبْتُكَ فَكَيْفَ عَمَّ الْمُحَارِبُ أَنْتَ وَلَقَدْ  
سَأَلَهُ تِلْكَ فَكَيْفَ عَمَّ الْمُسَالِمُ أَنْتَ جَبَّكَ اللَّهُ حَيًّا  
وَفَقِيتَ عَيْنَ آفِي سَقِيَانِ يَوْمَ الظَّالِمِينَ وَاسْتَعْمَلَهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَجْرَانِ  
فَمَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ إِلَى  
عَلَيْهَا وَرَجَعَ إِلَى مَكَّةَ وَفَسَكَنَهَا مَدَّةَ ثَمَرِ هَادٍ  
إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَاتَ فِيهَا - - - وَشَهِدَ الْيَوْمَ مَوْتَكَ  
وَكَانَ هُوَ الْقَاصُّ فِي جَيْشِ الْمُسْلِمِينَ يَعْزِضُهُمْ  
وَيُحْتَلِمُهُمْ عَلَى الْقِتَالِ -

(۱- اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۲-۱۳ مطبوعہ بیروت جدید)

(۲- الاستیعاب جلد دوم ص ۱۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: جناب ابوسفیان فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ آپ غزوہ  
حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک  
ہوئے۔ حضور نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے ایک سو  
اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار میں بقیہ  
تمام مؤلفہ قلوب کو بھی عطا فرمایا۔ ابوسفیان کے بیٹے یزید اور  
معاویہ کو اسی قدر عطا فرمایا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان بولے۔ خدا کی قسم!  
آپ بہت کریم ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں آپ کے  
لڑا تو آپ کو بہترین لڑنے والا پایا۔ میں نے آپ کے صلے کی تلاش  
میں بھی آپ بہت خوب صلے کرنے والے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ  
آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابوسفیان کی ایک آنکھ غزوہ طائف

میں کام آگئی۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحران پر عامل مقرر  
فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف کے وقت بھی بحران  
کے عامل تھے۔

- پھر مکہ واپس اگر کچھ مدت وہاں قیام کیا۔ اس کے  
بعد مدینہ منورہ آگئے۔ اور یہیں فوت ہوئے۔ یہ یرموک کی جنگ میں  
بھی شرکت فرمائی۔ اس جنگ میں مسلم فوج میں ہی خلیفہ دینے والے تھے  
اپنی تقریر کے ذریعہ یہ مسلمانوں کو جہاد پر ابھارتے اور انہیں بوش و جذبہ  
دلایا کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیانؓ  
پر اعتماد تھا

### الاصابة:

قال جعفر بن سليمان الضبي عن ثابت البناني  
أَنَّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ  
ذَا آفِي سَقِيَانِ فَهَوَّاهُ مِنْ لَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوِيَ بِمَكَّةَ دَخَلَ دَارَ آفِي  
سَقِيَانِ - (الاصابة جلد دوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت جدید)  
ترجمہ: ثابت البنانی سے جعفر بن سلیمان ضبی بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ  
کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو ابوسفیان کے  
گھر میں داخل ہو جائے گا۔ وہ بھی امن پائے گا، یہ آپ نے اس وجہ



فرمایا تھا۔ کہ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مکہ تشریف لاتے  
اور ٹھہرنے کا ارادہ ہوتا۔ تو آپ کا قیام ابوسفیان کے گھر ہی ہوتا تھا۔

ہجرت کے بعد اور ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے حضور  
نے ان سے تجارت کی

الاصابة؛

روى ابن سعد ايضا باسناد صحيح عن عكرمة  
أن النبي صلى الله عليه وسلم أهدى إلى أبي سفيان  
بن حرب تمر عجمي وكتب إليه يسئله  
أدماً مع عمرو بن أمية فأنزل عمرو وهدى  
إمرأته إلى أبي سفيان فقامت ذوقه وقيل ابوسفیان  
الهدية وأهدى إليه أدماً

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ ابیروت

ترجمہ: ابن سعد نے بسند صحیح حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی طرف بجزہ کھجور (کچھ مقدار میں) بھیجی۔  
اور رقبہ بھی ساتھ دیا۔ کہ ان کھجوروں کے بدلے تم مجھے چمڑا بھیج دو یہ کام  
عمرو بن امیہ نے سرانجام دیا۔ جب یہ سامان لے کر عمرو بن امیر مکہ میں  
ابوسفیان کی کسی ایک بیوی کے پاس حاضر ہوا۔ تو وہ بھیچے ہٹ کر کہاں لڑائی  
کی تیاری کرنے لگی۔ ابوسفیان نے کھجوریں لے کر ان کے بدلے میں چمڑا  
بھیجا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان سے  
جنت کا وعدہ

الاصابة؛

روى الزبير بن سريته عن أبي سفيان قال  
رأيت أبا سفيان يوم الطائف فاصبته  
حديثه فأتى النبي صلى الله عليه وسلم  
فقال هذا وعيني أصيبت في سبيل الله  
قال إن شئت دعوتك فرددت عليك وإن  
شئت فالجنة قال الجنة

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت

ترجمہ: سعید بن سیریت ثقفی سے زبیر راوی کہ میں نے غزوہ طائف میں ابوسفیان  
کی طرف تیر بھینکا۔ وہ ان کی آنکھ کو جالگا۔ (اور وہ ضائع ہو گئی۔ پس  
ابوسفیان نے حاضر بارگاہ رسالت ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ امیر میری  
آنکھ اللہ کے راستے میں کام آگئی ہے۔ فرمایا۔ اگر آپا ہو تو میں دعا کروں  
اور پھر تمہاری آنکھ تمہیں واپس مل جائے۔ اور اگر چاہو تو صبر کرو اور اس  
آنکھ کے کام آنے کے بدلے میں جنت پاؤ۔ عرض کی حضور! جنت چاہیے  
توضیح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دو باتوں میں ایک کا اختیار



دیا۔ اگر وہ آنکھ کی دالپی کا مطالبہ کرتے۔ تو بموجب وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آنکھ واپس کر دیتے۔ جب ابوسفیان نے اس کے بدلے جنت پسند فرمائی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس وعدہ کو پورا نہ فرمائیں گے۔ جب پورا فرمائیں گے۔ اور یقیناً فرمائیں گے۔ تو ابوسفیان بالیقین جنت میں ہوں گے۔ اب جسے حضور جنت میں لے جائے گا وعدہ فرمائیں گے۔ اُسے اگر کوئی جنتی زمانے یا سرے سے اس کے اسلام کا ہی انکار کر دے۔ تو اُس سے بڑھ کر بد بخت اور کون ہو گا۔ اور کیا اس کے اس ہل نظر سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچے گی۔

حضرت ابوسفیان کی ایک نہیں دونوں آنکھیں راہِ خدا میں کام آئی تھیں یہ غزوہ طائف میں اور دوسری جنگ یرموک میں اس ضمن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ کرامی ہے۔ کہ جس کی دونوں آنکھیں راہِ خدا میں کام آئیں گی۔ بروزِ حشر اللہ تعالیٰ اُسے ان سے کہیں بہتر نوری آنکھیں عطا فرمائے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تو قیامت میں دوسری آنکھوں کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہوں گے۔ اور اُن کے بدحوالہ دور حیران ششدر عذابِ الہی میں گرفتار ہوں گے۔ پھر انہیں اپنی غلطی اور بدعتیہ کی کا پتہ چل جائے گا۔

## جنگ یرموک میں ابوسفیان اور ان کی اولاد

کا کردار

## تاریخ طبری:

عن شعيب عن سيف عن ابي عمير عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابي امامة وكان شهيداً ليومك

هُوَ وَ عِيَادَةُ بن الصامت إن النساءَ هنَّ تَلَنَ يَوْمَ الیَوْمِ  
فِي جَوْ لَوْ فَخَرَحَتْ خُبَيْرِيَه ابْنَةُ اَبِي مُسْعِيَان  
فِي جَوْ لَوْ وَصَاتَتْ مَعَ رَوْجَهَا بَعْدَ قِتَالٍ شَدِيدٍ  
وَ اَصْغَبَتْ يَوْمَ مَيْدِ عَيْنِ اَبِي مُسْعِيَان فَالْخُرْجِ السَّلَامِ  
مِنْ عَيْنِهِ اَبُو حُثْمَةَ - ر تاريخ طبری جلد چہارم  
ص ۳۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم

ترجمہ: ابوامر جو کہ جنگ یرموک میں عبادہ بن صامت کے ساتھ شریک تھے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس جنگ میں عورتوں نے بھرپور حصہ لیا۔ ابوسفیان کی بیٹی جو یہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھی۔ اس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں تیر لگا۔ جس سے آنکھ جاتی رہی۔ اس تیر کو ابو حثمہ نے نکالا تھا۔

ابوسفیانؓ کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبرؓ

نے سپہ سالار مقرر کیا تھا

## تاریخ طبری:

حدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة عن  
محمد بن اسحاق عن صالح بن كيسان  
أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ سَارَ الْقَوْمُ  
خَرَجَ مَعَ يَزِيدَ بن ابِي سَفْيَانَ يَوْمَ صَيْفٍ وَ  
أَبُو بَكْرٍ يَمُشِي وَ يَزِيدٌ رَاكِبٌ فَلَمَّا فَرَغَ



مِنْ وَصِيَّتِهِ قَالَ أَقْرَبُكَ السَّلَامَ وَأَسْتَوْجِدُكَ  
اللَّهُ ثَمَّ انْصَرَفَ وَمَضَى يَزِيدُ فَاتَّخَذَ الْبَتَوَكِيَّةَ  
ثَمَّ تَبِعَهُ شَرَجِيلُ بْنُ حَسَنَةَ ثَمَّ ابُو عُبَيْدَةَ  
بَنَ جِرَاحَ مَدَاكَ الْهَمَامَا۔

(تاریخ طبری جلد چہارم ص ۳۹)

ترجمہ: (محدث اسناد) صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوجہد رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے وقت جب فوج روانہ ہونے لگی۔ تو یزید بن ابی سفیان کو وصیت کرنے کے لیے باہر تشریف لائے۔ آپ نے چلتے چلتے یزید کو وصیت فرمائی۔ یزید اس وقت سوار تھا وصیت سے فراغت پر سلام کیا۔ اور خدا حافظ کہا۔ اور آپ واپس آگئے۔ جب یزید بن ابی سفیان یرموک کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس کے پیچھے شرجیل بن خستہ اور ان کے پیچھے ابوعبیدہ بن جراح بھی بطور معاون یرموک کی طرف تشریف لے گئے۔

**مقام غور:**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے عنقی ہونے کا وعدہ فرمایا۔ کیا آپ کو ابوسفیان کی اسلام قبول کرنے سے قبل کی جنگیں یاد تھیں۔ آپ نے ان جنگوں کی بنا پر اسے ٹھکرایا نہیں۔ اسی طرح حضراتِ معاہد کرام جن میں بجاہ طبری تو کے قریب بدری صحابہ شریک تھے۔ جنگ یرموک میں ابوجہد صدیق پر کسی نے یہ اعتراض نہ کیا۔ کہ اسے خلیفہ رسول! آپ اس شخص کے بیٹے کو ہمارا سپہ سالار مقرر کر رہے ہیں جس کے باپ نے ہمارے خلاف فوجوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور جب ابوعبیدہ بن جراح اور شرجیل بن حسنہ کو صدیق اکبر نے جنگ یرموک میں یرید بن ابی سفیان

کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ تو ان حضرات نے بھی یہ نہ کہا۔ کہ ہم ابوسفیان کے بیٹے کی مدد کو ہرگز نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اس کے باپ نے ہمارے خلاف بہت سی جنگیں لڑیں۔ جب کہ ابوسفیان کی جنگوں کی یاد ان لوگوں کے ابھی دل میں تھی۔ لیکن صدیاں گزرنے کے بعد محدث ہزاروی کو امیر معاویہ کے باپ کی جنگیں ستارہی رہیں۔ اور یہ جہدِ دشمن اسلام، کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی چارہا ہے۔ ابوسفیان اپنی آنکھیں فی سبیل اللہ قربان کر دیں۔ لیکن محدث ہزاروی کو پھر بھی ان کے اسلام پر یقین نہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس قربانی پر جنت کی بشارت دیں اور محدث کو اس پر اعتبار نہ آئے۔ ابوسفیان کا بیٹا اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا اور ان کی بیٹی جنگ یرموک میں داؤد شجاعت کے ساتھ ساتھ (بعض روایات کے مطابق) درجہ شہادت بھی پائے۔ لیکن ان تمام کمالات کے پیچھے محدث کو ابوسفیان کا رشتہ نظر آنے کی وجہ سے ایک آنکھ نہ بھائی۔ اس سے قارئین کرام آپ بخوبی یہ جان لیں گے۔ کہ یہ محض عداوت اور حسد و بغض کا کرشمہ ہے۔ اس سے محدث ایذا کمینی کا اپنا ہی منہ کالا ہوا ہے۔ ابوسفیان کی گرفتارہ کو بھی ان کی دو ولایت اور مولایت، نہ پہنچ سکی۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی اور اسے قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

**آہائیں**

فاعتبروا یا اولی الابصار



## بند فاطمہ کو تھپڑ مارنے والے ابو جہل اوسفیانؓ

نے بدلہ لے لیا

فقوش ماہنامہ

مکہ میں نیک دل اشرف کی کمی نہ تھی۔ جب کبھی آوارہ لڑکے بڑوں کے ایمان پر گہروں میں حضور کا تعاقب کرتے ان پر پتھر وغیرہ پھینکتے۔ اس وقت رسول خدا اگر اوسفیان کے گھر کے قریب ہوتے تو حضور اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔ اوسفیان خود آوارہ چھوڑوں کو مار بھگاتے تھے۔ جب یہ آوارہ منش لڑکے بھاگ جاتے تو حضور اکرم اپنی راہ لیتے۔ ایک روز بزدل اور کینے ابو جہل نے رسول خدا کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کو (جو چھوٹی سی تھی) دیکھا۔ اس نے حضرت فاطمہ سے ایسا رویہ اختیار کیا کہ وہ اس ملعون کو کو سے بغیر نہ رکھیں۔ اس پر ابو جہل نے حضرت فاطمہ کے منہ پر تھپڑ مارا وہ ملنے لگیں۔ اوسفیان ادھر سے گزر رہے تھے۔

انہوں نے بچی سے رونے کا سبب پوچھا۔ جب حضرت فاطمہ نے انہیں ماجرا بتایا۔ تو اوسفیان نے بچی کو بازو سے پکڑ لیا وہ سیدھے ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لیے۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ ابو جہل کے منہ پر تھپڑ ماریں۔ اور اپنا بدلہ چکائیں۔ سیدہ نے ابو جہل کو تھپڑ لگایا۔ اور مسکراتی ہوئی چلی گئیں۔ فطری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو وہ اوسفیان کے لیے اظہارِ شکر کے بغیر نہ رہ سکے۔ (فقوش کا رسول خبر شکر)

## ملحہ فکریہ

حضرت اوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں دی جا چکی ہے۔ ایمان لانے سے بموجب عہد باری تعالیٰ پچھلے سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں معاف فرما کر رحم دلی کا اظہار فرمایا۔ جس کی بدولت انہیں ایمان نصیب ہوا۔ اور پھر ایمان واسلام بھی ایسا کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔ سیدہ خاتونِ جنت پر زیادتی کے بدلہ لینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شکریہ ادا کیا۔ اب جسے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے خوشی کا اظہار فرمائیں۔ ان کے احسانات کو یاد رکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر کیے گئے مظالم معاف کر دیں۔ تو پھر کسی اور کو نقطہ چینی کرنے کا موقع کہاں د جاتا ہے۔ اس لیے محدث ہزاروی ایذا کبھی خواہ مخواہ اپنی آخرت برباد کرنے پر تے ہوئے ہیں۔ خدا اگر ہدایت کر دے تو مہربانی ہوگی اس کی۔ ورنہ دلوں پر مہر تو پڑی ہوئی ہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ۛ



## جنگ یرموک میں جناب البوسفیان

### کے چند ایمان افروز خطابات

#### البدایۃ والنہایۃ:

فَجَاءَ الْبُؤْسَيَّانَ وَقَالَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ إِنِّي أَغْوِي  
حَتَّى أَذْرِكَ قَوْمًا يَجْتَمِعُونَ لِحَرْبٍ وَلَا أَحْضُرُ  
مُرَثَمًا شَارَ أَنْ يَنْجَلِيَ الْعَيْشُ ثَلَاثَةَ أَجْرَاءِ  
فَيَسِيرُ ثَلَاثَةَ فَيَنْزِلُونَ رِجَاءَ الرُّومِ ثُمَّ  
تَسِيرُ أَلَا ثَقَالُ وَاللَّهِ رَأَيْتُ فِي الثَّلَاثِ الْآخِرِ  
وَيَتَأَخَّرُ خَالِدٌ بِالثَّلَاثِ الْآخِرِ حَتَّى إِذَا وَصَلَتْ  
أَلَا ثَقَالُ إِلَى أَوَائِكَ سَارَ بَعْدَهُمْ وَتَزَكُّوا فِي  
مَكَانٍ تَكُونُ الْبَرِّيَّةُ مِنْ وَدَاءِ ظُهُورِهِمْ تَصِلُ  
إِلَيْهِمُ الْبَرْدُ وَالْمَدَدُ فَأَمْسَكُوا مَا أَشَارَ بِهِ  
وَيَعْمُرُ الرَّأْيُ هُوَ - (البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۶)

ترجمہ: البوسفیان آئے۔ اور کہنے لگے۔ میں یہ گمان نہیں کر سکتا کہ میری  
زندگی میں لوگ لڑنے کے لیے کہیں جمع ہوں۔ اور میں ان میں شریک  
نہ ہوں۔ پھر اشارہ کیا۔ اور مشورہ دیا کہ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا  
جائے۔ ایک حصہ رومی فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو۔ دوسرا  
حصہ اپنے مالِ متاع اور اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ اور تیسرا حصہ

خالد بن ولید کی سرکردگی میں عقب کی طرف رہے۔ یہاں تک کہ جب  
پڑاؤ ڈالیں۔ تو ایسی جگہ کہ جہاں جنگل بھٹی میڈانی علاقہ بھی ہو تاکہ رستہ  
ڈال کا انتظام بھی صحیح رہ سکے۔ آپ کی اس رائے پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مشورہ  
بہترین مشورہ تھا۔

#### البدایۃ والنہایۃ:

وَقَالَ أَبُو سَفْيَانَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أَنْتُمْ  
الْعَرَبُ وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي دَارِ الْعَجَمِ مُنْقَطِعِينَ  
عَنِ الْأَهْلِ تَائِبِينَ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَامْرَأَةِ  
الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ وَاللَّهِ أَصْبَحْتُمْ بِأَنْ أَرْعِدُ  
كَثِيرَ عَدَدٍ: شَدِيدٌ عَلَيْكُمْ حَنْقُهُ وَقَدْ  
تَرْتُمُوهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ وَبِلَا دُهِمٍ وَنِسَاءٍ هُمْ  
وَاللَّهِ لَا يَنْجِيكُمْ مِنْ هُوَلَاءِ التَّرَمِّ وَلَا يَبْلُغُ  
بِكُمْ رِضْوَانُ اللَّهِ عِدًّا إِلَّا بِمِصْدُقِ الْبِقَاءِ وَالصَّبْرِ  
فِي الْمَوَاطِنِ السَّكْرَةِ وَهَلَاكُ الْكَمَالِ لَزِمَةً  
وَأَنَّ الْأَرْضَ وَدَاءُكُمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ  
وَجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ صَعَارَى وَبَرَارَى لَيْسَ لِأَحَدٍ  
فِيهَا مَعْتَلٌ وَلَا مَعْدَلٌ إِلَّا الصَّبْرُ وَرِجَاءُ مَا  
وَعَدَ اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ مَعْقُولٍ فَا مَتَّبِعُوا مِثْقَالَ  
وَقَعَا وَكُوا وَتَسْكُنُوا فِي الْعُصُونِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى  
النِّسَاءِ فَوَصَّاهُنَّ ثُمَّ عَادَ فَنَادَى يَا عَائِشَةُ  
أَهْلُ الْإِسْلَامِ حَضَرُوا مَا تَرَوْنَ فَلَمَّا ارْتَسَلَ اللَّهُ



وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْرُومُ الشَّيْطَانِ وَالْقَارُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ سَنَّ  
إِلَى مَوْقِفِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۹۷)

ترجمہ: جناب ابوسفیانؓ نے کہا۔ اے جماعت مسلمہ! تم عرب ہو۔ اور اب  
تم نے دارِ عجم پر فتح کی ہے۔ جبکہ تم اپنے گمراہ سے بچڑے ہوئے ہو  
امیر المؤمنینؓ سے دور ہو۔ اور مسلمانوں کی مدد بھی تم سے کافی دور ہے۔ خدا  
کی قسم! آج تم ایسے دشمن کے مقابل میں ہو جس کی تعداد بہت زیادہ ہے  
اس کی گرفت مضبوط ہے۔ اور تم ان کے دلوں میں ان کے شہروں میں  
اور ان کی عورتوں کے بارے میں کھٹکتے ہو۔ خدا کی قسم! کل بوقت مقابلہ ان  
دشمنوں سے تمہیں مددِ نیت سے لڑائی کرنے اور مصیبت کے وقت  
مہر کرنے کے علاوہ اللہ کی رضا مندی کسی اور طریقے سے نہیں مل سکتی بخیروار!  
یہی سنتِ الہیہ ہے۔ زمین تمہارے پیچھے ہے۔ تمہارے اور امیر المؤمنینؓ  
و مسلمان جماعت کے مابین صحرا اور جنگلات ہیں۔ جن میں کسی کو سمجھ بوجھ اور  
ادھر ادھر پھرنے کی مہر و امید کے بغیر کوئی حالت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ  
بہترین آماجگاہ ہے۔ اپنی تلواروں کو تیز کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد  
کرو۔ اور یہ تمہارے لیے قلعے ہو جانے چاہئیں۔ یہ کہہ کر پھر آپؐ عورتوں  
کی طرف گئے۔ اور انہیں بھی اسی طرح جو شہیدِ خطبہ دیا۔ واپس آکر بلند  
آواز سے کہا۔ اے جماعت مسلمہ! جس کی تم امید کرتے ہو۔ وہ موجود ہے  
دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سو جنت تمہارے سامنے ہے  
شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہیں۔ یہ کہہ کر آپؐ اپنے مورچہ کی طرف روانہ  
ہو گئے۔

## البدایۃ والنہایۃ:

ثُمَّ تَعَلَّمُوا أَبُو سَفْيَانَ فَأَحْسَنَ وَحَقَّقَ عَلَى الْقِتَالِ  
فَأَبْلَغَ فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ حِينَ تَوَاجَعَا  
النَّاسُ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَضَرْنَا تَرَوْنَ فَلِهَذَا  
رَسُولُ اللَّهِ وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْرُومُ الشَّيْطَانِ وَالنَّارُ  
خَلَقَكُمْ وَحَضَرُوا أَبُو سَفْيَانَ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ رَأَيْتُهُ  
فَارًا فَأَضْرِبْتُهُ بِهَذَا وَالْأَحْجَارِ وَالْعَصَى حَتَّى  
يَبْرُجَ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۱۱)

ترجمہ: پھر جناب ابوسفیانؓ نے گفتگو کی۔ اور بہت اچھی گفتگو کی۔ لڑائی پر اہل  
ایک طویل بیانیہ خطاب فرمایا۔ پھر جب لوگ لڑنے کے لیے متوجہ  
ہوئے۔ تو کہا۔ اے جماعت مسلمہ! میں کو تم چاہتے ہو وہ حاضر ہے  
یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت تمہارے سامنے ہے اور  
شیطان و دوزخ تمہارے پیچھے ہے۔ ابوسفیانؓ نے عورتوں کو بھی جوش  
دلایا۔ اور فرمایا۔ تم جس مرد کو جنگ سے منہ پھیرنا دیکھو۔ تو اس کی پتھروں  
اور لالچیوں سے خوب مرمت کرنا۔ یہاں تک کہ وہ واپس آجائے

## البدایۃ والنہایۃ:

وَسَبَّتَ يَوْمَ مَيْدٍ يَزِيدُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ وَقَاتَلَ  
قِتَالًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ أَبَاهُ مَرَّ بِهِ فَقَالَ لَدُنَّ  
يَا بَنِيَّ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالصَّبْرِ فَإِنَّهُ لَيْسَ  
رَجُلٌ بِهَذَا الْوَدْحِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا مَحْشُوفًا  
بِالْقِتَالِ فَكَيْفَ بِكَ وَبِأَنْشَبَاهِكَ الَّذِينَ تَوَدُّ



أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ أَفْلَيْتَكَ أَحَقُّ النَّاسِ بِالْقَبْرِ وَالنَّصِيحَةِ  
حَاقَبِ اللَّهَ يَا نَحْسِي وَلَا يَكُونَنَّ أَحَدٌ مِنِّي أَصْحَابَكَ  
يَأْتِي عَقَبَ فِي الْأَجْرِ وَالصَّبْرِ فِي الْحَرْبِ وَلَا أَجْرَاءَ  
عَلَى عَدُوِّ الْأَسْلَامِ وَمَنْكَ فَقَالَ أَوْ مَلَأَ اللَّهُ شَاءَ اللَّهُ  
فَقَاتَلَ يَوْمَئِذٍ قِتَالًا شَدِيدًا -

(البدایۃ والنبایۃ جلد ۶ ص ۱۴)

ترجمہ: یزید بن ابی سفیان نے جنگ یرموک میں ثابت قدمی سے شدید لڑائی  
لڑی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا باپ جب اس کے پاس گیا  
تو کہا۔ اے بیٹے! تمہارے لیے اللہ کا خوف اور صبر بہت ضروری  
ہے۔ مسلمانوں میں سے اس وادی میں وہی محفوظ رہے گا۔ جو لڑے گا۔  
لہذا تم اور تمہارے وہ ساتھی جو مسلم افواج کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔  
ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لیے تم لوگ صبر و نصیحت  
کے زیادہ مستحق ہو۔ لہذا اے بیٹے! اللہ کا خوف رکھو۔ اور دیکھو تمہارے  
لشکر میں سے کوئی شخص اجر و ثواب میں اور دشمنوں پر کاری ضرب لگانے  
میں تم سے نہ بڑھنے پائے۔ یزید نے کہا۔ ان شاء اللہ آپ ہی امید  
رکھیں۔ اس کے بعد اس نے یرموک کے میدان میں عرب لڑائی کی۔

**خلاصہ کلام:**

ما فظا ابن کثیر نے ابوسفیان کے مختلف مواقع پر بہت سے خطبات کا ذکر  
کیا۔ اور ان کی سوانح میں یہ بھی لکھا کہ شاید ہی کوئی ایسا موقع ہے۔ کہ مسلم افواج میں  
ابوسفیان شریک نہ ہوتے ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے ان لوگوں کی مستفید نہ کیا ہو  
اور مسلمانوں نے ان کی تدابیر پر عمل کر کے کامیابی حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ عورتوں

ملک کو خطاب کے ذریعہ ایسا جذبہ دلایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان تمام باتوں سے  
معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام کو ان کی جنگی مہارت اور فن سپہ گیری کی واقفیت  
پر بھرپور اعتماد تھا۔ اور ایک صحیح اور کچے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے ہر وقت استفادہ  
کرتے تھے۔ پھر ان کے گھروالے (بیٹی اور بیٹا) بھی مختلف جنگوں میں شریک ہوئے  
اگر محدث ہزاروی کے باطل نظریہ کے مطابق ان کا ایمان محض بناوٹی ہوتا۔ اور کفر و  
نفاق دل میں رچا بسا ہوتا۔ تو پھر کبھی نہ تو ایسے شورش دیتے۔ جو فتح کا سبب بنتے  
اور نہ ہی اپنے بیٹے کو دشمنانِ اسلام کے غلاف لڑنے کے لیے ایسی جذباتی تقریر  
کرتے۔ بلکہ اس کی بجائے ہر وہ تجویز سامنے رکھتے جس سے مسلمانوں کی فتح شکست  
میں تبدیل ہو جاتی۔ اور بیٹے کو خاک و خون اور موت کے میدان میں سے نکل بھاگنے  
کا مشورہ دیتے۔ ان شواہد کی موجودگی محدث ہزاروی کی بے پردگی اور انا اور امیر معاویہ  
کے باپ پر بوجہ امیر معاویہ کے باپ ہونے کے ناذہباً الفاظ کہنا خود اپنے  
منہ پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

فاحتدروا یا اولی الابصار

**لات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی  
سرکردگی میں کٹے گئے**

**تاریخ ابن ہشام:**

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ قَلَمًا حَرَّخُوا مِنِّي أَحَدَهُمْ وَكَوَّ  
جَمَعُوا إِلَى بِلَادِهِمْ رَاجِعِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمُ رَافِعَ بْنَ سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَ الْمَخِيرَةَ بْنَ



شُعْبَةَ فِي مَدَامِ الطَّاعِيَةِ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ  
يَقُولُ أَبُو سَفْيَانَ وَالْمُغِيرَةُ يَضْرِبُهَا بِالْفَاسِ  
وَأَهْلُكَ فَلَمَّا هَدَمَهَا الْمُغِيرَةُ وَأَخَذَ مَا لَهَا  
وَحُلِيَّتَهَا وَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي سَفْيَانَ وَحُلِيَّتِهَا  
مَجْمُوعٍ وَمَا لَهَا مِنَ الذَّمِّ وَالْجَزَعِ وَقَدْ  
كَانَ أَبُو مَلِيحَ بْنِ عَدُوَّةٍ وَقَارِبُ بْنُ  
الْأَسْوَدِ قَدِيمًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ  
تَقْيِيفِ حِينَ قُتِلَ عَدُوَّةٌ يُرِيدَانِ فِرَاقَ  
تَقْيِيفٍ وَأَنْ لَا يُجَاهِدَهُمَا عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا فَاسْلَمَا  
فَقَالَ لِمَا رَسُولُ اللَّهِ تَوَلَّيَا مَنْ تُشْتَمُّمَا فَقَالَ  
تَوَلَّيْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَا  
لَكُمَا أَبَا سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ؟ فَقَالَ وَخَالِنَا أَبَا  
سَفْيَانَ فَلَمَّا اسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ وَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ  
أَبَا سَفْيَانَ وَالْمُغِيرَةَ إِلَى هَذِمِ الطَّاعِيَةِ سَأَلَ  
رَسُولُ اللَّهِ أَبُو مَلِيحَ بْنِ عَدُوَّةٍ أَنْ يَقْضِيَ  
عَنْ أَبِيهِ عَدُوَّةٍ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِ  
الطَّاعِيَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ  
قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَهَذَا الْأَسْوَدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَاقْضِ عَدُوَّةً وَالْأَسْوَدُ أَخُوَانِي لِأَبِي  
وَأَمَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ الْأَسْوَدَ مَاتَ شُرْكَاءَ  
فَقَالَ قَارِبُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ الْكَيْفَ تَصِلُ مَسْلَمًا

ذَا قَرَأَ ابْنُ يَمْعَنٍ نَفْسَهُ إِنَّمَا الدِّينُ عَلَى  
وَأِنَّمَا الَّذِي أُطْلِبَ بِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ أَبَا  
سَفْيَانَ أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَ عَدُوَّةٍ وَالْأَسْوَدَ مِنْ  
مَالِ الطَّاعِيَةِ فَلَمَّا جَمَعَ الْمُغِيرَةُ مَا لَهَا قَالَ  
لَا فِي سَفْيَانَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَمَرَكَ أَنْ تَقْضِيَ  
عَنْ عَدُوَّةٍ وَالْأَسْوَدَ دَيْنَهُمَا فَقَضَى عَنْهُمَا۔

(ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۳۹۴)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا۔ جب ثقیف اپنے کام سے فارغ ہوئے  
اور اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ تاکہ  
لات بت کو مہدم کریں۔ ابن اسحاق کہتا ہے۔ کہ ابوسفیان اور مغیرہ  
اس بت کو توڑتے وقت داکا داکا کہتے جاتے تھے۔ جب  
مغیرہ نے اسے مہدم کر دیا۔ اور اس کے زیورات و نقدی وغیرہ  
آٹھاری۔ اور ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔ وہ سونے اور کچے سے  
بھر پور تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثقیف کے وفد کے  
آنے سے پہلے ابو یحییٰ بن عروہ اور قارب بن اسود اچکے تھے عروہ  
اس وقت شہید ہو چکے تھے۔ ان دونوں کا مطالبہ تھا۔ کہ ثقیف سے  
ہماری جدائی کر دی جائے۔ اور کہہ ان کے ساتھ کسی معاملہ میں شریک  
نہ کیا جائے۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ ان کو فرمایا۔ جس سے تمہاری  
مرضی ہو دوستی کر لو۔ کہنے لگے۔ ہمیں اللہ اور اس رسول کما حقہ دوستی  
کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا اپنے خالو (ابوسفیان) سے



دوستی نہیں کر دے گے؟ کہنے لگے ہم اپنے خالو سے بھی دوستی کریں گے۔ پھر جب اہل طائف مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ کو لات بنت کے گانے کے لیے بھیجا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو طلحہ بن عروہ نے عرض کیا کہ میرے باپ عروہ کا قرضہ ادا کر دیجئے۔ اور وہ بھی لات بنت کی رقم سے ادا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ یہ سن کر قارب بن اسود بولا۔ میرے باپ اسود کا قرضہ بھی عروہ اور اسود دونوں بھائی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسود حالت شرک میں مر گیا۔ اس پر قارب بولا حضور آپ نے ایک مسلمان (یعنی اپنے متعلق) کی مدد کرنا ہے۔ کیونکہ وہ قرضہ اب بھر رہا ہے۔ اس کا مطالبہ مجھ سے ہی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حکم دیا۔ کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض لات بنت کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ پھر جب مغیرہ نے اس کا مال ابوسفیان کے پاس جمع کرایا۔ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض ادا کر دینا۔ ابھوں نے ادا کر دیا۔

### ملحہ فکریہ:

ابوسفیان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے درج بالا واقعہ کو بار بار پڑھیں۔ کیا کوئی اپنے خدا کو بھی اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کرتا ہے؟ کیا اس پر لگا مال کوئی اتار کر اللہ کے رسول کے حکم سے عرض کی ادائیگی میں مرن کرتا ہے؟ عروہ ہزاروی اور اس کے چیلوں کی طاقت اور بے بسی کا مظاہرہ دیکھئے۔ کہ لکھا۔ وہ کہ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر اور احد کا جنگ کیا؟ ابوسفیان کیا بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ وہ تو سمندر کے کنارے کنارے

والپس مکہ آگئے تھے۔ لیکن عداوت کے ماروں نے بدر میں ابو جہل کے ساتھ ان کی شرکت پر بھی صا کر دیا۔

فَاخْتَارُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

### الزائد خبر (۴)

یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجہ کھائی نے،  
رسول خدا کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعد شہادت  
کلیجہ چبایا

### جواب:

دین اسلام کا ایک مسلم قانون ہے۔ کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرنا ہے۔ تو قبل از اسلام کے اُس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ وحشی اور ان کے ساتھی جب ملتہ کجوش اسلام ہوئے۔ اور اسلام سے قبل اُن سے کئی ایک کبر و گناہ ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اسلام قبول کرنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ کیونکہ ہم نے ایسے جرائم کیے ہوئے ہیں۔ جن کی معافی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لیے فرمایا۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا الخ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک وہ تمام



گناہ معاف کر دے گا۔ یہ وہی وحشی ہے۔ جس نے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا۔ اور کچھ روایات کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو نے جناب حمزہ کا کلیجہ پھرایا۔ جیسا کہ ازام میں بھی مذکور ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے حبشی اور ان کے ساتھیوں کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دینے کا اعلان فرمایا۔ تو ان میں ہندو بھی شامل ہے۔ اب اگر کوئی ہندو وغیرہ کے گناہ معاف ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ نہ کہ اسے ساریکچ میں نظر ڈرائی جائے۔ تو واقعات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

### اسد الغابۃ:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ابن بن عبد شمس بن عبد مناف  
القرشیہ المہاشمیہ امراۃ ابی سفیان بن حرب  
وہی ام معاویہ اسلمت فی الفتح بعد اسلام  
زوجہا ابی سفیان و اقترھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم علی نکاحہا کان بیعتہما فی الوساد  
لیلۃ و احدۃ و کانت امراۃ لہا نفس و لیلۃ  
و رأی و عقل۔۔۔ ان ہذا اسلمت یوم الفتح و حسن  
اسلامہا فلما بايع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
النساء و فی البیعة و لا تبسرقن و لا تزنین قالت  
ہند و هل تزلنی الجرۃ و کسرق قالما  
قال و لا یعدلن او لا ذھن قالت ربیناھن  
صغارا و کفتلھن کبارا و شکت الی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم زوجہا ابی سفیان و قالت  
انہ شحیح لا یعطیہا من الاطعام ما یحبہا

و وکد ہندوی ہشام بن عروہ عن ابیہ قال قالت  
ہند لا بی سفیان انی ارید ان ابایع محمد اقال  
قد رایتک تکذبین ہذا الحدیث امس  
قالت و اللہ ما رایت اللہ عبد حق عبادہ  
فی ہذا المسجد قبل اللیلۃ و اللہ اذ یا قرا الا مملین  
قال فایتک قد فعلت ما فعلت فاذهبی برجل  
من قومک معک فذہبت الی عثمان بن عفان  
وقیل الی اخیہا ابی حذیفۃ بن عتبہ فذہبت  
معہا فاستأذن لہا فدخلت و ہی منقبۃ فقال  
تبایعینی علی ان لا تشریکی باللہ شیئا و ذکرھما  
تقدما من قولہا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
و شہدت الیکرموک و حرصت علی قتال الزوم  
مع زوجہا ابی سفیان۔

راشد الغابۃ جلد ۵ ص ۵۶۲ تذکرہ ہند بنت  
عتبہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ:

ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور معاویہ کی والدہ ہے۔ فتح مکہ کے  
وقت اپنے خاوند ابوسفیان کے بعد اسلام قبول کیا حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اسلام کے بعد ان دونوں کا نکاح برقرار رکھا۔ ان  
کے اسلام لانے میں صرف ایک رات کا فرق تھا۔ ہند ایسی عورت  
تھی۔ جو بہت سخی اور عقل و فہم کی مالک تھی۔ ہند فتح مکہ کے روز



اسلام لائی۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات سے بیعت لی جس میں یہ وعدہ بھی تھا کہ غزوات میں جو چوری کریں گی۔ اور نہ ہی بدکاری۔ ہندو بولی۔ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے اور چوری کرتی ہے؟ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری شرط یہ کہ غزوات میں اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ ہندو بولی۔ ہم نے انہیں بچپن میں پالا۔ اور بڑے ہو کر ان کو قتل کریں گی؟ ہندو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے خاوند ابوسفیان کی شکایت کی۔ کہ وہ بخیل اور کنہوس ہیں۔ وہ اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے۔ جو میرے اور میری اولاد کے لیے کفالت کرتا ہو۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہندو نے ابوسفیان سے کہا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ کل تو تو اس بات کی تکذیب کر رہی تھی۔ بولی۔ خدا کی قسم میں نے اس مسجد میں آج رات اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت ہوتی دیکھی جو کبھی نہ دیکھی۔ خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ساتھی آئے سب نمازی ہی تھے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا۔ کہ جو تیری مرضی ہے۔ جا اپنے کسی رشتہ دار کو ساتھ لے۔ یہ اٹھی اور عثمان بن عفان یا اپنے بھائی حذیفہ بن عتبہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب اجازت ملنے پر اندرائی۔ تو سر جھکا ہوا تھا حضور نے فرمایا۔ تمہاری بیعت اس شرط پر لوں گا کہ تم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گی۔ بدکاری نہ کرے گی الخ۔ اس کے بعد وہی باتیں ذکر کیں۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ جنگ یرموک

میں ہندو حاضر ہوئی۔ اور اپنے خاوند ابوسفیان کے ساتھ روم کی روانگی میں مجاہدین اسلام کے جوش و جذبہ بھڑکانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

## ہندو نبت عقبہ کے ایمان لانے کا واقعہ

جب حضور نے مرجا فرمایا۔ اور اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

الطبقات الکبریٰ لابن سعد:

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابن ابی سیرہ

عن موسیٰ بن عقبہ عن ابی حبیبة مولى الزبیر

عن عبد الله بن الزبیر قال لما كان يوم الفتح

اسلمت هند بنت عتبة ونساء معها و اتين

رسول الله صلى الله عليه وسلم يالاً بطح فبايعناه

فكلمت هند فقالت يا رسول الله صلى الله

الحمد لله الذي اظهر الدين الذي اناختاره

لنفسهم ليتفعلن رحمة يا محمد اتي امرأة

مؤمنة يا لله مصدقة برسولك ثم كشفت

عن حقها و قالت انا هند بنت عتبة

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحبا بكم

فقال الله ما كان على اذن اهل خيبر



احب الی من ان یزکوا من خبا یك ولقد اصیبت  
وما علی الارض اقل خبا احب الی من ان یحزوا  
ون خبا یك فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم  
و زیادة و قرأ علیہن القرآن و یا یعلمن فقالن  
هتد من بینہن یا رسول الله فما سحك فقال  
انی لا اصافح النساء ان قولي لیمانة امراة و مثل  
قولي لامراة و احدة قال محمد بن عمر لما  
اسلمت وند جعلت تضرب صمافی بیتیہا بالقنہ  
حتى قلدتہ قلدت قلدت وھی تقول کنا وناش فی عروہ  
الصباغات الکبری لابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۲۳۶

ذکر ہند بنت عتبہ

ترجمہ:

عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ یوم الفتح کو ہند بنت عتبہ مسلمان ہوئی۔ اور  
اس کے ساتھ اور بھی عورتیں مسلمان ہوئیں۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حضور مقام الطبع میں آئیں۔ اور آپ بیت  
کر لی۔ ہند اس وقت گفتگو کرنے وقت کہا۔ یا رسول اللہ اتمام  
تعریفیں اس اللہ پاک کے لیے جس نے اس دین کو غلبہ عطا فرمایا جو اس کا  
پسندیدہ ہے۔ تاکہ وہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ مستفید کرے۔ یا محمد!  
میں اللہ پر ایمان لانے والی اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی  
عورت ہوں۔ پھر اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹایا۔ اور  
بولی۔ میں ہند بنت عتبہ ہوں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا

بولی خدا کی قسم! کل تک مجھے روئے زمین پر سب سے بڑا گھر آپ کا لگتا  
تھا۔ اور آج جب میں مع کو اٹھی۔ تو تمام زمین کے گھروں سے صرف  
آپ کا گھر مجھے محبوب لگا۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ فرمائے گا۔  
آپ نے ان عورتوں کو قرآن سنایا۔ اور بیعت کر لی۔ ہند بولی۔  
یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہاتھوں کو چھونا چاہتی ہیں۔ فرمایا میں عورتوں  
سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ بے شک میری بات سو عورت سے بھی  
وہی ہی ہے جیسا کہ ایک عورت سے محمد بن عمر بیان کرتا ہے۔ کہ  
جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اپنے گھر پر رکھے  
ہوئے بت کو کھٹا مارا مار کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور کہتی باقی تھی۔ ہم تیری  
طرف سے دھوکہ میں تھے۔

تطہیر الجنان:

فَقَضَى عَلَيْهِ فِي غَيْبَتِهِ بِذَلِكَ لِعَلَّهِ بِرِضَا  
بہ ..... وَ عَلَى قُوَّةِ إِسْلَامِهَا إِذْ وَنَ جُمْلَةِ الْكَامِلِ  
لَهَا عَلَيْهِ أَنَّ مَكَّةَ لَمَّا قَرِيعَتْ دَخَلَتْ الْمَسْجِدَ  
الْحَرَامَ لَيْدًا فَكَرَّتِ الصَّعَابَةَ قَدْ مَكَّوهُ وَ إَكْثَمَ  
عَلَى غَايَةِ مِنَ الْوُجُهِمَا فِي الْمَسْجِدِ وَ قَرَأَ الْقُرْآنَ  
وَ الطَّلَافَ وَ الذِّكْرَ وَ غَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ  
فَقَالَتْ وَ اللَّهُ مَا رَأَيْتُ اللَّهَ حَبِذَ حَقِّ عِبَادَتِهِ فِي هَذَا  
الْمَسْجِدِ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَ اللَّهُ إِنْ يَأْخُذْ إِلَّا مُصَلِّينَ  
قِيَامًا وَ رُكُوعًا وَ سُجُودًا فَتَاطَمَعْتُ أَنْتَ إِلَى الْإِسْلَامِ  
لَكُنَّهَا خَشِيتُ إِنْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



أَنْ يُؤْتِيَهَا عَلَى أَفْعَلَتْهُ مِنْ أَمْثَلِ الْقِيَعَةِ بِعَقَابِ  
حَمْرَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَاءَتْ إِلَيْهِ بِحَرْجِلٍ وَمِنْ  
قَوْمِهَا لَيْثًا بِعَاهُ فَوَجَدَتْ عَجْةً مِنَ الرَّجَبِ  
وَالْبَيْعَةِ وَالْعَفْوِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يُعْطَرْ بِهَا لِهَاشِرٍ  
شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَنْزِي فَقَالَتْ وَهَلْ تَنْزِي الْحَرَّةُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ تُجَوِّزْ وَقَوَّعَ الزَّيْنُ إِلَّا مِنْ  
الْبَغَايَا الْمَعْدَاتِ لِيَذْكَرَ شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا  
تَسْرِقَ فَأَمْسَكَتْ ..... وَلَقَا أَسْلَمَتْ كَانَتْ  
عَلَى غَايَةِ مِنَ التَّثَبُّتِ وَالْيَقَظَةِ فَأَتَاهَا  
أَثَرُ الْبَيْعَةِ ذَهَبَتْ إِلَى صَنْوَلَهَا فِي بَيْتِهَا  
فَجَعَلَتْ تَضْرِبُهُ بِالْقُدُومِ حَتَّى كَسَرَتْهُ  
قِطْعَةً قِطْعَةً وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا مِنْكَ فِي  
غُرُورٍ -

(قطہیر الجنان ص ۸ تا ۹ تذکرہ فی اسلام معاویہ)

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی عدم موجودگی میں ہند کو اس کے مال سے کچھ لے لینے کا فیصلہ کر دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ ابوسفیان اس سے راضی ہی ہوگا۔ اور آپ کو ہند کے پختہ اسلام کا بھی علم تھا۔ کیونکہ اس کے ایمان لانے کے اسباب میں سے ایک یہ تھا کہ جب مکہ فتح ہوا تو یہ ایک رات مسجد حرام میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ مسجد صحابہ کرام سے بھری پڑی ہے۔ اور وہ انہماکی حضور

قلب اور جوش و جذبہ کے ساتھ نماز پڑھنے، قرآن کی تلاوت کرنے رکوع و سجود کرنے، طواف و ذکر کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر بولی کہ خدا کی قسم! آج کی رات سے پہلے کبھی میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی مہلت جو اس کا حق ہے ہوتے نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے نماز قیام، رکوع اور سجود میں ساری رات گزار دی۔ یہ دیکھ کر اسے اسلام پر اطمینان آگیا۔ لیکن اسے یہ خوف تھا کہ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ مجھے سخت ڈانٹ پلائیں گے۔ کیونکہ میں نے آپ کے چچا حمزہؓ کا بڑا مشکہ کیا تھا۔ بہر حال وہ اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تاکہ بیعت کرے۔ آپ نے اسے مرجعہا کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ آپ کی ذات میں درگزر معافی اور کشادہ دلی اتنی ہے جس کا دل تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ایک شرط پیش فرمائی کہ تو زنا نہیں کرے گی۔ بولی یا رسول اللہ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ وہ سمجھتی تھی کہ بدکاری صرف وہی عورتیں کرتی ہیں جو ہمیشہ درہوتی ہیں۔ پھر آپ نے چوری ذکر کرنے کی شرط لگائی۔ وہ رگ گئی۔ جب مسلمان ہو گئی۔ کیونکہ اس کا بیعت کرنا حقیقت پر مبنی تھا۔ وہ پھر اپنے گھر کے بت کے پاس کھٹاڑے کر آئی۔ اور اسے مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی۔ اہم تیری ویر سے دھوکہ میں تھے۔

الناہیہ:

اخرج البخاری فی صحیحہ عن عائشۃ



قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بْنُ عَتَبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ حَبَاءٍ أَحَبَّ  
إِلَيَّ أَنْ يَبْذُلُوا مِنْ أَهْلِ أَحْبَابِكَ تَعَرَّ مَا أَصْبَحَ  
الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ نَحْبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ  
يَعْرِضُوا مِنْ أَهْلِ حَبَاءِكَ قَالَ وَ أَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي  
بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ رَجُلًا  
مَسِيئًا خَمَلٌ عَلَى حَرَجٍ أَنْ أَطْعَمَ مِنَ الذَّمِّ لَهُ  
حَيَالَهُ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ وَالْحَدِيثِ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ  
وَفِي قَوْلِهِ وَ أَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ تَصْدِيقٌ  
لَهَا وَ أَحْبَابُكَ يَذِيذُ حَبِيبًا يَعْذُكَ إِلَيْكَ وَمَنْ فَرَسَ  
الْعَكْسَ فَقَدْ وَفَّرَ

(الناهيۃ عن طعن المعاویۃ ص ۲۴)

توجہ: امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ  
بیان فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
ماہر ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! آج سے پہلے میرے نزدیک آپ کا گھر  
روئے زمین کے تمام گھرانوں سے زیادہ حقیر و ذلیل لگتا تھا۔ پھر آج  
ایسا ہے۔ کہ زمین پر بسنے والا کوئی گھرانہ آپ کے گھرانے سے مجھے  
زیادہ عزت و توقیر والا نہیں لگتا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان  
ایک نہایت ہی بخیل شخص ہے۔ تو کیا میں اس کی اجازت کے بغیر  
اس کے زیرِ تربیت افراد پر خرچ کر لیا کروں؟ فرمایا ہاں معروف طریقے  
کے ساتھ اس حدیث کی روایت کئی طریقوں کے ساتھ ہے

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ“ کے الفاظ ہند بنت عتبہ کی تصدیق اور  
اس کی دیا قیامت کی خبر دیتے ہیں۔ اور جس نے اس کا عکس سمجھا اس  
نے وہ ہم کیا۔

## مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے

۱۔ ہند بنت عتبہ عقل ورائے والی تھی۔

۲۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو حسن طریقہ سے اپنایا۔

۳۔ ایمان کی مضبوطی کی ایک وجہ صحابہ کرام کا دل جمعی سے اللہ کا عبادت کرنا تھا۔

۴۔ قبول ایمان کے بعد اپنے گھر میں رکھے بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اس کو  
فریجی کہا۔

۵۔ قبول اسلام کے آئندہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ اللہ نے دین کو غلبہ اس لیے  
عطا فرمایا۔ تاکہ ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔

۶۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب چہرہ سے نقاب ہٹا کر اپنا تعارف کروایا  
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مر جہا فرمایا۔

۷۔ جب ہند بنت عتبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کی تعظیم اسلام اور  
اسلام اپنے دل میں پائی جانی والی کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے اس محبت  
کی زیادتی کی دعا فرمائی

۸۔ ابوسفیان کی عزیز موجودگی میں اس کا مال خرچ کرنے کی اجازت دینا اس امر  
کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے  
بارے میں اعتماد تھا۔ کہ وہ میرے حکم سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرے گا



وہاں یہ بھی استناد تھا۔ کہ اس کی بڑی آتنا ہی خیر کرے گی۔ جتنی ضرورت ہوگی۔

۹۔ صحابہ کرام کی نمازیں، تلاوت قرآن، طواف کعبہ اور ذکر و دعا کو دیکھ کر ہند نے کہا۔ کہ اس گھر میں ایسی عبادت کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ گویا ان لوگوں نے عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔

۱۰۔ ایمان لانے سے قبل یا اظہارِ ایمان سے قبل ہند کو یہ شبہ تھا۔ کہ میں نے جو کچھ آپ کے چچا حمزہ کا مشلہ کیا ہوا ہے۔ اس لیے آپ فرور سرزنش فرمائیں گے۔ لیکن سامنے آنے پر آپ نے ہند کے لیے مرجا فرمایا۔ اور درگزر فرمایا۔ یہ سلوک دیکھ کر وہ فرما مسلمان ہو گئی۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں ہند کے قبل اسلام اور بعد اسلام متضاد خیالات و کیفیات کتب حدیث میں کئی طریقوں سے مروی ہیں۔ اور یہ بات بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے جو آپ نے ہند کے لیے محبت کی زیادتی کی دعا مانگی۔ وہ اس کے پختہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے خلاف وہم ہے۔

### لمحہ فکریہ ۱

ہند مت عتبہ کے ایمان لانے اور پھر اس کے ثابت قدم رہنے کی شہادت آپ مختلف حوالہ جات سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ایسی کامل الایمان عورت کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا فرمائیں۔ اس کے حق میں دعاء خیر فرمائیں ایک نام نہاد محدث ”کلیچہ چبائی“ ایسے حقارت آمیز الفاظ کہتا پھرے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے در رسول اللہ کی تعلیمات و ارشادات کا پائل ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں

کے سابعہ گناہوں کے بارے میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فرما کر عام معافی و مغفرت کا اعلان فرمائے۔ تو دوسرا گناہ ہے کہ وہ ایسے شخص کے سابعہ گناہوں کو الزام بنا کر پیش کرتا پھرے۔ ہند نے اگر کلیچہ چبایا تھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا۔ اس کا دکھ بھی آپ کو ہی ہو سکتا تھا۔ تبھی تو ہند نے یہ سمجھا کہ آپ میری تو بیخ فرمائیں گے۔ لیکن جن کا چچا اور جن سے تو بیخ کا خطرہ تھا انہوں نے تو معمولی سرزنش بھی نہ فرمائی۔ اور نہ ہی کلیچہ چبایا یا دکرایا۔ بلکہ مرجا اور دعاؤں سے نوازا۔ لیکن محدث ہزاروی کو کس بنا پر دکھ ہو رہا ہے۔ کہ وہ معاف شدہ ظالموں کو صدیوں بعد لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے۔ کہ اللہ اور اس کا رسول دلوں کے حالات پر مطلع ہوتے ہیں۔ تو جب ہند نے کہا۔ کہ اب آپ کا گھرانہ مجھے تمام دینا کے گھرانوں سے پیارا لگتا ہے آپ اگر اس میں بناوٹ یا نفاق پاتے تو فرماتے۔ جھوٹ کہہ رہی ہو۔ یا اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی ارشاد فرمادیتا۔ محبوب ایہ جھوٹی ہے۔ جب ان کی طرف سے اس قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ بلکہ مرحمت کے ساتھ ایمان قبول کر لینے کی خبریں ہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کو آج یہ کہاں سے علم ہو گیا کہ ہند مت عتبہ مسلمان نہیں تھی۔ اور منافقہ تھی۔ آج اگر ہند مت عتبہ کہیں سے آجائے۔ اور محدث ہزاروی کی اپنے بارے میں یہ باتیں پڑھے۔ تو ممکن کہ جوشِ ایمان میں آکر اسی طرح اس کا کلیچہ چبا ڈالے۔ جس طرح حالت کفر میں اس نے حضرت حمزہ کا کلیچہ چبایا تھا۔

### فاعتبروا یا اولی الابصار



## الزائغ (۵)

یزید کا باپ معاویہ شپٹی دشمنِ رسول دشمن  
آل و اصحابِ رسول ہے دُقرآن و سنت  
گواہ ہے

جَوَاب:

جس اشتہار کے اقتباسات میں سے یہ ایک اقتباس ہم نے پیش کیا۔ اس کے مزید نے یہ استلزام کیا تھا۔ کہ ہم بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ کے باحوالہ کارنامے درج کریں گے۔ ان کارناموں میں سے تین کارنامے اس الزام میں بھی مذکور ہیں۔ اور ان کے حوالہ کے لیے صرف یہ لکھ دیا گیا۔ دُقرآن و سنت گواہ ہیں الزام کا حوالہ دینے کا یہ طریقہ کونسا طریقہ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی کم از کم ایک آیت میں الزامات پر پیش کی جاتی۔ اور کم از کم تین احادیث بھی اس کی تائید و توثیق میں ذکر جاتیں۔ خود محدث ہزاروی تو شارح ہے نہیں۔ کہ اس کی بات قرآن و سنت بن جائے۔ جب حوالہ کوئی نہ پیش کیا۔ اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر ہی کہا جائے گا۔ کہ حسد و بغض کی آگ نے یہ اگلنے پر مجبور کیا تھا۔ اور ان کے سینوں میں جو کینہ ہے۔ یہ سب اس کی کرم فرمائی ہے

اور دُقرآن و سنت میں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بکثرت موجود ہیں۔ چہاں ہیں۔ و ان طائفتان من المومنین اقتتلوا کے عمومی حکم میں یہ بھی داخل ہیں۔ کاتب وحی تھے جنہو علی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ہدیٰ اور مہدیٰ کی دعا فرمائی۔ ان تمام مناقب عمومی اور خصوصی سے محدث ہزاروی کی آنکھیں بند ہیں۔ ادا سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار



## الزام نمبر (۱)

یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین ایمان فتح  
مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ذکر کے مارے  
مسلمان ہوئے

## الزام نمبر (۲)

معاویہ ابن ابوسفیان اپنے باپ سمیت  
ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مٹی لفظ ظہری

## ان دونوں الزامات کا جواب

جہاں ہمک عبارت مذکورہ کی گستاخی کا معاملہ ہے۔ وہ طعنی بھی نہیں  
امیر معاویہ کو دشمن دین و ایمان کہنا اور مکہ کے کافروں میں سے کہنا خلاف اصل  
بھی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے وقت اسلام لانے والوں  
میں شمار کرنا واقعات سے جہالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔  
قطبیر الجنان

عَلَى مَا حَكَاهُ الْوَاقِدِيُّ بَعْدَ الْحَدِيثِ  
وَكُتِبَ إِسْلَامُهُ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى أَظْهَرَ  
يَوْمَ الْفَتْحِ هَلُوهُ فِي عُمَرَوِ الْقُضِيَّةِ الْمَتَأَخَّرَةِ عَنِ  
الْحَدِيثِ يَبَيِّنُ الْوَاقِعَةَ سَنَةَ سَبْعٍ قَبْلَ  
فَتْحِ مَكَّةَ بِسَمَوِ كَانَ مُسْلِمًا وَيُؤَيِّدُهُ مَا  
أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ بْنِ  
عَلِيِّ بْنِ الْعَابِدِ بْنِ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ وَ  
أَصْلُ الْحَدِيثِ فِي الْبُخَارِيِّ مِنْ طَرِيقِ طَاوُسٍ عَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ يَنْقُلُ عَنْ قُصْرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ خِلَافًا لِمَنْ حَصَرَ فِي الْأَوَّلِ  
الدَّلِيلَ عَلَى أَنَّهُ كَانَ فِي عُمَرَوِ الْقُضِيَّةِ مُسْلِمًا  
أَمَّا الْأَوَّلِيُّ فَهُوَ أَضَحُّ لِأَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ ذَلِكَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ  
وَهَذَا يُعَيِّنُ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرَ كَانَ فِي الْعُمَرَوِ  
لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَقَّقَ  
وَمَنْ جَمَعُوا أَمَّا الثَّانِيَةُ فَلَا نَهْيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَمْ يَقْصُرْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَصْلًا لَا بِمَكَّةَ  
وَلَا بِمِنًى فَتَعَيَّنَ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرَ



إِنَّمَا كَانَ فِي الْعَصْرِ

تَطْلُبُ الْجَنَانَ ص، فصل اَوَّل

تقریباً؛ واقعہ کی قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ مدینہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور دوسروں کا کہنا ہے کہ مدینہ کے دن مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنے والدین سے اسلام چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز ظاہر کر دیا۔ ایمان لانے کے وقت امیر معاویہ عمرۃ القضاء میں شریک تھے جو صلح مدینہ کے بعد جو رسالت ہجری میں ہوا تھا۔ سے ایک سال قبل ادا کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے امام محمد باقر سے ان کے آباؤ اجداد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مروہ پہاڑی کے قریب بال شریف کاٹے علاوہ ان میں صاحبانِ حدیث کی روایت جو بخاری میں ہے۔ اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ روایت جناب ابن عباس سے طاؤس نے بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے تمینچی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے۔ اس روایت میں مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ تائید اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ عمرۃ القضاء میں مسلمان ہو چکے تھے۔ پہلی روایت تو اس امر کی واضح تائید کرتی ہے کہ چونکہ اس میں مروہ کے پاس بال کاٹنے کا ذکر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بال کاٹنا۔ عمرہ میں واقع ہوا تھا۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بالاجام سر انور مغلی میں منڈوایا۔ دوسری روایت میں تائید اس طرح سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں

بال کاٹے ہی نہیں۔ نہ مکہ میں اور نہ منی میں۔ لہذا یہی متعین ہوا کہ واقعہ عمرۃ القضاء میں ہوا۔

توضیح:

روایت مذکورہ کی توضیح و تشریح حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "امیر معاویہ" میں درج ذیل الفاظ سے کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امیر معاویہ:

صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ خاص صلح مدینہ کے دن مسلمان ہوئے۔ مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔ پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے ہے۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پردہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لائے تھے۔ مگر امتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے۔ اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا۔ تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا۔ حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لیے نبی پاک نے ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی مسلمان عباس کو قتل نہ کرے۔ وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔ امیر معاویہ کے مدینہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر امام زین العابدین ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ امام باقر سے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ ان سے امیر معاویہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال کاٹے مروہ پہاڑی کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری نے روایت طاؤس عبد اللہ بن عباس سے روایت فرمائی۔ کہ حضور کی یہ حجامت



کرنے والے امیر معاویہ ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامتِ عمرۃ القضاء میں واقع ہوئی۔ جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۸ھ میں ہوا۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا تھا۔ اور تھان مردہ پر حجامت نہیں کرتے۔ بلکہ منیٰ میں دوہی ذی الحجہ کو کرتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ وداغ میں بال نہ کٹوائے تھے۔ بلکہ سر منڈوایا تھا۔ ابو طلحہ نے حجامت کی تھی۔ تو لامحالہ امیر معاویہ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراشنا عمرۃ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لاپکے تھے۔ اور عذر و مجبوری ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا جرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباس نے قریباً چوبیس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا۔ مجبوری کی وجہ سے۔ نیز اس وقت ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے۔ لہذا اس ایمان کے مخفی رکھنے میں نہ امیر معاویہ پر اعتراض ہو سکتا ہے نہ حضرت عباس پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ نہ فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں۔ نہ مؤلفۃ القلوب میں سے۔ (امیر معاویہ تصنیف مفتی احمد یار خاں مرحوم ص ۳۸ تا ۳۹)

نوٹ:

”مؤلفۃ القلوب“ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام کی طرف دل مائل کرنے کے لیے مالی ذکوۃ میں سے ان کی مدد کرنا محدث ہزاروی نے ”مؤلفۃ القلوب“ کا امیر معاویہ کو داخل کر کے ان کا کفر ثابت کیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت امیر معاویہ کو سوانح و چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔ اب اس عطا پر مذکورہ سوال آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو جو مذکورہ مالی امداد دی تھی۔ وہ تالیفِ قلب کے لیے نہ تھی۔ کیونکہ تالیفِ قلب اس شخص کی مطلوب ہوتی ہے۔ جو ابھی مسلمان نہ ہوا ہو۔ اور واقعہ یہ

ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس انعام دیئے جانے سے قبل ہی مشرفِ باسلام ہو چکے تھے اور یہ امداد اسی قسم کی تھی۔ جیسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو عطا فرمائی تھی۔ وہ اس قدر تھی۔ کہ حضرت ابن عباس اسے اٹھا بھی سکے تھے۔

جب حضرت عباس اس امداد کی وجہ سے مؤلفۃ القلوب میں شامل نہیں تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان میں شامل کرنا کس طرح درست ہے۔ اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو پھر بھی محدث ہزاروی ایندھکینی کے معومات باطلہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کی تالیفِ قلب فرمائی۔ اور وہ اس کرم سے مشرفِ باسلام ہو گئے کیا وہ اتنی شیطانی رقم ملنے کے بعد مرتد اور کافر ہو گئے تھے۔ یا اسخ فی الایمان ہو گئے تھے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بعد والی زندگی ان کے راسخ فی الایمان ہونے کی تین دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتبِ وحی مقرر فرمایا۔ ان کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اور ان کے دور خلافت میں لاکھوں غیر مسلم مشرفِ باسلام ہوئے اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین و اسلام کا دشمن اور تالیفِ قلب کی وجہ سے کافر و منافق ثابت کرنا یہ بتلاتا ہے کہ اس نظریہ کے حامل خود ایمان و اسلام سے بہت دور ہیں۔ اور اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں

قاعدہ اولیٰ ابصار



## الزامِ قسب (۸)

معاویہؓ لدا بوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے

مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں

قرآن پاک ۲۱ سورہ بقرہ میں ہے قرآن سے ثابت ہوا اور اس گروہ کا ایمان مردود ہے لہذا  
جواب :

آیت مذکورہ جو سورہ بقرہ میں ہے۔ محدث ہزاروی اور اس قاشل کے دیوبندیوں  
مردودیوں اور نام نہاد پیروں نے اس سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔ یہ تفسیر کئی وجوہ سے غلط  
ہونے کے علاوہ کسی متداول تفسیر سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ان لوگوں کا خیال ہے  
کہ آیت مذکورہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے  
اور ان میں سے صرف انہیں دو نظر آتے ہیں (یعنی ابوسفیان اور ان کے بیٹے امیر معاویہ)  
باقی ایک ہزار کے قریب مشرف باسلام ہونے والے یا تو انہیں نظر نہیں آتے (اس  
طرح ایک تاریخی حقیقت کو جھٹلایا جا رہا ہے) اور اگر نظر آتے ہیں۔ تو پھر آیت کے  
حکم سے خارج کرنے کے لیے شامان کے پاس جبرئیل کوئی پیغام لایا ہو۔ اور  
اگر یہ دونوں احتمالات نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ امیر معاویہ اور ابوسفیان کو تو اس دن  
ایمان لانا قطعاً مفید نہ ہوا۔ دوسروں کو مفید ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اگر آیت سے  
مراد فتح مکہ کے روز اسلام لانا ہو۔ تو ایک ہزار صحابہ کرام کے لگ بھگ کو غیر مسلم قرار  
دیا جا رہا ہے۔ علاوہ انہیں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں حضرات فتح مکہ سے

قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اس لیے از روئے تحقیق اس آیت کے مطلوبہ مفہوم  
میں یہ داخل ہی نہیں۔

ایک اور حقیقت یہ ہے کہ آیت مذکورہ کا شان نزول باتفاق مفسرین جو بیان کیا  
گیا۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ اے کافرو! ہمارے اور تمہارے درمیان جلد  
فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ فیصلہ ”یوم النفر“ کو ہو گا۔ اس پر کفار ازراہ مذاق کہا کرتے تھے۔  
وہ یوم النفر کب آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارکات اتاری۔ تَحْلُ یَوْمَ الْفَتْحِ  
لَا يَنْفَعُ الْكَافِرِينَ كَفَرُوا وَإِيمَانُ الْكَافِرِينَ لَا يَنْفَعُهُمْ نَفَعُ دُرٍّ عَمَّاسٍ۔

ترجمہ : آپ کہہ دیجئے کہ یوم النفر کو کافروں کا ایمان لانا قطعاً نفع نہ دے گا۔ اور نہ ہی  
انہیں ہمت دی جائے گی۔

آیت مذکورہ میں جو لمحہ یوم النفر کو کسی کا ایمان لانا قطعاً ناقابل قبول قرار دیا گیا۔ تو  
اس بنا پر اس سے مراد یہ لی گئی کہ یوم النفر یا تو قیامت کے لیے استعمال ہوا یا وہ دن  
کو جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کا حکم ہو۔ قیامت کے دن بھی کسی  
کافر کا ایمان نامقبول اور عذاب الہی کے حکم کے بعد بھی ایمان مردود۔ ہاں کچھ مفسرین کرام  
نے اس سے مفتح مکہ، مراد لیا۔ لیکن وہ ایمان کی عدم قبولیت کی شرط کی وجہ سے  
اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز قتل کفار کے وقت کسی کافر کا ایمان لانا سود مند  
نہ ہو گا۔ ان تینوں احتمالات سے ہٹ کر چوتھا احتمال جو محدث ہزاروی وغیرہ کا ہے۔  
یہ احتمال صرف انہی کو سوچا۔ ان کے سوا کسی مفسر نے یہ احتمال بیان نہیں کیا۔ اور اہل تشیع  
کا طریقہ بھی یہی چلا آ رہا ہے۔ کہ وہ آیات جو کفار و منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں  
انہیں حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ ان کی پیروی میں  
محدث ہزاروی وغیرہ یہ آیت جو کفار کے جواب کے طور پر نازل ہوئی تھی۔ اسے  
امیر معاویہ اور ابوسفیان پر چسپاں کر دیا۔ اگر بالفرض یہ تفسیر موضوع تسلیم کر لی جائے



تو پھر آیت کے آخری الفاظ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ۔ (انہیں مہلت نہ دی جائے گی) اس کی تفسیر یہ کہ یہ لوگ جو لوگوں کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔ انہیں یومِ فتح مکہ کے بعد مہلت نہ مل سکے گی۔ یعنی وہ زندہ نہ چھوڑے جائیں گے۔ تو اس بنا پر امیر معاویہ اور اہل بیتِ نبویؑ کو بھی مہلت نہ ملتی۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔

امیر معاویہ

نے حضرت علیؑ کے مرنے کا دور خلافت دیکھا۔ حتیٰ کہ خود غلیظ مقرر ہوئے۔ اسی بنا پر موش ہزاروں انہیں باغی طاعنی مبتدع وغیرہ کہہ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کا شان نزول اور ہے۔

اب ہم چند متداول تفاسیر سے آیت مذکورہ کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) اَيَّ اِذَا حَلَّ بِكُمْ بَأْسُ اللَّهِ وَ مَحْطَلُهُ وَ عَصَبُهُ فِي الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ وَ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ) كَمَا قَالَ تَعَالَى (فَلَمَّا جَاءَ ثَلَمُهمُ سَلَمُهمُ بِالْبَيْتِ فَقَرَأَ بِمَا عِنْدَهُم مِّنَ الْعِلْمِ) الْاٰيَتِیْنَ۔ وَمَنْ رَّجِعَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هَذَا الْفَتْحِ فَتْحُ مَكَّةَ فَقَدْ اَتْبَعَهُ النَّجْبَةُ وَ اَخْطَا فَافْهَشَ فَإِنَّ يَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ قِيلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا سَلَامًا مُّطْلَقًا مُّطْلَقًا وَ قَدْ كَانُوا قَرِيبًا مِنَ الْفَيْتِنِ وَ لَوْ كَانَ الْمُرَادُ فَتْحَ مَكَّةَ لَمَّا قِيلَ اِسْلَامُهُمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ) وَ اِنَّمَا الْمُرَادُ الْفَتْحُ الَّذِي هُوَ الْقَضَاءُ وَ الْفَضْلُ كَقَوْلِهِ (فَاَفْتَحَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا) الخ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۲۶۴ سورہ سجدہ آخری آیت)

نتیجہ:

یومِ الفتح سے مراد ایسا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کا غضب اُن پر پڑے۔ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ تو ایسے دن کا قول کا ایمان لانا ہرگز سوزمند نہ ہو گا۔ اور نہ ہی مزید مہلت دی جائے گی۔ جیسا کہ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا۔ پھر جب ان کے پاس اُن کے پیغمبر بینات لے کر آئے۔ تو وہ اپنے علم پر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ اور جس نے اُس دن گمراہ۔ اور فتح مکہ کا دن۔" یہاں ہے تو وہ مقصود سے بہت دور ہے اور اس کی غلطی بڑی فاحش غلطی ہے۔ یہ کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کا اسلام قبول فرمایا جو اسلام لائے۔ اور وہ تقریباً دو ہزار تھے۔ اگر مراد فتح مکہ کا دن ہوتا۔ تو اس آیت کے حکم کے مطابق آپ اُن کا ایمان و اسلام ہرگز قبول نہ فرماتے تو معلوم ہوا کہ وہ فتح سے مراد قضا و الہی اور فیصلہ کا دن ہے۔ جیسا کہ یہی لفظ اسی معنی میں فَاَفْتَحَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وغیرہ کی آیات میں استعمال ہوا ہے۔

تفسیر طبری:

حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ هَذَا يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ اِذَا



جاء العذاب عن مجاهد يوم الفتح يوم القيامة.....  
وقوله ولا هم ينظرون يعني قول ولا هم يفتخرون  
للتوبة والمبراجعتو۔

(تفسیر طبری ج ۲ ص ۷۳، مطبوعہ بیروت) (سورہ بقرہ آخری آیت)

ترجمہ: ابن زین نے اس آیت کے متعلق کہا۔ کہ یوم الفتح سے مراد ”عذاب آگ کا دن“ ہے۔ مجاہد سے ہے۔ کہ یوم الفتح سے مراد ”قیامت کا دن“ ہے۔ اور لا ينظرون کا معنی یہ ہے کہ انہیں توبہ کرنے کے لیے موصول نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی کفر سے رجوع کرنے کا وقت۔

تفسیر درمنثور:

عن مجاهد في قوله قل يوم الفتح قال يوم القيامة  
وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر  
وابن أبي خاتم عن قتادة في قوله قل يوم الفتح  
قال يوم القضاء وفي قوله وانتظروا لهم منتظرون  
قال يوم القيامة۔

(تفسیر درمنثور جلد پنجم ص ۷۹، انوار سجدہ آخری آیت)

ترجمہ: مجاہد نے کہا ہے کہ یوم الفتح سے مراد ”قیامت کا دن“ ہے۔ جناب قتادہ سے مروی کہ اس سے مراد ”فیصلہ کا دن“ ہے۔ اور آیت کے اندر انتظار سے مراد ”قیامت کے دن کا انتظار“ ہے۔

تفسیر مظہری:

يوم الفتح الخ المتبادر منه ان المراكذ بيوم الفتح  
يوم القيامة لان ايمان ذلك اليوم لا ينفخ

البنية ومن حمل على الفتح مكة او يوم بدر قال  
معناه لا ينفع الذين كفروا وقتلوا او ماثلوا  
على الكفر اي ما ذهبوا اليه من حين رآوا العذاب بعد  
موتهم ولا هم ينظرون اي يمهملون۔ (تفسیر

مظہری جلد ۷ ص ۲۷۹) سورہ بقرہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے متبادر ”یوم القیامت“ ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن  
ایمان لانا یقیناً نامقبول ہوگا۔ اور جس نے اس سے مراد فتح مکہ یا بدر کا  
دن لیا ہے۔ اس نے معنی یہ کہا ہے۔ کہ ان لوگوں کو کفار کا ایمان قبول  
نہ ہوگا۔ جو کفر کی حالت پر رہ گئے۔ یا قتل کر دیئے گئے۔ اور بعد موت جس  
وقت انہوں نے عذاب دیکھ لیا۔ اور نہ ہی انہیں ہمت دی جائے گی

تفسیر کبیر:

قل يوم الفتح الخ اي لا يقبل ايما ذهبوا  
تلك الحال لان الايمان المقبول هو الذي  
يكون في دار الدنيا ولا ينظرون اي لا يمهملون  
بالعادة والى الدنيا ليسوا واثقوا فيقبل  
ايما ذهبوا۔ (سورہ بقرہ آخری آیت مطبوعہ مصر)

(تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۸۸)

ترجمہ: ان کفار کا ایمان اس حالت (قیامت) میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ  
ایمان مقبول وہ ہوتا ہے۔ جو دنیا میں لایا جائے۔ اور نہ ہی ان کو  
ہمت دی جائے۔ کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیجیں جائیں۔ پھر وہ ایمان  
لائیں۔ اور ان کا پھر ایمان قبول کر لیا جائے۔



### تفسیرِ جمل:

قَوْلُهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ الْعَمِلُوا هَذَا أَظْهَرَ عَلَى تَقْدِيرِ  
أَن يَزَادَ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
لَا أَنَّ الْإِيمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ  
فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يُقْبَلُ بَعْدَ غُرُوحِهِمْ  
مِنْهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ أَيْ يَمْلِكُونَ بِالْوَاعِدَةِ  
إِلَى الدُّنْيَا لِيُثْمِرُوا وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ  
عَلَى يَوْمِ بَدْرٍ أَوْ يَوْمِ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ مَعْنَاهُ  
لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِيمَانُهُمْ إِذَا جَاءَ  
هُمْ الْعَذَابُ وَقَتِلُوا لِأَنَّ إِيمَانَهُمْ حَالَ  
الْقَتْلِ إِيْمَانُ اضْطِرَافٍ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ  
أَيْ يَمْلِكُونَ بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ وَلَمَّا  
فُتِحَتْ مَكَّةَ مَرَبَتْ قُرْمٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ  
فَلَحِقُوا خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَقَاتِلَهُمْ وَالْإِسْلَامُ قَلَمٌ  
يَقْبَلُهُ مِنْهُمْ خَالِدٌ قَاتِلَهُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى  
لَا يَنْفَعُ الْخ

د تفسیرِ جمل (جلد سوم ص ۲۲۰) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد اگر یوم القیامت لی جائے تو بات واضح ہے  
کیونکہ ایمان مقبول وہی ہوتا ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے لایا  
جائے اور دنیا سے اٹھ جانے کے بعد مقبول نہیں ہوتا۔ ایسے  
لوگوں کو دنیا میں دوبارہ آنے کی ہمت نہیں دی جائے گی۔ مگر انہیں

ایمان لانے کا موقع دیا جائے۔ اور جس نے یوم الفتح سے مراد بدر کا دن  
یا فتح مکہ کا دن لیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ کافروں  
کا ایمان لانا اس وقت کارآمد نہ ہوگا جب عذاب ان پر پہنچا اور وہ  
قتل کر دیئے گئے۔ کیونکہ قتل کی حالت میں ایمان لانا اضطرری ایمان  
ہے۔ اور ان لوگوں کو عذاب مؤخر کر کے ہمت بھی نہ دی جائے گی۔  
جب مکہ فتح ہوا تھا تو بنی کننہ کی ایک جماعت بھاگ کھڑی ہوئی۔  
خالد بن ولید نے انہیں پکڑا۔ انہوں نے اپنا اسلام لانا ظاہر  
کیا۔ لیکن خالد بن ولید نے قبول نہ کیا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ تو یہ ہے  
تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول لَا يَنْفَعُ الْخ

### تفسیرِ صامی:

قَوْلُ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (يَا نَزَلَ إِلَيْهِ الْعَذَابُ يَوْمَ  
لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ  
يُنْظَرُونَ) يَمْلِكُونَ لِيَتُوبَ أَوْ مَعْدِيَّةً

د تفسیرِ صامی جلد سوم ص ۲۲۹

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد کفار پر عذاب اترنے کا دن ہے اس  
دن انہیں توبہ اور معذرت کی ہمت نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی  
اس دن کا ایمان لایا ہو مفید ثابت ہوگا۔

### تفسیرِ خازن:

قَوْلُ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَنْفَعُ  
الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِيمَانُهُمْ لَا يُقْبَلُ وَمَنْ  
الْإِيمَانُ وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى فَتْحِ مَكَّةَ



أَوِ الْمُثَلَّىٰ يَوْمَ بَدِّ قَالِ مَعْنَاهُ لَا يَتَمَعُّ الَّذِينَ  
كَفَرُوا إِيَّامًا تَهْتَمِرُ رُءُوسُهُمُ الْعَذَابِ (تفسیر  
خازن جلد سوم ص ۵۸۲) سورۃ سجدہ آخری آیت

ترجمہ:

یوم الفتح سے مراد یوم القیامت ہے یعنی قیامت کے دن کفار کا  
ایمان نامقبول ہو گا اور جس نے یوم الفتح کو فتح مکہ یا بدر کے دن پر  
محمول کیا ہے اس نے اس آیت کا معنی یوں بیان کیا ہے جب  
کافروں پر عذاب آن پہنچا تو اس وقت ان کا ایمان ٹوٹ نہ ہو گا۔  
تفسیر مدارک:

رَقِلْ يَوْمَ الْفَتْحِ (آخِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَوْمُ الْفَصْلِ  
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَاعْدَاءِ الْكُفَرِ) (تفسیر مدارک  
بر حاشیہ خازن جلد سوم ص ۵۸۲)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور یہی دن مسلمانوں اور ان  
کے دشمنوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔

تفسیر روح المعانی:

يَوْمَ الْفَتْحِ (يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَاهِرٌ عَلَى الْقَوْلِ  
يَأْنِ الْمُرَادِ بِالنَّجْحِ الْفَصْلُ لِلْخُصُومَةِ فَقَدْ  
قَالَ مُبَحَّاتُهُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ) (تفسیر روح المعانی جلد ۲  
ص ۱۴۱) سورۃ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ کیونکہ فتح کا معنی بظاہر

فصل ہے یعنی مسلمانوں اور کفار کے مابین حق و باطل کے جھگڑے میں فیصلہ  
کا دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بے شک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت  
کے روز فیصلہ فرمائے گا،

ملحہ فکریہ:

ان کس متداول تفاسیر میں "یوم الفتح" کا معنی قیامت کا دن  
عذاب کا دن اور فتح مکہ کا دن لیا گیا۔ لیکن آخری معنی کے درست ہونے کے لیے  
کہا گیا کہ اس آیت کا مصداق بنی کنزہ میں۔ یا وہ کفار جو لڑائی کے وقت حالت  
کفر میں مارے گئے۔ ان تین معانی کے علاوہ چوتھا معنی جو محدث ہزاروی کو  
سوجھا ہے کسی مفسر نے نہیں کیا۔ ان بے وقوف اور جاہل نام نہاد مولویوں  
پیروں اور محدثوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی بھی یاد نہ رہا۔ جو  
اپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا۔ مَنْ دَخَلَ دَارَ آفِ سَفِيَّانَ فَهُوَ آفِ  
دَارِ بَشَامِ جِلْدِ جِہَامِ (ص ۱۲۲۶) مَنْ آفِ مَسْجِدِ آفِ دَارِ آفِ سَفِيَّانَ أَوْ  
أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آفِ (ابن خلدون جلد دوم ص ۴۰) جو شخص البسفیان کے گھر  
میں داخل ہو جائے گا۔ مسجد میں آجائے گا۔ یا اپنا دروازہ بند کرے گا تو امن میں ہے  
ان تصریحات ائمہ مفسرین کے باوجود یہ رٹ لگائی جا رہی ہے کہ یہ آیت فتح مکہ  
کے دن مسلمان ہونے والوں کے لیے نازل کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ ان کا ایمان  
ہرگز نفع بخش نہیں۔ اور نہ ہی انہیں ہلکت دی جائے گی۔ اور ان دو ہزار اسلام  
قبول کرنے والوں میں سے مرنے اور صرف دو صحابی ہی اس آیت کے حکم کے تحت  
آئے ہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش ایسی تفسیر کو قبول کرے گا؟ معلوم ہوتا ہے کہ محدث  
ہزاروی، مودودی اور دیوبندی و سنی تمارا قضا کے دل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے  
مسدود و نقض سے برہیز ہیں۔ جس کی بنا پر انہیں حق نظر نہیں آتا۔



## الزاور مخبر (۹)

معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں میں سے ہے جن کے حق قرآن کی شہادت ہے جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے

اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو قرآن پاک پارہ ۳۱ رکوع ۳۱ سورہ مائدہ آیت ۶۴ ثنابت ہوا کہ یہ کافر آئے اور کافر گئے اور اجہل ملانے ان پر جہالت میں رہی عنہ پڑھ کر اجہل بن رہے ہیں

جواب:

الزام بالایمین اور کہنے گئے ہیں۔

۱۔ امیر معاویہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں منافق ہیں۔

۲۔ امیر معاویہ ڈر کے مارے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور پھر بغاوت کر کے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا۔ یعنی وہ سرے سے مسلمان ہوئے ہی نہ تھے۔

۳۔ ان کو رضی اللہ عنہ کہنے والے جاہل ملاں میں۔ اور وہ اجہل کے ساتھی ہیں۔

تردید امر دوم:

امیر معاویہ اور ان کے والد پر منافق ہونے کا الزام اور اس کا تفصیل جواب

غلام حسن نقادری

مفت دارالعلوم جزالافتاح لاہور

گزشتہ اوراق میں دیا جا چکا ہے۔ البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ اور تلخیص الحنان وغیرہ کی تصحیح و نظر کر چکے ہیں ان میں احسن اسلام، الفاظ ان کے بہترین مسلمان ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جنگ یرموک میں جناب ابوسفیان کے کارنامے، جنگ حنین میں ان کی ثنابت قدمی اور آنکھ کا شہید ہونا اور پھر کس کے صلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت ملنے کی خوشخبری، فتح مکہ کے دن ان کے گھر کو دارا من قرار دینا کیا یہ تمام حقائق ان کے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے پر دلالت نہیں کرتے؟ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتا بت وحی کی ذمہ داری سونپنا، اپنا راز دان بنانا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہادی و مہدی کی دعاء کرنا کیا ان کے نفاق کو ثنابت کرتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی سے کہیں بڑھ کر علم تھا۔ نہیں بلکہ محدث ہزاروی ایڈیٹر مکتبی توجاہل مرکب ہیں۔ لہذا ان کی واہی تباہی باتوں کو تسلیم کرنا بھی پرے درجے کی حماقت ہے

تردید امر دوم:

”حضرت امیر معاویہ کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے“ اس امر کی تفصیل گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کی دوسری شق ”بغاوت کر کے اسلام سے نکلنا“ ہم اس موقع پر محدث ہزاروی سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ کیا ہر باغی ان کے نزدیک مسلمان نہیں رہتا اور کافر ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی دلیل ہو تو ثنابت پر پیش کی جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر باغی کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں بغاوت کرنے والے کو مومن ہی کہا ہے۔ وَإِنْ كَلَّا فَيَقْتُلُوهُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ اگر مومنوں کی دو جماعتیں باہم لڑیں۔ تو ان کے درمیان صلح کرادیا کرو۔ اور اگر ان میں ایک جماعت دوسری پر بغاوت کرے۔ تو باغی جماعت کے خلاف لڑو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے۔ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے







## تفسیر طبری:

حد ثنا سعید عن قتادہ قوله واذ اجاءو  
کمر قائلوا امثال الخ اناس من الیهود کاثروا  
ید خلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
فیعیرونہ انکسر مؤمنون بین السدی واذ اجاءو  
الایۃ قال هو لا یؤمن من المنافقین کاثروا الیهود  
یقول دخلوا کفاراً وخرجوا کفاراً۔

رقفسیر طبری جلد ششم ص ۱۹۲

ترجمہ:

سعید بن قتادہ نے واذ جاء وکمر الخ آیت کے بارے  
میں فرمایا کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی  
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ کو یہ خبر  
دیتے کہ ہم مومن ہیں۔ سدی سے ہے کہ آیت مذکورہ یہودی منافقین  
کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کافرانہ حالت میں آتے اور اسی حالت  
میں پلٹ جاتے۔

امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

تفسیر قرطبی:

قال الحارث الأعور سئل علی

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و هم القذوة عن  
قتال اهل البغی من اهل الجمل وقسین  
امشركون هم قال لا من الشرك فسرؤا  
فقیل امنا فقولون قال لا لان المنافقین  
لا یدکرون الله الا قلیلاً قیل له فما  
حالهم قال اخواننا بغوا علينا۔

(۱) تفسیر قرطبی جلد ۱

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱

ص ۲۵۶) سورة حجرات آیت نمبر ۱۰

ترجمہ: مارٹا عمر کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا  
گیا جو جنگ جمل اور صفین میں آپ کے مقابل تھے کیا وہ مشرک ہیں؟  
فرمایا نہیں۔ وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ پوچھا کیا وہ منافق ہیں۔  
فرمایا نہیں۔ کیونکہ منافق اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ پوچھا کیا  
پھر ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف  
مخالفت و بغاوت پر اتر آئے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان  
یقول لا اهل حربہ انما هم نقاتلهم علی التکفیر  
ولم نقاتلهم علی التکفیر لنا ولا کثارا ایتنا  
علی حقی وراؤا انکسر علی حقی۔ (قرب الاسناد ص ۲۵)

مطبوعہ تھران طبع جدید



نہجکھا: حضرت علی المرتضیٰ کہا کرتے تھے کہ جن لوگوں نے ہم سے لڑائی کی۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے یا ہم انہیں کافر کہتے تھے۔ بلکہ ہم نے سمجھا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور انہوں نے سمجھا کہ وہ حق پر ہیں۔ کفر و اسلام کی جنگ دھڑی۔

### مقام غویا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جن سے جنگ ہوئی۔ اور جن کے خلاف بغاوت کا چرچا کیا جاتا ہے۔ وہ یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں نہ مشترک ہونے کا فتوے دیے۔ اور نہ انہیں منافق کہیں۔ ہاں کہتے ہیں تو دینی بھائی کہتے ہیں۔ اور دونوں کے اختلاف کا سبب اختلاف رائے فرماتے ہیں۔ تو محدث ہزار رومی وغیرہ کو آخر کیوں پیٹ میں بل پڑتے ہیں۔ نہ اس کے باپ و والد سے امیر معاویہ کی لڑائی ہوئی۔ اور نہ اس سے کچھ چھینا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمار یا سرہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھے تاثرات رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

### مصنف ابن ابی شیبہ:

عن زیاد بن الحارث قال كنت الى جنب عمار بن ياسر يصليين وكبتي فمسس ركبته فقال رَجُلٌ كَثُرَ اَمْلُ السَّامِ فَقَالَ عَمَّا لَا تَقُولُوا ذَاكَ نَبِيَّتَنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ وَقَبْلُنَا وَ قَبْلَهُمْ وَاحِدٌ وَكَانَهُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ جَاءُوا عَنِ الْحَقِّ فَحَقَّ عَلَيْنَا اَنْ نَقَاتِكُمْ وَحَتَّى يَرْجِعُوا اِلَيْنَا (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۹۰) حریر ۱۹۴۸۴

ترجمہ: زیاد بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں عمار بن یاسر کے پیلوں میں تھا۔ یہاں تک کہ میرا کھٹنا ان کے گھٹنا سے چھو رہا تھا اتنے میں ایک آدمی نے کہا شامیوں نے کفر کیا ہے۔ یہ سن کر عمار بولے یوں مت کہو۔ کیونکہ ان کا اور ہمارا نبی اور قبلہ ایک ہے لیکن یہ لوگ آزمائش میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ حق سے تجاوز کر گئے۔ لہذا ہم پر لازم ہے کہ ان سے لڑیں۔ حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

لہذا جس شخصیت کو علی المرتضیٰ مومن کہیں۔ امام باقر مسلمان سمجھیں۔ امام جعفر زنی بھائی بتلائیں۔ اور اہل سنت کی تمام معتبر کتب انہیں صحابی رسول کا تب وحی، خلیفہ المسلمین، جنتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مستجاب کا پیکی کہیں۔ انہیں محدث ہزار رومی (معاذ اللہ) کافر، منافق اور مرتد کہہ کر رہا ہے۔ اس سے ان کا کیا بگڑے گا۔ خود اپنا دین و اسلام ہاتھ سے گنوا لیا۔ آخر میں جنگ صفین کے خاتمہ پر علی المرتضیٰ کا ایک اعلان نقل کر کے ہم اس الزام کی تردید کو ختم کرتے ہیں۔

### نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ

اکثر شہروں کے معز دین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے جس میں اجلاسے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بتلاتے ہیں ویسے ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے، اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری



حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدائی ہوئی کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بڑی تھے۔ (ذیرنگ فصاحت ترجمہ منج البلاغہ ص ۴۶)

## قریبی دمر سوم

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ، کہنے والے  
ابو جہل ہیں

اس جملہ جیشہ کی زد میں دو چار کیا تمام اکابرین امت آجاتے ہیں۔ صرف محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے چند نامہ نگار شاید بچ جائیں۔ ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والوں میں سے چند ایک حضرت کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام  
(۱) — امام غزالی  
شواہد الحق:

وَاعْتَقَادَ أَهْلَ الشُّنَّةِ تَرْكِيَّةَ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ  
وَالشُّنَّةِ عَلَيْهِمْ كَمَا أَشْفَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى  
وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَبَرَ قَبِيحٍ  
مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى  
الْجَوْتِمَادِ لَا مَتَانَةَ مِنْ مُعَاوِيَةَ فِي الْأَمَامَةِ

دشواہد الحق تصنیف امام یوسف نبھانی ص ۴۲ تا ۴۳  
ترجمہ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو عادل اور گناہ کبیرہ

سے دور رکھیں۔ اور ان کی تعریف ہی کیا کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ثناء کی۔ اور جو لڑائیاں علی المرتضیٰؓ و امیر معاویہ کے مابین ہوئیں۔ ان کا دار و مدار اجتہاد پر تھا۔ امیر معاویہ کا کوئی امت میں جھگڑا نہ تھا۔

امام غزالی نے علی المرتضیٰؓ اور امیر معاویہ دونوں کو اکٹھا ”رضی اللہ عنہ“ ذکر کر کے اپنا مسلک واضح کر دیا۔ وہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ بھی مانتے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔ اور جو شخص امیر معاویہ کو (جو جملہ صحابہ کرام میں سے ہی ہیں) قابل تعریف و ثناء نہیں سمجھتا اور ان کے تزکیہ کا قائل نہیں ہے۔ امام غزالی کے نزدیک وہ اہل سنت میں سے نہیں۔

## (۲) سرکار غوث اعظم

شواہد الحق:

وَتَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
الْحَسَنِ رَأَى ابْنِي هَذَا سَيِّدًا يَصْلَحُ اللَّهُ تَعَالَى  
بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (تَوْحِيدُ  
إِمَامَتِهِ يَعْقِدُ الْحَسَنُ لَهُ فُسُوقِي عَامَّةِ الْجَمَاعَةِ  
لَا تَقَاحُ الْخِلَافَةِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاتِّبَاعِ الْكُلِّ  
لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - دشواہد الحق ص ۴۲  
تَوْحِيدُهُ - الغوث الجبیلانی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کے بارے میں فرمایا -  
”بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ



دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ لہذا جب امام حسن نے خلافت سے دستبرداری فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ کی امامت لازم ہو گئی اس سال کو وہ عام الجماعت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام حضرات کے مابین واقع اختلاف اٹھ گیا اور سب نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کر لی۔

## (۳) — ابن الہمام

شواہد الحق؛

وَمَا جَدَى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ الْعُرُوبِ بِسَبَبِ طَلَبِ  
تَسْلِيمِ قَتْلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْوَجْهِ لَا مَنَازَعَةَ  
مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
فِي الْإِمَامَةِ۔

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۴۷۶، اکمال بن الہمام)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا سبب قاتلانِ عثمان کا سپرد کرنا تھا۔ اور یہ اختلاف اور جنگ اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے امامت کے مسئلہ میں کوئی جھگڑانہ تھا۔

امام نووی: شواہد الحق؛

وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَقْوَى مِنَ الْعَدُولِ  
الْفَضْلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النَّجَبَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
(شواہد الحق ص ۴۷۳ قولہ الامام النووی)

ترجمہ:

پھر حال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل صحابہ کرام اور فاضل و اعلیٰ آدمی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرائی: شواہد الحق؛

وَقَالَ أَبُو مَامٍ الشُّعْرَانِيُّ أَيْضًا فِي كِتَابِ الْيَوَاقِيتِ  
وَالْجَوَاهِرِ الْمُبِیْحَةِ الرَّابِعِ وَالْأَرْبَعُونَ فِي  
بَيَانِ وَجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَتْ بَيْنَ الصَّحَابَةِ  
وَوُجُوبِ إِعْتِقَادِ أَكْثَرِ مَا جُزُّوْنَ وَكَذَلِكَ  
لَوْ تَمَرَّ كُلُّهُمْ عَدُوًّا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الشُّدَّةِ سَوَاءٌ  
مَنْ لَا بَيْنَ الْفِتَنِ أَوْ مَنْ لَمْ يَلِدْ سِلْمًا۔

(شواہد الحق ص ۴۷۸ الامام القطب الشعرائی)

ترجمہ: قطب ربانی امام شعرائی نے یواقیت و الجواہر میں چوالیس میں فرمایا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین اختلافات کے بارے میں خاموش رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس بحث میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اللہ کے ہاں ثواب کا حق دار ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں۔ اور اس پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ چاہے ان میں سے صحابی ہوں۔ جو باہم لڑائی میں پڑے



یا اس سے بچے رہے۔ (سب عادل ہیں۔)

خلاصہ ملاحظہ:-

امام غزالی، حضرت اعظم، ابن الہمام، امام نووی اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہم جمعین یہ وہ اکابر امت ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو (رضی اللہ عنہ) کہا ہے۔ بطور اختصار ان حضرات کا ذکر کیا گیا۔ وگرنہ ہر قابل ذکر مسلمان ہی عقیدہ رکھتا ہے۔ محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق یہ سب (معاذ اللہ) ابو جہل ہیں۔ ان تمام نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہی بیان کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ عادل، صحابی اور مومن خالص ہیں۔ اسی بنا پر ان حضرات نے ان کے نام کے ساتھ (رضی اللہ عنہ) کا جملہ دعائیہ لکھا اور کہا ہے۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی خود اہل سنت میں سے نہیں۔ کیونکہ اس نے اجماعی عقیدہ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ پھر اس کے باوجود اسے ہزاروں سریدوں کا پیر کا مل ہونے کا دعویٰ عجیب طرفہ مذاق ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سر کا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی وساطت کے بغیر کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ اور خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری ترقی درجات بھی غوث اعظم کے وسیلہ علیہ سے ہوئی۔ اب محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق سر کا غوث پاک (معاذ اللہ) ابو جہل ہوئے۔ اگر ان سے محدث کو کچھ رومانیت ملی تو اپنے بقول رومانیت نہیں بلکہ ابو جہل کی وراثت ملی۔ اور اگر ان سے جہنم ملی۔ تو پھر ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہوا۔ اور سریدوں کو شیطان بنانے کا ٹھیکیدار ہوا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## الزائغ خبر (۱)

معاویہ ابوسفیان کا بیٹا دین اسلام سے پہلا

باقی ہے

شرح مقاصد جلد دوم  
ص ۳۰۶ طبع نا پور

جواب:-

شرح المقاصد علامہ تفتازانی کی تصنیف ہے۔ جو علم الکلام یعنی عقائد پر لکھی گئی۔ ہے۔ جہاں اس میں عقائد سے متعلق مختلف ابجاث ہیں۔ ان میں ایک بحث مذکورہ موضوع کے متعلق بھی ہے۔ اجمالی طور پر یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ علامہ موصوف نے باخی جو کسی دلیل و رائے سے اختلاف کر کے امام برحق سے بغاوت کرتا ہے اور وہ باخی جو بغیر منقول دلیل کے امام برحق کی مخالفت کرتا ہے۔ دونوں کا فرق بیان فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلے باخی کی مثال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور دوسرے قسم کے باخی قاتلان عثمان قتلائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اگرچہ علامہ موصوف نے یہ الفاظ لکھے۔ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ بَغَىٰ فِي الْاِسْلَامِ مُعَاوِيَةُ كَيْتَا دَاوُدَ اس میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا معاویہ ہے۔ لیکن اس کا مفہوم اور مراد وہ نہیں۔ جو محدث ہزاروی نے لی ہے اور جس کی بنا پر اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر و نفاق و ارتداد کے فتوے لگا دیئے۔ اگر علامہ تفتازانی کی اس بحث کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا۔ تو ان کی مراد خود بخود واضح ہو جاتی۔ لیکن ان کی عبارت میں سے اسے مطلب کی ایک سطر محدث ہزاروی



نے لے کر پھر اسے اپنا مطلب پہنچا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہے۔  
اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ شرح مقاصد کی مذکورہ عبارت وہاں تک ذکر کریں جہاں  
تک وہ اپنا مطلب واضح کر سکے۔ اگرچہ عبارت طویل ہے لیکن ہم بقدر ضرورت  
ذکر کریں گے تاکہ صحیح مراد معلوم ہو سکے۔

### شرح مقاصد:

وَالْمَخَالِفُونَ بَعَاثَةً لِّخُرُوجِهِمْ عَلَى الْإِسْلَامِ  
الْحَقِّ بِشَبْهَةِ هِيَ تَرْكُهُ الْقِصَاصَ مِنْ قَتْلِهِ  
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَعَنَ ابْنُ قَتْلِكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ وَقَدْ قَتِلَ  
يَوْمَ صَفِّينَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَلِقَوْلِ عَلِيٍّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا وَكَيْسُوا كَفَارًا  
وَلَا فَسْقَةَ وَلَا ظُلْمًا لِمَا لَهُمْ مِنَ الثَّاقِبِ  
وَأِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَاءُ  
فِي الْاجْتِهَادِ وَذَلِكَ لَا يُؤْجِبُ التَّفْسِيْقَ فَضْلًا  
عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِهَذَا مَنَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَصْحَابَهُ وَمَنْ لَعَنَ أَهْلَ الشَّامِ وَقَالَ إِخْوَانُنَا  
بَغَوْا عَلَيْنَا كَيْفَ وَقَدْ صَحَّ بَدَمُ طَلْعَةِ  
وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالنُّصْرَةِ  
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْحَرْبِ وَالشُّكْرِ  
بَدَمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالْمَحْقُوقُونَ  
مِنْ أَصْحَابِنَا عَلَى أَنَّ حَرْبَ الْجَمَلِ كَانَتْ قُلْتَةً

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ بَلْ كَانَتْ نَهْيًا  
مِنْ قَتْلِهِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ صَارُوا  
فَرِيقَيْنِ وَاجْتَلَطُوا بِالْمُسْكِرِينَ وَأَقَامُوا  
الْحَرْبَ خَوْفًا مِنَ الْقِصَاصِ وَقَصْدُ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحَ الْقَاتِلَيْنِ  
وَتَسْكِينِ الْفِتْنَةِ وَقَوَّعَتْ فِي الْحَرْبِ وَمَا  
ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْعَةُ مِنْ أَنَّ مَحَارِبِي  
كَفَرَةً وَمُخَالِفُوهُ فَسَقَةٌ تَمَسُّكَ بِمَقُولِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبُكَ يَا عَلِيُّ حَرْبِي  
وَيَا بَنِي الطَّاعَةِ وَاجِبَةٌ وَتَرْكُ الْوَاجِبِ فُسْقٌ  
فَمِنْ اجْتِهَادٍ لِيَوْمٍ وَجْهًا لَا تَهْمُ حَيْثُ لَمْ  
يُقَرَّرْ قَضَاءُ بَيْنَ مَا يَكُونُ بَيْنًا وَيُلٍ وَاجْتِهَادِ  
وَبَيْنَ مَا لَا يَكُونُ نَعَمْ نَوَقُلْنَا بِكَفْرِ الْغَوَاجِ  
بِنَاءً عَلَى تَكْفِيرِهِمْ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ  
يَبْعَثْ لِحُكْمِهِ بَعَثَ اخْرُفَانِ قَيْلًا لَا كَلَامَ  
فِي أَنَّ عَلِيًّا أَعْلَمُ وَأَفْضَلُ وَفِي بَابِ الْاجْتِهَادِ الْمُلُ  
لِحُكْمِ مَنْ آيَنَ لَكُمْ أَنَّ اجْتِهَادًا فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ  
وَحُكْمُهُ يَعْدَمُ الْقِصَاصَ عَلَى الْبَاغِي أَوْ بِاشْتِرَاطِ  
زَوَالِ الْمُنْعَةِ صَوَابًا وَاجْتِهَادًا الْقَاتِلَيْنِ بِأَلُو  
خُبْرٍ خَطَاءً لِيُصَحَّ لَهُ مُقَاتَلَةُ تِلْكَ وَهَلْ  
هَذَا إِلَّا كَمَا إِذَا خَرَجَ طَائِفَةٌ عَلَى إِمَامٍ



وَطَلَبُوا مِنْهُ الْإِقْتِصَاصَ وَمَنْ قَتَلَ مُسْلِمًا  
بِالْمُتَقَاتِلِ قُلْتُ لَيْسَ قَطْعُنَا بِعَطَائِهِمْ فِي  
الْجَنَاحِ عَائِدًا إِلَى حُكْمِ الْمَسْئَلَةِ كَفَيْهِ بَلْ  
إِلَى إِعْتِقَادِهِمْ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْرِقُ  
الشُّكْلَ يَا عَيَّانِيهِمْ وَيَقْدِرُ عَلَى الْقِصَاصِ مِنْهُمْ  
كَهَيْفَ وَقَدْ كَانَتْ عَشْرَةُ الْوَلَدِ مِنَ الرِّجَالِ يَلْبِسُونَ السِّلَاحَ  
وَيَتَأَدُّونَ أَكُنَّا كُنَّا قَتَلْنَا عُثْمَانَ وَبَلَدًا  
يُظَلِّمُ قَسَادُ مَا ذَكَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْبَعْضِ مِنْ أَنْ كُنَّا  
الْقَائِلِينَ عَلَى الصَّوَابِ بِنَاءً عَلَى تَصْوِيبِ كُلِّ  
مُجْتَمِعٍ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْخِلَافَ لَنَا هُوَ فِي مَا إِذَا  
كَانَ كُلُّ مِثْلٍ مَجْتَمِعًا مُجْتَمِعًا فِي الدِّينِ عَلَى الشَّرَاطِ  
الْمَذْكُورِ وَالْجَنَاحِ لَا فِي كُلِّ مَنْ يَتَخَيَّلُ  
شُبُهَةً وَاهِيَةً وَيَتَأَوَّلُ تَأْوِيلًا قَاسِدًا أَوَّلًا  
ذَهَبَ الْإِحْتِرَافُ إِلَى أَنْ أَقُولَ مَنْ بَغَى الْإِسْلَامَ  
مَعَاوِيَةً لَا بَلْ قَتَلْنَا عُثْمَانَ لَمْ يَكُونُوا أَبْعَاةً  
بَلْ ظَلَمَةٌ وَعُتَاةٌ لِعَدَمِ الْوَعْدِ لِشُبُهَتِهِمْ  
وَلَوْ كُنْهُمْ بَعْدَ كَشْفِ الشُّبُهَةِ أَصْرًا أَوْ صَرَا  
وَأَسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا - ر شرح مقاصد

جلد دوم ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کی جن  
لوگوں نے مخالفت کی وہ باغی تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق

پر خروج کیا اور یہ خروج ایک شبہ پر مبنی تھا اور شبہ یہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے  
عثمان غنی کے قاتلوں سے قصاص لینا چھوڑ دیا ہے۔ ان مخالفین  
علی المرتضیٰ کو باغی اس لیے بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت عمار بن یاسر کو ایک مرتبہ فرمایا تھا تجھے باغی گروہ قتل  
کرے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں  
شاہیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور علاوہ انہیں ایک  
وجہ یہ بھی ہے کہ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین کے  
بارے میں فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف  
بغاوت کی ہے۔ لیکن مخالفانِ علی المرتضیٰ کو اس کے باوجود تو کافرو  
فاسق کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی ظالم۔ کیونکہ ان کی بغاوت تاویل پر مبنی  
تھی۔ اگرچہ ان کی تاویل خلافت حق تھی۔ زیادہ سے زیادہ ان کے بارے  
میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سے اجتہادی خطا ہوئی۔ اور اجتہادی  
خطا سے فسق لازم نہیں آتا۔ چہ جائیکہ اس کے کفر کے لازم کا قول کیا جائے  
یہی وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے  
منع فرمادیا۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف بھلا  
پرا تراٹے ہیں۔ اس لیے ان پر کفر کا فتوے کیونکر درست ہو سکتا  
اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت طلحہ اور زبیر نے ندامت کا اظہار کیا اور  
زبیر میدان جنگ سے چلے گئے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام  
ہونا بھی مشہور ہے۔ ہمارے معتمدین کا یہ فیصلہ بھی ہے کہ جنگ جمل  
فریقین کے درمیان بلا ارادہ ہو گئی۔ بلکہ یہ لڑائی عثمان غنی کے قاتلوں  
نے شروع کی۔ وہ اس طرح کہ ان میں سے کچھ حضرت عائشہ



اور کچھ دوسرے علی المرتضیٰ کے ساتھی بن گئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی شروع کر دی۔ تو لڑائی چھڑ گئی۔ انہوں نے یہ حربہ اس لیے استعمال کیا۔ کہ انہیں خطرہ تھا۔ اگر لڑائی نہ ہوئی۔ تو ہم سے قصاص ضرور لیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی ارادہ تھا۔ کہ دونوں گروہوں میں صلح و صفائی ہو جائے۔ اور حالات پر کن ہو جائیں۔ لیکن تقدیر سے وہ اس فتنہ میں پڑ گئیں۔ اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والا کافر اور ان کی مخالفت کرنے والا فاسق ہے۔ دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "اے علی! جیسے ساتھ لڑائی دراصل میرے ساتھ لڑائی ہے" دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ طاعت امیر واجب ہے اور واجب کو چھوڑنا فسق ہے۔ تو یہ نظریہ بمعہ دلائل ان کی جہالت اور دین پر جرات کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کسی کی مخالفت دلیل کے ساتھ یا بغیر دلیل کے ساتھ تاویل و اجتہاد کے ساتھ اور بغیر ان دونوں کے دونوں مخالفتوں کو برا سمجھا۔ ہاں اگر ہم فارابیوں کے کفر کا قول کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس بنا پر کہ وہ علی المرتضیٰ کو کافر کہتے ہیں۔ تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہوگی۔ لیکن یہ اور بحث ہے۔ اگر کہا جائے کہ علی المرتضیٰ اپنے مخالفین سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور اجتہاد میں ان سے زیادہ کامل تھے۔ تو اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں۔ کہ تمہیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد درجہ بحث مسئلہ میں یہ کہ قاتلانِ عثمان سے جو باغی ہیں قصاص نہیں لینا چاہیے۔ اور

اس کے پیچھے پیش شدہ مقرر کرنا کہ باغیوں کے زور ٹوٹ جانے پر قصاص لیا جانا چاہیے۔ یہ اجتہاد درست تھا۔ اور آپ کے مقابلہ میں وجہ قصاص کے قائل اپنے اجتہاد میں غلطی پر تھے۔ تاکہ یہ کہا جاسکے۔ کہ ان مخالفین کے ساتھ جنگ جائز تھی۔ اور اس کی کیا یہ مثال نہیں بنتی کہ ایک جماعت نے امام سے اس لیے خروج کیا۔ کہ وہ ایک مسلمان کو بھاری ہتھیار سے قتل کرنے والے کے قصاص کا مطالبہ کرتے تھے۔ (اور امام اُسے پورا کرنے کے لیے آمادہ نہ تھا) ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کی اجتہاد غلطی غلطی ہے تو یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قاتلانِ عثمان کو مانتے ہیں۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا اعتقاد صحیح نہ تھا۔ کیونکہ کس ہزار آدمی مسلح ہو کر یہ آوازیا دے رہے تھے۔ کہ ہم سب قاتلانِ عثمان ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا۔ کہ عمر ابن عبید اور واصل بن عطاء وغیرہ جو یہ کہتے ہیں کہ دونوں گروہوں یعنی قاتلانِ عثمان اور اہل اسلام) میں سے ایک حق پر تھا۔ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ یہ فاسد ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی فاسد ہے۔ کہ جو لوگ دونوں گروہوں کو حق پر سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ نظریہ ہے۔ کہ ہر مجتہد صواب پر ہوتا ہے۔ یہ وہاں نظریہ مل سکتا ہے جہاں دونوں میں سے ہر ایک مجتہد ان شرائط پر پورا اترتا ہو۔ جو اس کے لیے مقرر ہیں۔ یہ ہیں کہ ایک نے شیعہ تاویل فاسد کو سامنے رکھا ہو۔ جو محض اس کے خیال کی پیداوار ہو۔ اس لیے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا امیر معاویہ ہے



کیونکہ عثمان غنی کے قاتل باغی نہیں بلکہ مکش اور ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان باغیوں کا شبہ غیر معتبر تھا۔ اور شبہ دور کیے جانے کے باوجود وہ اس پر ڈٹے رہے۔ اور اسی پر اسرار تو بیکر کیا۔

## حوالہ مذکورہ سے رُج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ اور آپ کے مخالفین تبع و جہالت کی بنا پر باغی تھے اول یہ کہ امام برحق کے خلاف خروج کیا دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کے قاتلوں کو باغی کہا۔ اور قاتل علی المرتضیٰ کے مخالفت شامی لگ تھے سوم یہ کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے باغی بھائی فرمایا۔

۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ رجول علی المرتضیٰ کے مخالفت میں اودہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باغیوں کو اپنا بھائی کہہ کر ان پر لعنت کی اجازت نہ دی۔

۴۔ حضرت امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جنگ قاتلانِ عثمان کی سلاش سے ہوئی۔ انہیں صلح کی صورت میں اپنی جان بطور قصاص چلے جانے کا خطرہ تھا۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ کو کافریا فاسق کہنے والے شیعہ ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا اہل غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کہ انہوں نے مخالفت بالائتادیل اور مخالفت بغیر تاویل میں فرق نہ کیا۔

۶۔ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں سے فوری قصاص کو علی المرتضیٰ جائز نہ

سمجھتے تھے۔ اور آپ کے مخالفین اس کی فوری ضرورت پر زور دے رہے تھے دونوں میں اختلاف تھا تاہم سمجھتے تھے۔ کہ علی المرتضیٰ کو قاتلانِ عثمان کا علم بھی ہے۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت بھی ہے۔ حالانکہ وہ اس میں غلطی پر تھے۔

۷۔ حضرت عثمان غنی کے قاتل ایک کمزور تاویل سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ جس کی کمزوری ان کو بتا بھی دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود بغاوت ترک نہ کی اس لیے انہیں تاویل کے بغیر بغاوت کرنے کی وجہ سے ظالم اور فاسق کہا جائے گا اس کے مقابلہ میں امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس دلیل قوی تھی۔ اس بنا پر ان کو باغی تو کہا جاسکتا ہے۔ لیکن فاسق و کافر نہیں کہا جائے گا۔

گویا قاتلانِ عثمان باغی نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ اور امیر معاویہ فاسق نہیں باغی ہیں۔ اس فرق کے پیش نظر اسلام کے سب سے پہلے باغی امیر معاویہ کو کہا گیا ہے۔ جن کی بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اور تاویل کے ہوتے ہوئے وہ فاسق و فاجر نہیں۔ بلکہ ماجور ہوں گے۔ اور یہی امام شعرانی، امام غزالی اور ابن الہمام وغیرہ کا نظر ہے۔

## ملحوظ فکریا:

”محمد ث ہزاروی“ نے علامہ تفتازانی کی ایک آدھ سطر سے اپنا مقصد پورا کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کے حوالہ سے امیر معاویہ کو سب سے پہلا باغی قرار دے کر ان پر کفر و نفاق کا فتوے جڑ دیا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ فاسق و خیرہ بالائتادیل کہہ کر ان کے فسق و فجور کی ماحرہ نفی کر رہے ہیں۔ اور یہ فرما رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و خیرہ کہنے والے شیعہ ہیں۔ اب وہی کام اور وہی نظریہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سے ہر قاری یہ سمجھ جائے گا کہ یہ لوگ نام نہاد سنی اور مصنوعی پیرو مریداندر سے رافضی ہیں۔ اور ان کے



نظریہ کے مبلغ ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## الزام نمبر ۱۱

حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔

معاویہ باغی بنے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔  
فَقَتَلَكُمُ الْفِتْنَةُ بَاغِيَةً تَوْجَنَتِي هِيَ۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری)  
رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ رف دوزخی اور باغی ہے۔

نوٹ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس کی اہمیت عمار بن یاسر کی شہادت کا واقعہ بخاری شریف سے لیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے فرمایا تھا۔  
کہ اے عمار تم اپنے مخالفین کو جنت کی طرف بلاؤ گے۔ اور وہ باغی گروہ نہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔ اور تم ان کے ہاتھوں قتل ہو گے۔ اس واقعہ کے الفاظ سے محدث ہزاروی نے عمار بن یاسر کے قتل کرنے والے گروہ کے تمام افراد کو دوزخی قرار دیا ہے۔ تحفہ جعفریہ جلد سوم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے گئے

اس الزام کا جواب ہم تفصیل کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے اس کی تردید کتاب شیعہ سے کی تھی۔ کیونکہ الزام بھی انہی کی طرف سے تھا۔ لیکن اب الزام ایک نئی نئی نام نہاد پیر کی طرف سے ہے۔ لہذا اب اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔  
لامن کرجب امام بخاری کے حوالہ سے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ تو قارئین کرام کی تسلی و تسکین کے لیے ہم انشاء اللہ اس روایت اور اس کے متعلقات کی ضروری بحث کرتے ہیں۔

## جواب اول

یہ حدیث ضعیف ہے

جس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (اور ان کے ساتھیوں) کو دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ پہلے ہم بخاری شریف سے یہ حدیث مع سند ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس کے راویوں پر بحث ہوگی۔  
بخاری شریف:

حد ثنا مسدد قال حدثنا عبد العزيز بن مختار

قال حدثنا خالد الحذاء عن عكرمة.....

قَيْتَقُصُ الشَّرَابِ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيَحْ عَمَّارُ تَقْتُلُهُ

الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَةُ يَدُ عَمْرٍاءَ إِلَى النَّارِ۔ بخاری شریف

جلد اول کتاب الصلوٰۃ۔ باب التعاون فی بناء المسجد

توجہ دہندہ کہتے ہیں ہمیں عبد العزیز بن مختار نے بتلایا۔ عبد العزیز کہتے ہیں۔

خالد حزار نے عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران حضرت عمار کو زیادہ اینٹیں



اٹھاتے دیکھ کر افرانے لگے جب کہ آپ اپنے کپڑے بھاڑ رہے تھے  
عمار کا بھلا ہوا سے باغی گروہ قتل کرے گا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے  
گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے۔

### تطہیر الجنان:

وَجَوَابُهُ أَنَّهُ ذَاكَ إِكْمَالُ مَا يَمُرُّ تَوْصِيحَ الْحَدِيثِ  
وَلَمْ يَمْنَحْنِ قَائِلًا وَيُلْهُ أَقْمَالًا الْمُرِيصِ فَلَا يَسْتَدَلُّ  
بِهِ وَالْمُرْكُزُ ذَاكَ فَإِنَّ فِي سَنَدِهِ ضَعْفًا  
يَسْتَقْطِ الْأُسَيْدُ لَالِيَهُ وَكَوْثُ شَيْقِ ابْنِ حَبَّانٍ  
لَا يُقَادِرُ تَضْعِيفَ مَنْ عَدَا لَهُ لَا سِيَّمَا وَهُوَ  
أَعْيَقُ ابْنَ حَبَّانٍ مَعْرُوفٌ عِنْدَ هَرَبٍ بَالِئٍ سَاهِلٍ  
فِي الشَّوْشِيقِ

(تطہیر الجنان ص ۳۵ پانچویں جواب کا اعتراض)  
ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے کہ الزام مذکورہ مکمل اس وقت ہوگا جب حدیث  
صحیح ہو۔ اور اس کی تاویل ناممکن ہو۔ لیکن اگر یہ صحیح نہ ہو تو پھر اس سے  
استدلال درست نہ ہوگا۔ اور معاذ کچھ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ اس کی سند  
میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے استدلال ساقط ہو گیا۔  
رہا ابن حبان کا اس کی توثیق کرنا تو وہ اس کی تضعیف کرنے والوں  
کا ہم پو نہیں ہو سکتا۔ خاص کر اس اعتبار سے بھی کہ ابن حبان توثیق میں  
بہت سست شمار ہوتا ہے۔

### توضیح:

علامہ ابن حجر نے حدیث زیر بحث کو ضعیف کہا۔ اور اس کی وجہ سند میں

ضعف قرار دیا۔ اور ابن حبان نے جو اس کے بارے میں پختہ ہونے کا قول کیا تھا۔  
اسے کمزور قرار دیا۔ تو ابن حجر کے صرف اس قدر کہہ دینے سے حدیث میں ضعف پیدا  
ہو گا۔ کیونکہ اصول حدیث میں سے ایک اہل یہ بھی ہے کہ جرح وہی مفید ہوگی۔  
جو منہر بہم ہو۔ ابن حجر کی جرح بہم ہونے کے اعتبار سے ناقابلِ توجہ ہے۔ تو ہم  
اس بارے میں اس جرح کی وضاحت کر کے ایہام کو ختم کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ  
حدیث زیر بحث کے رواقہ میں سے مسند و عبد العزیز اور خالد وغیرہ مجرد ہیں۔  
ان پر جرح ملاحظہ ہو۔

### میزان الاعتدال:

علامہ ذہبی نے مسند کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔  
قَالَ الْقَطَّانِي فِيهِ نَسَاهُ قَطَّانِي نَسَاهُ قَطَّانِي نَسَاهُ قَطَّانِي  
حدیث میں تساہل یعنی سستی پائی جاتی ہے۔ (اور تساہل کی صفت محدثین  
کے نزدیک حدیث کو نامعتبر کر دیتی ہے۔) (میزان الاعتدال جلد سوم  
ص ۱۶۲)

### میزان الاعتدال:

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ زُهَيْرٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ -

میزان الاعتدال جلد دوم ص ۱۳۹

ترجمہ: میں نے احمد بن زہیر سے سنا کہ وہ عبد العزیز بن مختار کے بارے  
میں کہتے تھے۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں۔

### تہذیب التہذیب:

قَالَ ابْنُ أَبِي خَيْشَمَةَ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ -

(تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۳۵۶)



ترجمہ: ابن مبین سے ابن خبثہ بیان کرتا ہے کہ بعد العزیز بن مختار کوئی چیز نہیں۔

### تہذیب التہذیب:

قال عبد الله ابن احمد بن حنبل في كتاب العلل  
عن أبيه لم يسمع خالد الحذاء عن أبي عثمان  
نهدي شيئا وقال أحمد أيضا  
لم يسمع من أبي العالبة وذكر ابن خزيمة ما  
يوافي ذلك ويشهد له وقال ابن حاتم في المراسيل  
عن أبيه عن أحمد ما أراه سمع من الكوفيين  
من جعل أقدم من أبي الصبحي وقد حدث  
عن الصبحي وما أراه سمع منه..... قال  
يحيى وقلت لحماذ بن زيد فنخالد الحذاء  
قال قدم علينا قديمة ومن الشام فكانا نأكلنا  
حنظلة..... وحكى العقيلي من طريق أحمد  
بن حنبل قيل لأبي علي في حديث كان خالد  
يزور فيه فلم يلتفت إليه ابن عليه وضعت أمر  
خالد..... قلت والظاهر أن كلام هؤلاء  
فيه من أجل ما أشار إليه حماد بن زيد من  
تغير حفظه بالخير أو من أجل دخولهم في  
عمل السلطان - والله أعلم رتہذیب التہذیب

جلد سوم ص ۱۲۲

ترجمہ: بعد از ان امام احمد بن حنبل کتاب العلل میں اپنے والد کی طرف سے

ناقل کہ خالد خزاز نے ان کے باپ عثمان نہدی سے کوئی روایت نہیں

سنی۔ امام احمد بن حنبل نے یہ بھی فرمایا کہ خالد خزاز نے ابو العالبر سے  
بھی سماع حدیث نہیں کیا۔ ابن خزمیہ نے بھی اسی کے موافق لکھا۔ ابن  
ابی حاتم نے مراسیل میں امام احمد سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے  
نہیں دیکھا کہ جو روایات خالد خزاز نے کو فیوں سے بیان کی ہیں۔ وہ  
ان سے سنی ہوں شیعی سے بھی عدم سماع منقول ہے یہ بھی نے کہا کہ  
میں نے حماد بن زید سے خالد خزاز کے بارے میں پوچھا کہنے لگے۔ وہ  
شام کی طرف سے ہمارے پاس آیا تھا۔ تو ہمیں اس کے حفظ پر انکار ہوا  
عقیلی نے احمد بن حنبل کے ذریعہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ابن علیہ سے  
کہا گیا کہ جب ان کے سامنے خالد خزاز حدیث بیان کرتا تو وہ اس کی  
طرف کوئی توجہ نہ کرتے۔ اور اس کو ضعیف کہتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ  
ان حضرات کا کلام بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حماد بن زید نے خالد خزاز  
کے حفظ میں تبدیلی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس نے سلطان  
کے عمل میں شرکت کر لی تھی۔

### میزان الاعتدال:

أما أبو حاتم فقال لا يَحْتَجُّ بِهِ..... قال أحمد  
قيل لأبي حنيفة في هذا الحديث فقال كان خالد  
يؤثر فيه فلم نكف نلتفت إليه وضعت ابن  
عليه أم خالد - د میزان الاعتدال جلد اول

ص ۳۰۱ تا ۳۰۲

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا کہ خالد خزاز قابل احتجاج نہیں ہے۔ احمد بن حنبل



کہتے ہیں کہ ابن علیہ کو اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو کہا کہ خالد اس کی روایت کرتا رہا۔ اور میں نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ابن علیہ نے خالد خزاز کو ضعیف کہا ہے۔

### تہذیب التہذیب؛

و قال ابو خليف الخزاز عن يحيى البكاء سمعت  
ابن عمر يقول لنا فيح انق الله ويعك يا نافع  
ولا تكذب على كما كذب عكرمة على ابن عباس وقال ابراهيم بن  
سعد عن ابيه عن سعيد بن المسيب انه كان  
يقول لعاد وم بنو يا بن دلا تكذب على كما  
يكذب عكرمة على ابن عباس ..... وقال  
حرید بن عبد الحمید عن یزید بن ابی زید  
دخلت على علي بن عبد الله بن عباس وعكرمة  
معيك على باب الحش قال قلت ما لي هذا قال  
انه يكذب على ابي وقال هشام بن سعد عن  
عطاء الخراساني قلت لسعيد بن المسيب ان  
عكرمة يزعمر ان رسول الله صلى الله عليه  
وسلم تزوج ميمونة وهو متحريم فقال كذب  
مخبرتان وقال شعبه عن عمرو بن مرة سال  
رجل ابن المسيب عن ابي من القرآن فقال لا تسئلني  
عن القرآن وسئل عنه من يزعمر انه لا يخفى  
عليه منه شيء يعني عكرمة وقال فطر ابن

خليفة قلت لعطاء ان عكرمة يقول سبق الكتاب  
المسح على الخفين فقال كذب عكرمة سمعت ابن  
عباس يقول المسح على الخفين وان خرجت  
من الخلاء وقال اسرايل عن عبد الكريم  
الجزري عن عكرمة انه كره كراء الارض  
قال قد كرت ذالك لسعيد بن جبير فقال  
كذب عكرمة سمعت ابن عباس يقول ان امثلك  
ما انتمر ما يعون استيجار الارض البیضاء  
سنة بسنة وقال وهيب ابن خالد عن يحيى  
ابن سعيد الانصاري كان كذا ابا وقال ابراهيم  
بن المنذر عن معن بن عيسى وغيره كان مالك  
لا يراي عكرمة ثقة ويا مركان لا يؤخذ عنه  
وقال الدورى عن ابن معين كان مالك يكره  
عكرمة قلت فقد روى عن رجل عنه قال  
نعم شيء يسير وقال الربيع عن الشافعي و  
هو يعنى مالك بن انس سئل الراي في عكرمة  
قال لا ارى لاحد ان يقبل حديثه.

تہذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۶۷

ترجمہ: یہی بکا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو اپنے غلام نافع سے یہ کہتے  
سنا۔ اسے نافع تجھ پر افسوس! مجھ پر جھوٹ نہ باندھ جیسا کہ عکر نے  
ابن عباس پر باندھا۔ سعید بن مسیب اپنے غلام کو کہا کرتے تھے۔ مجھ



پر جھوٹ نہ باندھیں طرحِ محکمہ ابن عباس پر باندھنا تھا۔ یزید بن ابی زیاد کہتا ہے کہ میں علی بن عبداللہ ابن عباس کے ہاں گیا۔ تو دیکھا کہ محکمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا۔ اسے کیا ہوا؟ کہنے لگے۔ یہ میرے باپ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ عطار خراسانی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا۔ محکمہ کا خیال ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ سے شادی کی تو آپ اس وقت حالتِ احرام میں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ وہ ضحیت ہے۔ عمرو بن مردہ کہتے ہیں کہ کسی نے سعید بن مسیب سے کہی قرآنی آیت کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھ سے نہ پوچھو۔ اس سے پوچھیں گا وہی ہے۔ کہ قرآن کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ یعنی محکمہ سے۔ فطران ابن علفیغ نے عطار سے کہا۔ کہ محکمہ کہتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں موزوں پر مسج کا ذکر نہیں ہے۔ تو کہنے لگے۔ محکمہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ۔ کہ موزوں مسج ثابت ہے۔ اگرچہ تو بیت الخلا سے نکلے عبدالکریم نے محکمہ سے روایت کی۔ کہ وہ زمین کو کراہ پر دینا مکروہ کہتے تھے کہتے ہیں۔ کہ میں نے بھی مسئلہ جناب سعید بن جبیر سے پوچھا۔ کہنے لگے۔ محکمہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے۔ کہ بہترین صورت زمین کو کراہ پر دینے کی یہ ہے۔ کہ سال بہ سال روپوں کے بدلہ وہ کراہ پر دی جائے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بھی محکمہ کو جھوٹا کہتے تھے۔ امام مالک سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا۔ کہ وہ بھی محکمہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ اس کی کوئی روایت نہ لی جائے۔ ابن مہین نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔ کہ

وہ محکمہ کو نفرت سے دیکھتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر کوئی آدمی سے بڑا کرتا ہے؟ اس نے فرمایا۔ ہاں بالکل معمولی۔ امام شافعی سے بھی ہے۔ کہ مالک بن انس کی محکمہ کے بارے میں رائے بھی نہ تھی۔ اور کہا۔ کہ میں اس کی حدیث کو قبول کرنے والا کوئی نہیں دیکھتا۔

### میزان الاعتدال

عن یزید بن ابی زیاد عن عبد اللہ بن الحارث قَالَ دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا عِكْرَمَةَ فِي وَثَاقٍ عِنْدَ بَابِ الْحَسَنِ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا تَسْقِي اللَّهَ حَقًّا إِنَّ هَذَا الْغَبِيثُ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي وَ يَزِي وَ يَحْنِ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّكَ كَذَبْتَ عِكْرَمَةَ وَالْغَبِيثُ نَاصِحُ أَنْبِيَائِكَ خَالِدُ بْنُ خَدَاشٍ شَهِدَتْ حَقًّا بَنُ نَافِدٍ فِي الْخَيْرِ يَكْفُرُ مَا فِيهِ

فَقَالَ أَحَدُ شُكْرٍ بِحَدِيثٍ مَا أَخَذْتُ بِهِ قَطْلًا فِي أَكْرَهُ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَمْ أَحَدِثْ بِهِ سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ إِنَّمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مَثَانِيهَا الْقُرْآنَ لِيُضِلَّ بِهِ قُلْتُ مَا أَسْوَأُ لَهَا عِبَادَةً بَلْ لَعَنَ بَهَا بَلْ أَنْزَلَ لِيَهْدِيَ بِهِ قُلْتُ لِيُضِلَّ بِهِ الْفَاسِقِينَ ..... ابراهيم بن المنذر حدثنا هشام بن عبد الله المغزوي سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي ذَرْبٍ يَقُولُ رَأَيْتُ عِكْرَمَةَ وَكَانَ عِنْدَ ثِقَةٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ



عُكْرَمَةُ كَثِيرٌ الْعِلْمُ وَالْحَدِيثُ بَعَثَ مِنْ الْبَحْرِ  
وَلَيْسَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ..... الْفَضْلُ الشَّيْبَانِي  
عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ عُكْرَمَةَ قَدْ أَقْنَمَ فِي لَعَبِ  
النَّرْدِ..... وَقَالَ مَصْعَبُ الزُّبَيْرِي كَانَ  
عُكْرَمَةَ يَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ..... سَمِعْتُ أَحْمَدَ  
بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ كَانَ عُكْرَمَةُ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ  
وَلِكُنْهَ كَانَ يَرَى رَأْيَ الضَّعِيفَةِ وَلَمْ يَدَعْ  
مَوْضِعًا إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ خَرَّاسَانٌ وَالشَّامُ  
وَالْيَمَنُ وَمِصْرُ وَأَفْرَيقَةُ كَانَ يَأْتِي الْأَمْرَاءَ  
فَيُطْلَبُ حَبْوًا يُزْهَمُ حَرَتُ عَيْنٍ

رمیزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۰۸-۲۰۹ تذکرہ

عکرمہ

ترجمہ: عبد اللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ کے پاس گیا  
تو دیکھا کہ عکرمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے علی بن عبد اللہ  
سے کہا تجھے خدا کا خوف نہیں؟ انہوں نے کہا۔ یہ غیث میرے والد  
پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن المیثب بھی مروی ہے کہ عکرمہ کو انہوں نے  
بھی جھوٹا کہا نصیب بن تاجم نے ہیں خبر دی کہ خالد بن خداش ایک  
مرتبہ حماد بن زید کے پاس گئے جب وہ زندگی کے آخری لمحات پر  
کر رہے تھے کہنے لگے۔ میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس  
کو میں نے کبھی بھی قابل اعتبار نہ سمجھا۔ لیکن میں اس بات کو اچھا نہیں  
سمجھتا کہ اس کو روایت کیے بغیر میں اللہ سے جا ملوں۔ میں نے ایرب

سے سادہ حکمران سے بیان کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو مشاہدات  
اس لیے نازل کیے تاکہ ان کے ذریعہ ہدایت دے اور صرف فاسقوں  
کو گمراہ کرے۔ ابن ابی ذئب کا قول ہے کہ میں نے عکرمہ کو غیر ثقہ  
پایا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں عکرمہ بہت علم دار تھا اور حدیث کا ایک دیا  
تھا۔ اس کی حدیث قابل احتجاج نہ تھی بفضل شیبانی ایک آدمی  
سے بیان کرتا ہے کہ میں نے عکرمہ کو کبوتر بازی کرتے دیکھا۔  
مصعب الزبیری کا قول ہے کہ عکرمہ خوارج کا نظریہ رکھتا تھا  
نہ احمد بن حنبل سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ عکرمہ بہت بڑا عالم تھا۔  
لیکن بازیاب بیڑا تھا۔ جہاں کہیں اس کا سے علم ہوتا ادھر ہی ہل چلتا  
خراسان، شام، یمن، مصر اور افریقہ میں گیا۔ امیروں کے پاس جا کر ان  
سے انعام و اکرام طلب کرتا۔

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ جات سے حدیث زیر بحث چار راویوں پر آپ نے جرح  
لاحظہ فرمائی۔ مسند عبد العزیز ابن مختار خالد بن مہران اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس۔ حدیث  
مذکورہ کے کل چھ راوی ہیں۔ ان مجروح چار راویوں میں سے کوئی تو وہ لاشعری ہے،  
کوئی اپنے شیخ سے سماع ہی نہیں رکھتا، کوئی اپنے شیخ پر جھوٹ باندھنے  
والا ہے۔ ان حالات میں ان کی روایت کردہ حدیث کہاں قابل استدلال ہے  
گی۔ یہ پختی تفصیلی جرح کہ جس کی بنا پر علامہ ابن جریر نے اسے مجروح قرار دیا تھا۔ ایسی  
حدیث سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو دوزخی  
قرار دینا قطعاً درست نہیں۔ ایک طرف حدیث مذکورہ جو سخت مجروح ہے۔  
اور دوسری طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کو کاتب وحی مقرر



فرمانا، ان کے حق میں ہادی اور مہدی کی دعا مانگنا، کیا مجروح کو لے کر ان ارشادات کو پس پشت ڈالنا عقل مندی سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی وغیرہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مرید کی مخالفت کر کے آپ کو رنجیدہ کیا۔ اور دنیا و آخرت میں اپنے لیے لعنت کا طوق خرید لیا۔

پوری حدیث:

عن عكرمة قال لما بن عباس ولا نبه علي  
انطلقا الى ابي سعيد فاسمعا من حديثه  
فانطلقنا فاذا هو في حائط يصلح فاحذ  
رداءه فاحتبى ثم انشاء يحذ ثنا حتى  
اتي على ذكر بناء المسجد فقال كنا نحمل  
لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فراه  
النبي صلو الله عليه وسلم فينفض الشراب  
عنه ويقول ويح عمار تقتله الفئة الباغية  
يدعوهن الى الجنة ويدعونه الى النار  
قال يقر عمار اعوذ بالله من الفتن

فتح الباری جلد اول باب التعاون فی بناء المسجد (۵۴۲)

ترجمہ: حکمران مجھے اور اپنے بیٹے کو کہا ابر سعید کے پاس جاؤ

اور ان سے حدیث سنو ہم گئے تو وہ باغ کو درست کر رہے تھے انہوں نے اپنی چادر کا استبا کیا اور پھر میں حدیث بیان کرنی شروع کی یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کیا اور کہا ہم ایک ایک پتھر اٹھاتے اور عمار دو دو پتھر اٹھاتے نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور ان سے

مٹی جھاڑی اور فرمانے لگے کہ عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا جبکہ تو انہیں جنت کی طرف اور وہ تجھے جہنم کی طرف بلائیں گے عمار کہنے لگے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

## جواب دوم

### اس حدیث کا کچھ حصہ الحاقی ہے

حدیث مذکورہ کے آخری حصہ کے دو مضمون ہیں۔ ایک یہ کہ عمار بن یاسر کو باغیوں نے قتل کیا جس میں امیر معاویہ بھی شامل تھے۔ لہذا بقول حدیث یہ سب لوگ باغی ہیں۔ دوسرا یہ کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے مخالف گروہ کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ یہ دونوں باتیں بخاری شریف کے اصل متن و نسخ میں موجود نہیں۔ اور نہ ہی شرائط بخاری پر اترتی ہیں۔ بلکہ ان دونوں کو علامہ برکاتی وغیرہ نے داخل بخاری کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شامیوں نے ان دونوں کو متن بخاری سے نکال دیا ہے۔ لہذا امام بخاری کا نام لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزام دھرنا درست نہ رہا۔ اس سے بناوٹی محدث ہزاروی کی حدیث دانی بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس زیادتی کو ذکر کیا ان کے ذکر کرنے اور اس زیادتی کی ہم وضاحت کیے دیتے ہیں

العواصم من القواصم:

وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةَ يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ أَنَّكَ  
لَمْ يَكُنْ مِنْهُ الْبَغِيُّ فِي حَرْبِ صَفِيِّينَ لِأَنَّهُ لَمْ  
يُرِدْهَا وَلَمْ يَجْتِدِ فِيهَا وَلَمْ يَأْتِ لَهَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ خَرَجَ



عَلَيٍّ مِنَ الْكُوفَةِ وَضَرَبَ مُعَسَّكَهُ فِي النَّخِيلَةِ  
 لِيَسِيرَ إِلَى الشَّامِ كَمَا قَدْ دُمَ فِي ص ۱۶۲-۱۶۳ وَلَيْلَةَ  
 لَمَّا قَتَلَ عُمَارَ قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّمَا قَتَلَهُ مِنْ  
 أَخْرَجَهُ وَفِي إِخْتِقَادِي الشَّخْصِيَّ أَنَّ كُلَّ مَنْ  
 قَتَلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِأَيْدِي الْمُسْلِمِينَ مِنْذُ  
 قَتَلَ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ إِثْمٌ عَلَى قَتْلِهِ عُثْمَانَ  
 لَا تَلَهُمْ فَتَحْتُوا بَابَ الْيَتْمَانَةِ وَلَا تَلَهُمْ وَأَصْلُوا  
 تَسِيرَ نَارَ هَا وَلَا تَلَهُمُ الَّذِينَ أَوْعَرُوا  
 صُدُّوا الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَكَمَا  
 كَانُوا قَتَلَهُ عُثْمَانَ فَإِنَّهُمْ كَانُوا الْقَاتِلِينَ  
 يَكُلُ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ عُمَارُ وَمِنْ  
 هُمْ أَفْضَلُ مِنْ عُمَارٍ كَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ إِلَى  
 أَنْ انْتَهَتْ فَيُشْتَلَهُمْ بِقَتْلِهِمْ عَلَيًّا نَفْسَهُ وَقَدْ  
 كَانُوا مِنْ جُنْدِهِ وَفِي الطَّائِفَةِ الَّتِي كَانَتْ قَائِمًا  
 عَلَيْهَا فَالْحَدِيثُ مِنْ أَعْلَامِ الْكِبَرَةِ وَالطَّائِفَتَانِ  
 الْمَقَاتِلَتَانِ فِي صَفِّينِ كَانَتَا طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
 وَعَلَيٌّ أَفْضَلُ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ  
 مِنْ صَعَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَمِنْ دَعَائِمِ دَوْلَةِ إِسْلَامٍ وَكُلُّ مَا وَقَعَ  
 مِنَ الْفِتَنِ فَإِنَّهُ عَلَى مَوَرِّ نَارِ هَا لَا تَلَهُمُ  
 السَّبَبُ إِلَّا وَلَ فِيهَا قَتْلُهُمُ الْوَسْةَ الْبَاغِيَةَ الَّتِي

قَتَلَ بِسَبَبِهَا كُلُّ مُقْتُولٍ وَفِي وَقَعَتِي الْجَمَلِ  
 وَصَفِّينِ وَمَا تَفَرَّعَ عَنْهُمَا

در حاشیہ العواصم من القواصم ص ۷۰ مطبوعہ بیروت

### نتیجہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو باقی نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ صفین کی لڑائی میں نہ تو ان کا لڑنے کا ارادہ تھا اور نہ ہی لڑائی کی ابتداء انہوں نے کی تھی۔ اور اس وقت تک نہ لڑے جب تک حضرت علی المرتضیٰ فوج کو لے کر نخیلہ سے نکل کر شام کی طرف روانہ نہ ہوئے۔ جیسا کہ ص ۱۳۲ تا ۱۶۲ پر گزر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمار کو قتل کر دیا گیا۔ تو جناب معاویہ نے کہا تھا۔ اس کو مارنے والے دراصل وہی ہیں۔ جو اس کے ساتھ لائے والے ہیں۔ میری ذاتی رائے اور عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت سے لے کر اب تک جتنے مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ان تمام کا گناہ قاتلان عثمان پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس فتنہ کا دروازہ کھولا۔ اور انہوں نے ہی اس آگ کو بھڑکا بے میں ابتداء کی۔ اور یہی وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے دل ایک دوسرے کے خلاف کر دیئے۔ لہذا یہ جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ قاتل ہیں۔ اسی طرح ان تمام مسلمانوں کے بھی قاتل ہیں۔ جو اس کے بعد قتل ہوئے۔ ان مقتولین میں سے عمار اور طلحہ و زبیر بھی ہیں۔ ان قاتلان عثمان کا شروع کیا ہوا فتنہ حضرت علی کی شہادت پر ختم ہوتا ہے۔ یہی لوگ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور انہی



کی سرکردگی حضرت علیؑ کے سپرد تھی۔ لہذا حدیث مذکور ان احادیث میں سے ایک ہے جو اعلام النبوءہ کے ضمن میں آتی ہے۔ جنگ صفین میں دونوں مقابل گروہ مسلمان تھے۔ اور علی المرتضیٰؑ اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ لیکن دونوں معافی رسول ہیں اور اسلام کے دونوں ہی ستون ہیں سو جتنے فتنے ہوئے۔ ان سب کا بوجھ ان لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے ان کی ابتداء میں آگ بھڑکائی۔ کیونکہ ان تمام کا اول سبب یہی لوگ ہیں پس باغی جماعت یہی ہوئی جس کی وجہ سے تمام مسلمان قتل کیے گئے۔ ان مقتولین کا تعلق جنگ جمل سے ہو یا صفین سے یا ان کی کسی شاخ سے تطہیر الجنان:-

فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ قَتَلْنَا إِيَّاهُ قَتَلَهُ مَنْ جَاءَ بِهِ فَأَلْقَوْهُ بِبَيْنَ رِمَاحِنَا قَصَّاصَ مِنْ عَسْكَرِ مُعَاوِيَةَ إِنَّمَا قَتَلَ عَمَلًا مِمَّنْ جَاءَ بِهِ ..... إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ جَاءُوا بِهِ حِينَ قَتَلُوهُ فَأَلْقَوْهُ بِبَيْنَ رِمَاحِنَا أَوْ قَالَ بِبَيْنَ سُيُوفِنَا۔

تطہیر الجنان ص ۳۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید ترجمہ: دعو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہی حدیث پیش کر کے امیر معاویہ سے کہا کہ عمار کا قاتل باغی ہے، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ چپ رہیے۔ کیا ہم نے انہیں قتل کیا؟ اُسے تو ان لوگوں نے قتل کیا جو اُسے لے کر آئے تھے۔ پھر قتل کے بعد ہمارے نیزوں کے درمیان پھینک گئے۔ لہذا وہ معاویہ کی فوج پر قتل کے ذوال میا

گیا۔ اس کو تو لانے والوں نے ہی قتل کیا ہے۔ ..... اُسے علی المرتضیٰؑ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا جو اس کے لانے والے ہیں۔ جب قتل کر چکے۔ تو پھر ہمارے نیزوں یا تلواروں کے سامنے پھینک گئے۔

### شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بَغَاةٌ لِيُخْرِقُوا جِهَنَّمَ عَلَى الْإِيمَانِ الْحَقِّ بِشِبْهِهِ هِيَ تَرْكُهُ الْقِصَاصِ مِنْ قَتْلِهِ عُمَثَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِيقُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ تَقَتَّلَكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ وَقَدْ قَتِلَ يَقُومُ صَافِينَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَيَقُولُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَعَثُوا عَلَيْنَا وَكَيْسُوا كُفَّاءًا وَلَا فَسْقَةَ وَلَا ظُلْمَةَ لِمَا لَهُمْ مِنَ الثَّأْوِ يُلِ۔

د شرح مقاصد جلد دوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور

### ترجمہ:

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخالف باغی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق کے خلاف خروج کیا۔ اور وہ خروج اس شبہ کی بنا پر تھا۔ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ باغی اس لیے بھی تھے۔ کہ شامیوں کے ہاتھوں حضرت عمار قتل ہوئے تھے اور ان کے قاتل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغی جماعت فرمایا تھا۔ جنگ صفین میں عمار قتل کیے گئے۔ علاوہ انہیں حضرت علیؑ



کا قول بھی ان کے باغی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ فرمایا: وہ ہمارے  
بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں  
کیونکہ ان کے پاس بڑے کی دلیل تھی۔

### لمحضر فکر کیا:

حدیث زیر بحث کے پہلے مضمون کی بہت سی تاویلات حضرت مخدوم کلام  
نے پیش فرمائی ہیں۔ جن میں چند آپ نے پڑھیں۔ علامہ حبیب الدین الخطیب  
نے: "المواہم فی القواہم کے حاشیہ پر لکھا: کہ امیر معاویہ رض باغی نہیں  
تھے۔ کیونکہ نہ تو انہوں نے امام برحق کے خلاف بڑے کاپر و گرام بنایا تھا اور  
نہ ہی لڑائی کی ابتداء کی۔ کوفہ کے لشکر کی تیاری کے پیش نظر انہوں نے تیاری  
کی۔ اس لیے عمار بن یاسر کے قتل کا بوجھ امیر معاویہ پر نہیں بلکہ اس فتنہ کی ابتداء  
کرنے والوں پر ہے۔ اور انہی کو "باغی جماعت" کہا گیا ہے۔ لہذا حدیث پاک  
"اعلام النبوة" کے طبقہ سے ہے۔ ابن حجر مکی نے اس کی تاویل یہ بیان کی۔  
کہ عمار بن یاسر کے قتل کی ذمہ داری امیر معاویہ رض پر نہیں بلکہ ہوائوں کے کچھ لوگوں نے  
شرارت سے عمار بن یاسر کو ان کے فوجیوں کے نیزوں اور تلواروں کے سانچے  
لاکھڑا کر دیا۔ اس لیے اصل قاتل وہی ہیں جو انہیں ساتھ لے کر آئے۔ علامہ  
تفتازانی نے اگر وہ باغی "کے لفظ کا اطلاق امیر معاویہ اور ان کی جماعت پر درست  
قرار دیا۔ لیکن ان کی بغاوت امام برحق کے خلاف بلا وجہ بغاوت نہ تھی۔ بلکہ  
ایک تاویل و دلیل پر مبنی تھی۔ اس لیے ان کی تکفیر و تنقیہ کرنا ہرگز درست نہیں  
ہے۔ حصہ اول کی توضیح کے بعد اب حدیث زیر بحث کے دوسرے حصہ  
کی طرف آئیے۔ جس کی بنیاد یہ الفاظ ہیں۔ یَا عُوْهُوَ اِلَى الْحِجَّةِ  
وَ یَا عُوْهُوَ اِلَى الْاَرَامِ عمار یا سر اپنے مقابلہ میں کہنے والوں کو

کی طرف اور یہ انہیں دوزخ کی طرف بلا تے ہیں لیکن توضیح سے قبل کہ یہ جملہ  
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ  
ثبوت بالفرض کے بعد عمار بن یاسر کے مخالفین میں سے صرف امیر معاویہ کو  
دوزخی قرار دینا اور دوسروں کا ذکر نہ کرنا یا انہیں جنتی نہ سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے  
جب کہ حدیث کے الفاظ لپوری مخالفت جماعت کے لیے ہیں۔ تو ساری  
جماعت کو دوزخی سمجھنا چاہیے۔ ان میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل  
ہیں (یعنی علی المرتضیٰ کے مخالفین میں)۔ حالانکہ یہ دونوں

مشرہ مشرہ میں سے ہیں۔ اسی طرح علی المرتضیٰ کے مخالفین میں سے سیدہ  
ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی ہیں۔ ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی کا کیا  
خیال ہے؟ اگر حب علی اتنی سوار ہے کہ ان کو دوزخی کہتا ہے۔ تو پھر اصحابی  
الاجموم الخ، قول دارشاد رسول کریم کی واضح مخالفت کر کے خود جہنمی بنا جا رہے  
اور اگر انہیں جنتی تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی سمجھنا پڑے گا  
بہر حال اب ہم دوسرے حصہ کی وضاحت کی طرف آتے ہیں۔

### فتح الباری:

تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ يَدْعُوهُمُ الْخَوَّاصُّ وَالْخَوَّاصُّ  
الْمُتَّبِعَةُ عَلَيْهِ فَإِنْ قِيلَ كَانَ قَتْلُهُ بِصَفَائِهِ وَ  
هُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ  
مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ  
عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى التَّارِكِ الْجَوَابِ أَذْهَمَ كَانُوا  
ظَالِمِينَ أَذْهَمَ يَدْعُونَ إِلَى الْحِجَّةِ وَهُمْ  
مُجْتَنِبُونَ لَا تَقُومُ عَلَيْهِمْ فِي إِقْبَاعِ ظَنُونِهِمْ



فَالْمُرَادُ بِالْدُعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبِيلِهَا  
وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَلِكَ كَانَ هَمًّا يَنْعَوُهُمْ  
إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةُ  
إِذَا ذَاكَ وَكَانُوا أَهْمُ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ  
ذَلِكَ الْكَيْفَ مَعْدُورُونَ لِلتَّائِيلِ الَّذِي  
ظَهَرَ لَهُمْ

دُفْتُحُ الْبَارِ جلد اول باب التعاون فی هذا المسجد ۴۲۴ مرث ۴۴

**ترجمہ:** عمار بن یاسرؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ وہ انہیں جنت کی طرف بلائے  
ہوں گے۔ اے اس پر عنقریب تنبیہ آئے گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عمار  
بن یاسرؓ کا قتل جنگ صفین میں ہوا۔ اس وقت یہ علی المرتضیٰؓ کے ساتھیوں  
میں تھے۔ اور ان کے قاتل امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے۔ اس جماعت  
میں بہت سے صحابہ کرام بھی تھے۔ لہذا ان سے یہ توقع کیونکر کی  
جاسکتی ہے کہ وہ دوزخ کی طرف بلائے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے  
کہ ان لوگوں کا ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف بلائے ہیں۔ اور مجتہد  
ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے ظن کی اتباع کرنے پر کوئی لامت  
ہمیں ہو سکتی۔ لہذا جنت کی طرف بلائے سے مراد جنت کے سبب  
کی طرف بلانا ہے۔ اور وہ ہے امام کی طاعت کرنا۔ اسی طرح  
جناب عمارؓ بھی انہیں علی المرتضیٰؓ کی طاعت کی دعوت دیتے تھے  
کیونکہ واجب الطاعت امام وہی تھے۔ اور ان کے مخالف  
اس کے خلاف کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن وہ اس میں پورے  
تاویل کے معذور ہیں۔

## ارشاد الساری:

رِيدَ عَوْهُمُ) آفَى يَدِ عَوْمَ مَا رُ الْفَيْئَةِ الْبَغِيَّةِ  
وَهُمْ أَصْحَابُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِينَ  
قَتَلُوهُ فِي وَقْعَةِ صَفِّينَ (إِلَى سَبَبِ الْجَنَّةِ)  
وَهُوَ طَاعَةُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةُ إِذَا ذَاكَ رَوِ يَدْعُونَ  
إِلَى سَبَبِ (النَّارِ) الْكَيْفَ مَعْدُورُونَ لِلتَّائِيلِ  
الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ لَا تَلَهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ ظَائِلِينَ  
أَلَهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ فِي  
نَفْسِ الْأَمْرِ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَلَا تَلَهُمْ عَلَيْهِمْ  
فِي إِتِّبَاعِ ظُهُورِهِمْ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا أَصَابَ  
فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَحَدٌ

ارشاد الساری جلد اول ۴۲۴ باب التعاون

فی بناء المسجد

**ترجمہ:** حضرت عمار بن یاسرؓ اس باغی جماعت یعنی امیر معاویہؓ کے  
ساتھیوں کو کہ جنہوں نے جنگ صفین میں انہیں قتل کر دیا تھا۔ کو جنت  
کے سبب کی طرف بلائے تھے۔ اور وہ علی بن ابی طالبؓ کی اطاعت  
تھی۔ کیونکہ اس وقت آپ واجب الطاعت تھے۔ اور ان کے  
مخالف (امیر معاویہؓ کے ساتھی) انہیں آگ کے سبب کی طرف  
بلائے تھے۔ لیکن وہ اس دعوت میں ایک تاویل کی وجہ سے



مذکور تھے۔ کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور انہیں یہ ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف ہی جلا رہے ہیں۔ اگرچہ نفس الامر میں معاملہ اس کے خلاف تھا۔ لہذا ان پر کوئی ملامت نہیں کراہوں نے اپنے ظنون کی اتباع کیوں کی۔ کیونکہ مجتہد اگر صواب ہو تو تب بھی اور اگر غلطی ہو تو تب بھی اسے اجر ملتا ہے۔

شامین بخاری نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہیں بھی امیر معاویہ پر دوزخی ہونے کا قول نہیں کیا۔ بلکہ امام قسطلانی نے تو انہیں اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو ہمارا چیلنج ہے کہ بخاری شریف کی کسی شرح سے یہ ثابت کر دکھائیں کہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کسی نے امیر معاویہ یا ان کے ساتھیوں کو دوزخی کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

## فاعتبروا یا اولی الابصار

يَذْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ كَمَا يَذْعُوْنَكَ  
بخاری شریف کے اصل متن میں سے نہیں  
ہیں بلکہ الحاقی الفاظ ہیں

## فتح الباری:

وَأَعْلَمُ أَنَّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ لَمْ يَذْكُرْهَا الْحَمِيدِيُّ فِي الْجَمْعِ وَقَالَ إِنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْهَا أَصْلًا وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعْدٍ قَالَ الْحَمِيدِيُّ وَلَعَلَّهَا لَمْ تَقْعَ لِلْبُخَارِيِّ أَوْ وَقَعَتْ فَحَدَّثَهَا عَنْهُ قَالَ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَالْبَرْقَانِيُّ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيُظْهَرُ لِي أَنَّ الْبُخَارِيَّ حَدَّثَهَا عَنْهُ أَوْ ذَكَرَ لَكَ لِنُكُتَةِ خَسْفِيْقَةٍ وَهِيَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ اعْتَرَفَ أَنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ هَذِهِ الزِّيَادَةَ مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَعَلَّ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الزِّيَادَةِ الرَّوَايَةُ مُدْرَجَةٌ وَالزِّيَادَةُ الْكُتِبَتْ ذَالِكَ لَيْسَتْ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْبَرْقَانِيُّ مِنْ طَرِيقِ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي قَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَدْ كَرَأَ الْحَدِيثَ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَحَمَلَهُمْ لُبَّةً لُبَّةً وَفِيهِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَحَدَّثَنِي



أَصْحَابِي وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ أَكْثَرَ قَالَ  
يَا بَنَ سَمِيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ -

۱- فتح الباری جلد اول ص ۵۴۲ حدیث ۴۴۷ باب التعاون  
فی بناء المسجد

۲- ارشاد الساری جلد اول ص ۴۴۲ مطبوعہ بیروت

۳- عمدة القاری جلد چہارم ص ۲۰۹ باب التعاون  
فی بناء المسجد

فَإِنْ جَاءَ تَنْبِيْهُنَّ مَعْلُومٌ هُوَ نَاجِبٌ مِّنْهُ كَمَا ذَكَرَهُ الْفَاظُ كِي زِيَادَتِي حَمِيدِي نَافِي جِي  
میں ذکر نہیں کی۔ اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ذکر نہیں کیا۔ یہ تو نہیں ابو سعید  
نے بھی کہا۔ حمیدی کا کہنا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی لی ہی  
نہ ہو۔ یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں اسماعیلی اور  
برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں۔  
کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف  
کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے ایک باریک نمٹنے کے لیے کیا ہے۔ وہ  
یہ کہ ابو سعید قبری نے اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے نہیں سنی۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں  
بعد میں درج کی گئی۔ اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے۔ وہ بخاری  
کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ اس زیادتی کو بزاز نے داؤد بن ابی  
ہند عن ابی نضرہ عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی  
تعمیر میں اور ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی۔ اور اس میں  
یہ بھی ہے۔ کہ ابو سعید کہتے ہیں مجھے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی

بیان کی۔ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی۔ کہ آپ نے فرمایا ہو۔  
اسے ابن سیرہ التجیہ یعنی جماعت قتل کرے گی۔

### فتح الباری:

فَإِنْ جَاءَ تَنْبِيْهُنَّ مَعْلُومٌ هُوَ نَاجِبٌ مِّنْهُ كَمَا ذَكَرَهُ الْفَاظُ كِي زِيَادَتِي حَمِيدِي نَافِي جِي  
أَبُو سَعِيدٍ مِنَ النَّبِيِّ دُونَ عَمِيرِهِ وَهَذَا إِذَا كَانَ  
حَالِي دَقَّةً فَلَهُمْ وَكَتَبُحُورِم فِي الْوَطْطِ لَدَعِ  
عَلَى عَمَلِ الْحَدِيثِ -

فتح الباری جلد اول ص ۵۴۲ باب التعاون  
فی بناء المسجد

### تَرْجُمَاتُ:

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اقتصار فرمایا۔ جس قدر ابو سعید  
قدری۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے۔ اُن کے علاوہ  
الفاظ کو ذکر نہ کیا۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ کس قدر  
ذریک تھے۔ اور حدیث کی حلقوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔

### ملخص فکری:

يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ بخاری کے  
الفاظ کہ جن کی بنا پر محدث ہزاروی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر  
باعنی اور کافر دوزخی ہونے کا الزام لگا رہا تھا۔ یہ سب سے حدیث بخاری  
کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ اور ابو سعید قدری رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم حضرت  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے اپنی  
شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کو حدیث میں ذکر نہ کیا۔ ان کی شرط یہ



ہے کہ رادی کے لیے مروی سنہ سے سماعت بلا واسطہ ضروری ہے) اسی لیے ابن جریر مستطانی امام بخاری کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے ہزاروی کے حالات پر گہری نظر رکھی ہے۔ لہذا محدث ہزاروی کا الزام میں امام بخاری کا نام لینا سراسر بے کار ہو گیا۔ اور بریت کا گھروندا بن گیا۔

یاد رہے اس زیادتی کو امام بخاری نے تو نقل نہیں کیا البتہ اسماعیل اور حافظ ابو نعیم وغیرہ نے بعض صحابہ اس زیادتی کو ذکر کیا ہے لیکن یہ زیادتی تمام شارحین کے نزدیک مؤذکر ہے یعنی عمارتیا سرقتل کرنے والے امام حتی حضرت علی سے بغاوت کریں گے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے اور وہ اپنے اجتہاد اور گمان میں حتی پر ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہوں گے لیکن وہ اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے دوزخی نہیں ہوں گے بلکہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

## قابل توجہ:

تحفہ جعفریہ جلد ثلث کی اشاعت سے قبل محدث ہزاروی کی طرف سے میری پہلی دو جلدوں کی ان کی طرف سے تعریف کی گئی۔ اور مجھے تعریفی خط لکھے۔ پھر میری جلد میں یا عمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ والی طویل حدیث کے بارے میں جب یہ پڑھا کہ امام سیوطی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس پر محدث صاحب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا کہ تمہارا یہ لکھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں ضعیف احادیث تو ہو سکتی ہیں۔ لیکن موضوع نہیں۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ ہم نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ اگر تم پڑھ لیتے تو تم یہ نہ لکھتے۔ اور آخر میں لکھا کہ اس کا اگر کوئی جواب ہو۔ تو لکھو۔ میں اس خط کے ملنے کے بعد پارسین کی وجہ سے ایک سال تک کچھ نہ کر سکا۔

مست یاب ہونے پر میں نے رابطہ قائم کیا۔ اور مذکورہ رسالہ بھیجے کو کہا۔ لیکن اب تک وہ رسالہ مجھے نہ مل سکا۔ پھر ایک خط کے جواب میں محدث ہزاروی نے مجھے بااستعداد آدمی کہہ کر اپنے ہاں آنے اور ملاقات کی دعوت دی۔

مختصر یہ کہ میں اگرچہ رسالہ کے مندرجات سے تو آگاہ نہ ہو سکا۔ لیکن ان کے ہیلوں کے اشتہار سے اس کے مضمون کا اندازہ ہو گیا۔ سر دست یہاں مجھے اس ات کا تذکرہ کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث امام بخاری نے ذکر کی۔ اور بخاری میں کوئی حدیث موضوع نہیں کیا یہ واقعہ ہے۔ علامہ سیوطی نے "لآئی المصنوعہ" فی احادیث الموضوعہ میں زیر بحث حدیث کو ذکر کیا۔ ہم اس کی عربی عبارت طوالت کے پیش نظر چھوڑ کر صرف اردو ترجمہ پر اختصار کر رہے ہیں۔ پھر اس کے موضوع ہونے یا نہ ہونے پر گفتگو ہوگی۔

## لآئی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ: ترجمہ:

(مذکورہ اسناد) جناب ابراہیم حضرت علقمہ اور اسود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم دونوں حضرت ابوالیوب انصاری کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب وہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بہت سی باتیں عطا فرمائیں۔ جو باعث تحریم و تعظیم ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ تمہارا لٹائے ان لوگوں کے قتل کے درپے ہو گئے۔ جو لا الہ الا اللہ الخ پڑھنے والے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ یاد رکھو۔ فوج کا ہر اول دستہ کبھی بھی اپنے لشکر سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کی معیت میں ہمیں تین اقسام کے لوگوں سے ملنے کا حکم دیا ہے اول ناکثین، دوم قاسطین اور تیسرے مارقین۔ جہاں تک ناکثین کے



ساتھ لڑائی کی بات ہے۔ یہ وہ لڑکے ہیں کہ جنہوں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ دی تھی۔ ہم جنگ جمل میں لڑکر ان سے فارغ ہو چکے ہیں۔ جن میں طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ اور دوسرا گروہ قاسطین کا جو حق کو چھوڑ کر ناحق پر چلنے والے ہیں۔ تو ہم ان سے لڑ کر فارغ ہو چکے ہیں۔ یعنی جنگ صفین سے کہ جس میں امیر معاویہ اور عمرو بن العاص شامل تھے۔ اور تیسرا گروہ مارقین کا جو مسلم اکثریت سے کٹ جائیں۔ یہ ان لوگوں پر مشتمل ہو گا۔ جو طرقات، سیفیات، خیلات اور نہر واقفات کے باشندے ہیں۔ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں۔ انشاء اللہ ان سے ضرور لڑائی ہوگی۔ میں نے رسول اللہ کو حضرت عمار سے کہتے سنا۔ اے عمار! تجھے ایک باخنی جماعت قتل کرے گی۔ اور اس وقت تو حق پر ہو گا۔ اے عمار! اگر تو کسی وقت بد دیکھے کہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف دوسرے راستے پر چل رہے ہیں اور حضرت علی کا راستہ اور ہو۔ تو تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے راستے پر چلنا ہو گا۔ کیونکہ وہ تجھے یقیناً کسی تباہی میں نہ دھکیلیں گے۔ اور نہ ہی غلط راستہ پر ڈالیں گے۔ اے عمار! جس نے تلوار اٹھائی اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کی۔ اور ان کے دشمنوں کے خلاف لڑا۔ تو ایسے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن موتیوں کے جڑاؤ والے دلوں ہار پہنائے گا۔ اور جس نے تلوار اس لیے اٹھائی۔ کہ وہ اس سے حضرت علی اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں ان کے دشمن کی مدد کرے اسے اللہ تعالیٰ بروز قیامت آگ کے انگاروں کے دلوں ہار پہنائے گا جب ابوالیوب نے جناب علقمہ اور اسود سے یہ گفتگو کی۔ ان دونوں نے کہا۔ ابوالیوب بس کیجئے ٹھہر جائیے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔

علامہ السید طبری رحمۃ اللہ علیہ اتنا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ یہ سب من گھڑت روایت ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں المعلیٰ نامی ایک ایسا راوی ہے۔ جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ دوسرے سے جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے جو اس روایت کے مرکزی کردار ہیں۔

(المصنف نوعاً فی احادیث الموضوعات جلد اول ص ۲۱۲ تا ۲۱۳)

### توضیح :

خطیب کی نقل کردہ روایت کو علامہ السید طبری نے دو طرح قابل اعتراض ٹھہرایا۔ اول یہ کہ اس کا ایک راوی المعلیٰ کذاب اور فحاش ہے۔ خود اس نے مرتے وقت اقرار کیا تھا۔ کہ میں نے ستر احادیث حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں اپنی طرف سے بنائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے۔ اب محدث ہزاروی کو دعوت ہے۔ کہ المعلیٰ نامی راوی پر جرح کفن رجال کی کتب سے غلط ثابت کر کے اس کا ثقہ ہونا ثابت کرے۔ اور ابوالیوب انصاری کا بھی جنگ صفین میں شریک ہونا ثابت کرے۔ تب جا کر روایت مذکورہ کی صحت کا پتہ چلے گا۔ را معاملہ یہ کہ بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے۔ کہ بخاری شریف میں مفصل واقعہ کے ساتھ جیسا کہ سید طبری نے المصنف نوعاً بالغ میں ذکر کیا، کیا یہ حدیث موجود ہے۔ اب انصاف تو یہ تھا۔ کہ یا تو اعتراضات اٹھائے جاتے۔ یا پھر اسی تفصیل کے ساتھ حدیث بخاری میں دکھائی جاتی۔ پھر یہ الفاظ کہ عمار! نہیں جنت کی



طرف بلائے گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف، کیا یہ الفاظ واقعی بخاری کے ہیں؟ محدث صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ پہلے اس کی تحقیق اور چھان بین کرتے۔ دیکھو مکہ محدث کہلاتے ہیں، اگر کیا واقعی یہ الفاظ بخاری کے ہیں؟ ہم تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ کثر شرائط بخاری پر یہ پورے دائرے کی وجہ سے امام بخاری کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ برقانی وغیرہ کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ اس پر تمام شاہین بخاری متفق ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر محدث صاحب کو ازراہ انصاف اپنی منہ پر قائم رہنے کی بجائے حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے باوجود بھی وہ کوئی اس کی صحت کی معقول دلیل رکھتے ہوں۔ تو اس سے ضرور آگاہ کریں۔ تاکہ احتیاق حق اور ابطال باطل ہو جائے۔

درایت کے اعتبار سے حدیث مذکور سے  
امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا  
باطل اور غیر صحیح ہے

جس عبارت کو محدث ہزاروی نے امیر معاویہ کے باغی ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ آئیے خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے مخالفین کے بارے میں یہی نظریہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اعلانات ملتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

یزید بن ہارون عن شریک عن ابی العنابس

عن ابی البختری قال سئل علی عن أهل الجمل قال قیل أمشیرکون همر قال ومن الشریک همر قیل أمنا فقول همر قال إن المناضیین لا یدکرون الله إلا قلیلاً قیل فما همر قال إخواننا بعتوا علینا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۵۶ تا ۲۵۷ کتاب الجمل حدیث نمبر ۱۹۶۰۹ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: ابوالبختری کہتا ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے شریک لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا یا وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ کہا گیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافق تو اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ تو بکثرت یاد الہی میں مصروف رہتے ہیں، پوچھا گیا۔ پھر یہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں ہمارے خلاف مخالف اراکی پر اتر آئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا عمر بن ایوب الموصلی عن جعفر بن برقان عن یزید بن الاصم قال سئل علی عن قتلی یوم صفین قتال قتلاً أو قتلاً لهم فی البیت؟ ویصیر الامة سرائی والی معاویة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۳۰۳ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:

یزید بن الاصم کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین



میں قتل ہونے والوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ ہمارے مقتولین اور امیر معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں مولانا اور امیر معاویہ کی طرف لوٹتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا يزيد بن هارون عن الحسن بن الحكم بن زيد بن العارث قال كُتِبَ إِلَى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصُفَيْنٍ وَرُكِبَتِي تَمَسُّ رُكْبَتَهُ فَقَالَ رَجُلٌ كَفَرَ أَهْلَ الشَّامِ فَقَالَ عَمَّارٌ لَا تَقْرَأُوا ذَاكَ إِنَّكُمْ تَدِينُوا وَتَبِيتُهُمْ وَاحْتَوَيْتُمْ لَنَا وَقَبِلْتَهُمْ وَاحْدَهُ وَالْكَثْمُ قَوْمٌ مَفْتُونَ حَيَا رِوَا عَنِ الْحَقِّ تَحَقَّقَ عَلَيْنَا أَنْ نَقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ -

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۹۰ تا ۲۹۱)

ترجمہ:

زيد بن عارث کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں میں حضرت عمار بن یاسر کے پہلو میں تھا۔ اس طرح کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکراتا تھا۔ ایک آدمی بولا شاید میں نے کفر کیا۔ اس پر عمار بن یاسر بولے۔ یوں نہ کہو۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہمارا اور ان کا قبیلہ ایک ہے۔ لیکن وہ لوگ فتنہ کی نظر ہو گئے اور حق سے ہٹ گئے۔ لہذا جب تک وہ واپس حق کی طرف نہیں آتے۔ ہم ان سے لڑنے کا حق رکھتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ تینوں احادیث اور بخاری کی وہ حدیث جو درج ہے۔ دونوں کا تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کا اسے موضوع کہنا نہایت مقبوط ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقابلہ میں لڑنے اور قتل ہونے والوں کو اپنا بھائی اور مسلمان قرار دیں۔ جناب عمارؓ یا سر اپنے مخالفین کے متعلق نسبت کفر کرنے پر ڈانٹ پلائیں۔ اور محدث ہزاروی انہیں باغی اور دوزخی کہیں۔ اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خادم ہونے کا دعویٰ؟ درحقیقت ان دونوں حضرات کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس لیے ہر سنی کو وہی مسلک اختیار کرنا چاہیے۔ جو جمہور کا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کے باہمی تنازعات اور اختلافات تقدیر پر مبنی تھے۔ کسی طرف سے کوئی خود غرضی اور اسلام دشمنی نہ تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ کر مخالفت کرتے رہے۔ اور جب بھی انہیں اپنی خطا کا احساس ہوا۔ تو اس پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کسی نے اپنے مد مقابل کو نہ کافر کہا۔ نہ فاسق و منافق۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو بھی منع کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو

کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے

نوٹ:

یاد رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں صحیح اسناد کے ساتھ کتب شیعہ میں کافر و منافق ہونے کا فتوے نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب قرب الاسناد کے یوں الفاظ موجود ہیں۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابيه ان علياً عليه السلام كان يقول



لَا أَهْلَ حَرَبٍ إِلَّا لَكُمْ نَقَاتُهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَكُمْ وَلَكُمْ  
نَقَاتُهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلِخِثَارِ أَيْنَا إِنَّا عَلَىٰ حَقِّ  
وَرَأَوْا لَكُمْ عَلَىٰ حَقِّ.

(قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ  
فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں ہم نے  
ان سے جنگ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی انہوں  
ہمارے ساتھ ہمارے کافر ہونے کی وجہ سے کی لیکن ہم اپنے آپ کو حق  
پر سمجھتے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابيه أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ يُسَبِّ  
أَحَدًا مِّنْ أَهْلِ حَرَبٍ إِلَّا إِلَى الشُّرْكِ وَلَا إِلَى الْبَغَاةِ وَ  
لَئِنْ يَقُولَ هُمُ رَاعُوا أَمَّا بَعَثُوا عَلَيْنَا.

(قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
علیؓ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں مشرک  
اور منافق ہونے کی نسبت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن فرماتے تھے وہ  
ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔

ملحاح فکرید:

قارئین کرام غور فرمائیں شیعوں کے ایک بہت بڑے مجتہد عبداللہ ابن جعفر  
قی جو کہ امام حسن عسکری کے اصحاب سے ہے۔ وہ سنداً ائمہ اہل بیت کے ساتھ

دو حدیثیں نقل کرتا ہے جن کو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں حضرت علیؓ کا  
فرمان ہیں۔ آپ نے امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں واضح الفاظ میں  
کہہ دیا ہماری اور ان کی لڑائی اس لیے نہیں تھی کہ وہ ہمیں کافر جانتے یا ہم انہیں کافر  
جانتے بلکہ اس بنا پر ہوئی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے بارہ میں ان کا ہمارے  
ساتھ جھگڑا ہوا باوجود اس بات کے کہ ہم اس میں بے قصور تھے۔ جیسا کہ نیز گنج حیات  
تاریخہ پنج البلاغہ ص ۴۴ میں واضح الفاظ موجود ہے۔ کہ ہماری لڑائی صرف خون عثمان  
کی وجہ ہوئی۔ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔  
جس کا واضح معنی یہ ہے کہ انہوں نے ہم سے لڑائی کی ہے وہ خطا اجتہادی کی  
وجہ سے کی ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ حقیقت  
میں حق پر نہیں تھے۔ اسی لیے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ان کو کافر اور نہ  
مشرک کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ لیکن انہیں ہم پر خدشہ ہو گیا۔ کہ  
عثمان غنی کے قتل میں ہمارا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بغاوت کی۔ اب  
قارئین کرام ہی فیصلہ کریں کہ شیعہ لوگوں کا ایک بڑا مجتہد عبداللہ ابن جعفر قی تو  
امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے امام حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہوئے نہ  
انہیں کافر اور منافق سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ بلکہ ان  
کی خطا اجتہادی کا قائل ہے۔ اس کے مقابلہ میں محمود ہزاروی امیر معاویہ اور ان کے  
ساتھیوں کو کافر و منافق سمجھتا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کریں کیا محمود ہزاروی شیعہ ہے۔ یا  
شیعوں کا بھی امام ہے۔ آخر میں ہم ایک عمر بن عبدالعزیز کی روایت اور غراب کا ذکر  
کے اس الزام کے جوابات کو ختم کرتے ہیں۔



## امیر معاویہؓ اور علی المرتضیٰؓ کے درمیان اللہ

اور اس کے رسولؐ کی عدالت سے فیصلہ

کتاب الروح؛

وقال سعيد بن ابی عروبہ عن عمر ابن عبد العزیز رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والیہ بکر وعمر رضی اللہ عنہما جالسا عندہ فسلمت وجلست فبینا انا جالسا اذ أتی بعلی ومعاویہ فآذخا بکنا و اُجیف علیہم الباب و انا انظر فمکان یا سریح من ان خرج علی و هو یقول قضی فی و رب الکعبۃ و ما کان یا سریح من ان اخرج معاویہ علی اثرہ و هو یقول خفی فی و رب الکعبۃ۔

(کتاب الروح مصنفہ ابن قیم ص ۲۶ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور ابوبکر و عمرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اس دوران حضرت علیؓ الترضیٰ اور امیر معاویہؓ کو لایا گیا۔ انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا۔ اور دروازہ

بند کر دیا گیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد علی المرتضیٰؓ باہر تشریف لائے۔ اور کہہ رہے تھے۔ خدا کی قسم! میرے سرِ حق میں فیصلہ کیا گیا ہے پھر تھوڑی سی دیر کے بعد امیر معاویہؓ بھی آگئے۔ اور وہ کہہ رہے تھے۔ رب کعبہ کا قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

محسوس فرمید:

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو طمان نے واشد غلیظہ کہا۔ مالک بن انس کا کہنا ہے کہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھنے والا پایا۔ ایسی شخصیت اپنے خواب کے ذریعہ یہ انکشاف کرے۔ کہ علی المرتضیٰؓ اگرچہ حق پر تھے۔ اور فیصلہ اسی لیے اُن کے ارے میں ہوا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ سے امیر معاویہؓ کو بھی معافی مل گئی۔ وہاں سے تو معافی مل گئی۔ لیکن محدث ہزاروی سے معافی نہ مل سکی۔ قارئین کرام! آپ بالآخر یہی نتیجہ اخذ کریں گے۔ کہ ان حضرات کی لغزشوں کو غلو ص کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے معاف کر دیا۔ لیکن محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ہرزہ سرائی اور ان حضرات کی بارگاہ میں گستاخی قابلِ گرفت ہے۔ اور انہیں منافع، کافراور ظالم و فاسق قرار دینے والے خود ان القاب کے مستحق ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار



## الزام نمبر ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعا، کہ معاویہ کا پیٹ نہ

بھرے

معاویہ بائی کو تین بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو غلط لکھنے کو بلایا۔ یہ بائی روٹی کھانا بنا دیا۔ سورۃ انفال پارہ ۹ رکوع ۱۷ میں ہے۔  
ایمان کا دعوے کرنے والو! جب اللہ کا رسول تمہیں بلائے تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ پر ہے۔ یہ روٹی کھانا بنا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا آتُجِبَّ اللَّهُ بِطَعْنِكَ۔ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے اسی طرح دنیا سے بھوکا مرے۔

جواب اول:

محدث ہزاروی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ جس انداز میں بیان کیا۔ وہ سراسر جھوٹ اور کذب پر مبنی ہے نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو تین مرتبہ آواز دی۔ اور نہ ہی انہوں نے ہر مرتبہ انکار کیا۔ اور روٹی کھانا نہ چھوڑی۔ بلکہ مسلم شریف کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی عبارت اور واقعہ کچھ اس انداز میں مذکور ہے۔

مسلم شریف:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَّافِي حَطَّاءٌ فَقَالَ أَذْهَبَ أَذْغَ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَا كَلِّ قَالَ لَمْ

قَالَ لِي أَذْهَبَ فَادْعَ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا أَتُجِبَّ اللَّهُ بِطَعْنِهِ۔

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۲۵)

ترجمہ: ابن عباس کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے مجھے باہر کیا۔ اور فرمایا جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں گیا تو وہ اس وقت روٹی کھا رہے تھے۔ میں واپس آگیا۔ آپ نے دوبارہ بلانے کو بھیجا۔ میں نے واپس آکر پھر کہا۔ وہ روٹی کھا رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم شریف سے ہی حالہ محدث ہزاروی نے دیا تھا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ معاویہ روٹی کھانا بنا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ آپ قارئین بتائیں۔ کہ کیا مسلم شریف میں وہ مضمون ہے۔ جو محدث ہزاروی نے پیش کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کے دل میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض و حسد اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کہ وہ اس کی خاطر احادیث کو توڑنے سے بھی باز نہیں آیا۔ اسی حدیث کو ابو نعیم شریف ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے سنئے۔

تطهير الجنان:

رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ كَانَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فَجَاءَ لَهُ الْوَيْلُ فَتَوَارَى وَتَوَارَى مِنْهُ فَجَاءَ لَهُ وَضَرَبَ ضَرْبَةً بَلَّيْنِ كَتَدْيُورٍ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبَ فَادْعَ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ



هُوَ يَأْكُلُ شَرْفًا اِذْ هَبْتَ قَائِدًا فِي مَعَاوِيَةَ فَمَا لَ  
فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ وَقَالَ لَا اَتَّبِعُ اِلَّا مَنَافِعَ اللَّهِ بِطَنَاءَ وَلَا  
تَقْصُصْ عَلَيَّ مَعَاوِيَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ اَصَدُّ اَمَّا الْاَوَّلُ  
فَلَا نَعْلَمُ لَيْسَ فِيهِ عَوْنُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِمَعَاوِيَةَ رَضِ  
رَسُولُ اللَّهِ يَدْعُوكَ فَكَبَّ طَاءً وَرَأَى مَا يَحْتَمِلُ اَنَّ  
ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا رَأَاهُ يَأْكُلُ اسْتَحْيَاهُ اَنْ يَدْعُوهُ فَجَاءَ  
وَاشْهَرَ السُّنْبِيَّ يَأْكُلُ يَأْكُلُ وَكَذَلِكَ الْمَرْءُ  
الْثَّانِيَّةُ.

رتطبیخ الجنتان ص ۲۸ / الفصل الثالث

ترجمہ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
ذکر کی کہ یہ ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ تو حضور تشریف  
لائے۔ آپ کو دیکھ کر ابن عباس بھاگ کھڑے ہوئے اور چھپ گئے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے کندھوں  
کے درمیان تھپکی دے کر فرمایا۔ جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ ابھی  
عباس گئے۔ اور واپس آ کر اطلاع دی۔ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے  
دوبارہ بلانے کے لیے بھیجا۔ ابن عباس نے اس مرتبہ بھی عرض کیا۔  
وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو  
میرے کرے۔۔۔۔۔ اس حدیث سے معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی  
اعتراض و نقص نہیں آتا۔ کیونکہ اس میں کہیں یہ موجود نہیں کہ ابن عباس رضی  
نے جا کر معاویہ سے کہا ہو۔ آپ کو حضور بلا رہے ہیں۔ اس پیغام  
کے سننے کے بعد انہوں نے کھانا چھوڑا نہ ہو۔ بل یہ احتمال بے شک

ہے۔ کہ جب ابن عباس انہیں بلانے گئے۔ اور دیکھا کہ وہ کھانا  
کھانے میں مصروف ہیں۔ تو از روئے شرم انہیں پیغام پہنچائے بغیر  
واپس آ کر حقیقت حال بیان کر دی ہو۔ اسی طرح دوسری مرتبہ بھی  
ہوا ہو۔

## جواب ثانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کو محدث ہزاروی  
امیر معاویہ کے حق میں بددعا سمجھ بیٹھا

حدیث مذکورہ میں آپ نے ابن جریج کی تشریح دیگی۔ انہوں نے امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ پر اس حدیث سے الزام و اعتراض کرنا بے سود قرار دیا۔ دراصل حدود  
بعض نے محدث ہزاروی کی آنکھیں ان حقائق سے اندھ سی کر دی ہیں۔ اس لیے  
اُسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ حدیث مذکورہ سے جب یہ ثابت کیا گیا۔  
کہ امیر معاویہ نے حضور کا ارشاد نہ مانا۔ تو پھر اس پر سورہ انفال کی آیت پیش کر کے  
اس کی مخالفت کا الزام دھرمارا۔ اور یہاں تک کھد دیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی اُدا پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے آپ نے جو کام کرنے کی بددعا دی۔ اور پھر  
امیر معاویہ کا انجام ایسا ہی ہوا۔ امام مسلم نے اسی حدیث کو مناقب امیر معاویہ میں ذکر  
کر کے محدث ہزاروی کے عزائم پر خاک ڈالی۔ محدثین کرام اسے ان کی منقبت  
کہیں۔ اور محدث ہزاروی کوئی نظر آتا ہے۔ یہ حدیث جس باب میں درج ہوئی۔



امام مسلم نے اس باب کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لَكَ كَانَ لَهُ زَكْرَةٌ وَاجْتَرَأَ رَحْمَةً.

اس باب میں وہ احادیث مذکور ہوں گی۔ جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کے لیے رحمت کی دُوری یا بددعا نظر آتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ شخص اس کا اہل نہیں۔ تو آپ کا ایسا فرمان اس شخص کے گنہوں کی معافی، ثواب اور رحمت کا موجب ہر جاتا ہے۔

### شرح کامل للنووی علی المسلم:

وَقَدْ فِيهِ مُسْلِمٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحَقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ بِقَوْلِهِ هَذَا إِذْ خَلَعَهُ فِي هَذَا الْبَابِ وَجَعَلَهُ عَزِيزٌ مِنْ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ فِي الْحَقِيقَةِ يُصَيِّرُ دُعَاءَ لَهُ.

(شرح کامل للنووی علی المسلم ص ۳۲۵)

**ترجمہ:** امام مسلم نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ امیر معاویہ اس بددعا کے مستحق نہ تھے۔ اس لیے امام مسلم نے اسے اس باب میں ذکر کیا۔ لیکن دوسرے محدثین نے اسے امیر معاویہ کے مناقب میں شمار کیا۔ کیونکہ درحقیقت یہ ان کے لیے دعا بنی گئی۔

### اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ:

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِمْ لِمَعَاوِيَةَ وَاتَّبَعَهُ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْكُرُكَ عَلَى رَفِي فَقُلْتُ إِنَّمَا نَدَبْتُكَ أَنْ ضَلَّ كَمَا يُرْضَى الْبَشَرُ

وَأَعْيَبُ كَمَا يَغْضِبُ الْبَشَرَ هَاتِمًا أَحَدٌ دَعَا عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ ظَهْرًا وَرَأْسًا وَكَاةً وَقُرْبَةً يَقْرَبُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد چہارم ص ۲۸۶ مطبوعہ بیروت جدید)

**ترجمہ:** امام مسلم نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے بارے میں ذکر کیا اور اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ذکر کیا۔ جو میں نے اپنے رب پر یہ شرط رکھی ہے۔ کہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ اور مجھے بھی عام بشروں کی طرح خوشی یا کُشی پر غصہ آتا ہے۔ سو جس کسی امتی پر میں بددعا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس امتی کے حق میں قیامت کے دن پاکیزگی کناہ اور اپنے قرب کا سبب بنا دے گا۔

### البدایہ و النہایہ:

عن ابن عباس قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الْوَلَدَانِ خِذَاةَ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ جَاءَ فَقُلْتُ مَا جَاءَ إِلَّا الْخُفَاةُ فَاسْتَبَاكَ عَلَى بَابِ قُبَاءَ فِي قَفْطَا فِي خَطَاةَا أَوْ خَطَاةَا تَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبُ فَأَدْعِي لِي مَعَاوِيَةَ وَكَانَ يَكْتُبُ الرِّحَى قَالَ قَدْ هَبْتُ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَعِيلَ إِنَّهُ يَا كَلْبُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ قَادِحُهُ فَأَتَيْتُ الثَّانِيَةَ فَخَبِرْتُهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ لَا أَشْبِعُ اللَّهَ بَطْنُهُ قَالَ فَمَا شَبِعَ بَعْدَ هَذَا قَدْ انْتَفَعَ مَعَاوِيَةَ بِهَذَا وَالدُّعْوَةُ فِي دُنْيَاهُ وَآخِرَاهُ إِنَّمَا فِي دُنْيَاهُ فَإِنَّهُ لَمَّا صَارَ إِلَى الشَّامِ أَمِيرًا كَانَ يَا كَلْبُ فِي الْيَوْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ يُجَاءُ بِرِصَصَةٍ



فِيهِ الْحَسْرَةُ كَثِيرَةٌ وَبَصَلَ خَيْالُ كُلِّ مَنَلَهَا وَ يَا كَلَّ فِي الْيَوْمِ  
 سَبْعَ أَكْثَلَاتٍ يَلْعَنُ وَمِنْ الْمَلَوَى وَ أَلْنَا كَلِمَةً  
 شَيْئًا كَثِيرًا أَوْ يَنْتَوَلَى وَاللَّهُ مَا أَهْبَعَ وَإِلْمًا أَعْيَا  
 وَ هَذَا مِنْ نِعْمَةٍ وَمَعْدَةٌ يَرْغَبُ فِيهَا كُلُّ السُّلُوكِ  
 وَأَمَّا فِي الْأَخْرِ رَدِّ فَقَدْ اتَّبَعَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ  
 بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُمَا  
 وَنَ عَائِرٍ وَجْهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا بَشَرٌ فَأَيُّمَا عَبْدٍ  
 سَبَبْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ أَوْ دَعَوْتُهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لَكَ  
 أَهْلًا فَاجْعَلْ ذَلِكَ كَفَّارَةً وَ قُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا  
 حَتَّى تَكُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَكَرَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ  
 وَ هَذَا الْحَدِيثُ فَصِيحَةٌ بِمَعَاوِيَةَ.

اللبد اية والنهية جلد ۱ ص ۱۱۶ تا ۱۲۰ مطبعہ معاویہ  
 جدید

**ترجمہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ کھیل میں مشغول  
 تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں سمجھا کہ آپ میری  
 طرف آئے ہیں۔ لہذا میں ایک دروازے کے نیچے چھپ گیا۔ آپ میرے  
 پاس تشریف لائے۔ اور مجھے ایک یاد دہنکیاں دیں۔ پھر فرمایا: جاؤ  
 جا کر معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ معاویہ وہی لکھا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ  
 میں گیا اور آواز دی۔ تو کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے جب تیسری  
 مرتبہ بھی الفاظ کر دہرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا

پیٹ نہ بھرے۔ کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد معاویہ کا پیٹ نہ بھرا۔  
 اس دعا کا نفع انہوں نے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اٹھایا۔  
 دنیا میں اس طرح کہ جب وہ شام کی طرف بحیثیت امیر روانہ ہوئے۔ تو وہ  
 روزانہ سات مرتبہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ بہت بڑے پیالہ میں بھرت گشت  
 ہوتا۔ اور لہسن و پیاز ہوتا۔ وہ کھاتے تھے۔ اور دن میں سات مختلف  
 خوراکیں کھاتے کبھی گشت کبھی صلہ کبھی پھل اور دوسری بہت سی اشیاء اور  
 کہتے۔ خدا کی قسم! پیٹ نہیں بھرا۔ لیکن نفک گیا ہوں۔ یہ ایسی نعمت ہے  
 کہ بادشاہوں کی مرغوب و مطلوب ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اس کا  
 فائدہ یوں کہ امام مسلم نے اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث ذکر فرمائی  
 جسے امام بخاری وغیرہ نے کئی طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحابہ کرام کی ایک  
 جماعت اس کی راوی ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ  
 سے عرض کی۔ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں۔ لہذا تقاضائے بشریت  
 کے مطابق اگر کسی بندے کو بڑا بھلا کہدوں یا اس کو کوڑے سے ماروں  
 یا اس کے لیے بددعا کروں۔ لیکن وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ تو اس کو اس  
 بندے کے لیے قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اپنی قربت کا ذریعہ  
 بنا دینا۔ امام مسلم نے حدیث اول کے ساتھ دوسری حدیث اس لیے  
 ذکر کی۔ تاکہ اس کو فضیلت معاویہ پہنچا جائے۔

### ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! یہی حدیث جس کی تشریح مختلف محدثین کرام سے نقل کی ہے  
 حقیقت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔ لیکن محدث  
 ہزاروی واحد محدث ہے۔ جسے اس میں امیر معاویہ کی توہین یا بے عزتی نظر



آئی۔ اپنے سوا اگر کوئی اور محدث اس کا ہم نوا ہو گا۔ ضرور اس کا نام بھی لیا جاتا۔ محدثین کرام نے چند وجوہ سے اسے منقبت معاویہ کی دلیل بنایا اور اس کے خلاف کی تردید کی۔ پہلی بات یہ کہ امیر معاویہ قابلِ نفرت تب ہو گئے کہ ابن عباس جاکر انہیں یوں عرض کرتے۔ دو آپ کو یا ہر اللہ کے رسول کھڑے بلا رہے ہیں۔ پھر اس کے جواب میں وہ نہ اٹھتے اور کھانے میں مشغول رہتے۔ ابن عباس نے روٹی کھاتے دیکھ کر واپسی کا راستہ لیا۔ اور اگر واقعہ حضور کو بیان کر دیا۔ دوسرا یہ کہ ابن عباس نے جب آپ کا ارشاد سن کر امیر معاویہ کے دروازہ پر جا کر آواز دی۔ تو کسی نے جواب دیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ بس یہی جواب سن کر واپس لوٹ آئے۔ جواب دینے والے کو یہ کہا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد ہے ہیں۔ تیسرا یہ کہ امام مسلم نے اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر فرمائی۔ جو ایسی احادیث کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بتاتی ہے۔ یعنی امیر معاویہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کے لیے باعثِ نفع ہوا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کی اس بدعا سے وہ بہرہ ور ہوئے۔ یہ اس طرح کہ ایک مرتبہ آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا جو آدمی مکہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ جنتی ہو گا۔ ابوذر نے عرض کی۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو تو میں مرتبہ اسی کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔ اور پھر فرمایا۔ ابوذر کی ناک ٹکا کر ہو۔ یہ ان کے لیے بددعا نہ تھی۔ بلکہ محبوب کی طرف سے ایک پیار بھرا کلام تھا۔ اسی لیے ابوذر جب بھی یہ روایت بیان کرتے ساتھ ہی رحمِ انت ابی ذر بڑے پیار سے بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایت عطا فرمائے۔ اور حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## الزام نمبر ۱۳

معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا

مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۴ معاویہؓ کو کھاتا تھا طحاوی جلد ۲ ص ۶۲

۱۱۔ ناس میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔ مذکورہ الزام میں دو وعدہ طعن دیئے گئے ہیں

طَبَعَ نَابِلٌ قَوْلَ كَبَحٍ أَوَّلِ

دو نیک الزام مذکور میں دراصل دو وعدہ الزامات ہیں۔ ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے اور پلاتے تھے۔ بخاری مسند امام احمد اور دوسرا یہ کہ وہ سود خوار تھے۔ بخاری طحاوی ابن دؤان کا ہم بالترتیب جواب دیتے ہیں پہلے الزام کا جواب دینے سے قبل مسند امام احمد کی مذکور عبارت مکمل طور پر درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے پہلے وہ ملاحظہ ہو۔

مسند امام احمد بن حنبل:

حد ثنا عبد اللہ حدثني ابي حد ثنا زيد بن الحباب  
حد ثنا حسين حدثني عبد الله بن بريده  
قَالَ دَخَلْتُ أَتَا وَ أَيْ عَلَى مَعَاوِيَةَ فَأَجَلَسْنَا عَلَى الْفُرَشِ  
شَرَبْنَا شَرَبًا طَعَامًا فَكُنَّا نَشْرَبُ تَيْنًا بِالشَّرَابِ



فَشَرِبَ، مُعَاوِيَةَ ثَمَّ قَالَ أَفِي ثَمَّ قَالَ مَا شَرِبْتُهُ  
مُنْذُ حَزْرَمَةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۳۴۷  
مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک مرتبہ  
امیر معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ہمیں خوشنما لین پر بٹھایا۔ پھر کھانا  
لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ معاویہ نے اسے پیلا۔ پھر میرے  
والد کو پیالہ پکڑا یا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے کہا جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اسے حرام کیا۔ میں نے نہیں پی۔

حدیث کی سند میں تین راوی مجروح ہیں۔ یعنی زید بن حباب، حسین ابن واقد اور عبداللہ  
بن بریدہ۔ ان تین راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے یہ حدیث اس درجہ کی نہیں کہ اس  
سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا جاسکے۔ ان تینوں پر بالترتیب  
جرح ملاحظہ ہو۔

### زید بن حباب

میزان الاعتدال:

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَعِينٍ أَحَادِيثُهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ  
مَقْلُوبَةً وَقَالَ أَحْمَدُ صَدُوقٌ كَثِيرٌ

الْخَطَاءِ (میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۶۲ مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابن معین نے کہا کہ زید بن حباب کی امام ثوری سے بیان کردہ احادیث  
میں تصدیق و تاخیر ہے۔ اور امام احمد نے اس کے بارے میں کہا۔ آدمی  
ترسیا ہے۔ لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے۔

### لسان المیزان:

زید بن حباب ذکرہ البَنَانِي فِي الْحَافِلِ وَقَالَ يَزِيدُ  
ابْنُ مَعْتَمِرٍ يَخَالَفُ فِي حَدِيثِهِمْ قَالَ قَالَ السَّبْتِي  
الْبَنَانِي يَعْنِي ابْنَ حَبَابٍ وَفِيهِ نَظَرٌ۔

لسان المیزان جلد دوم ص ۵۰۳ حرف الزاء مطبوعہ بیروت  
طبع جدید

ترجمہ: زید بن حباب کے بارے میں بنانی نے الحافل میں ذکر کیا۔ اور  
کہا کہ وہ ابرم عشر سے روایت کرتا ہے۔ اور اس کی حدیث میں مخالفت  
کرتا ہے۔ بنانی نے کہا اس میں نظر ہے۔

### التهذيب التهذيب:

وَكَانَ يَضْمُرُ الْاَلْفَ ظَعْنَ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ الْكِنِ  
كَانَ كَثِيرًا لِّلْخَطَاءِ ..... وَقَدْ كَرِهَ ابْنُ حَبَابٍ  
فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ يُعْطَى يُعْتَبَرُ حَدِيثُهُ إِذَا رَوَى  
عَنِ الْمَشَاهِيرِ وَأَمَّا رَوَايَتُهُ عَنِ الْمَجَاهِلِ فَلَيْسَ بِهَا  
الْمُنَاجِزَةُ۔

تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۴۰۳ - ۴۰۴ مطبوعہ  
بیروت جدید

ترجمہ: زید بن حباب الفاظ حدیث معاویہ بن صالح سے ضبط کرتا تھا  
لیکن غلطیاں بکثرت کرتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں  
ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کی وہ  
روایات کو معتبر ہوں گی جو مشہور حضرات سے روایت کرے گا



لیکن مجہول لوگوں سے اس کی روایت قرآن میں منکر نہیں۔

## حسین بن واقد

میزان الاعتدال؛

وَأَسْتَنْكَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حَدِيثِهِمْ وَحَدَّثَكَ  
رَأْسَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَرْضَهُ لَمَّا قِيلَ إِنَّهُ رَوَى  
هَذَا الْحَدِيثَ -

میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ

قدیمی

ترجمہ: امام احمد نے حسین بن واقد کی بعض احادیث کو منکر بتایا اور  
اپنا سر ہلا کر یہ بتایا کہ وہ اس سے راضی نہیں۔ یہ اس وقت کیا جب انہیں  
کہا گیا کہ حسین بن واقد نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تہذیب التہذیب؛

وَقَالَ ابْنُ حَبَّانَ كَانَ عَلَوًا قَضَاءً مَرُوءًا وَكَانَ  
مِنْ غِيَا رِثَائِهِ وَوَبَّعًا أَخْطَرَ فِي الرِّوَايَاتِ.....  
وَقَالَ الْعَقِيلِيُّ أَنْكَرَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدِيثَهُمْ  
وَقَالَ الْأَثَرِيُّ قَالَ أَحْمَدُ فِي أَحَادِيثِهِمْ زِيَادَةٌ مَا  
أَدْرِي أَفْقُ شَيْءٌ وَتَقْصُرُ يَدُهُ وَقَالَ الْمُشَافِي  
فِيهِ قَطْرٌ -

تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۳۷۳-۳۷۴ حروف - الحد

مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ: ابن حبان نے کہا کہ حسین بن واقد مرد کا قاضی تھا۔ اور اچھے لوگوں میں  
سے تھا۔ اور بسا اوقات روایات میں غلطی کر جاتا تھا عقیل نے کہا کہ  
امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو منکر کہا اور اثرم نے امام احمد کا قول  
نقل کیا کہ ان کے نزدیک حسین بن واقد حدیث میں زیادتی کرتا تھا مجھے  
اس کی وجہ معلوم نہیں۔ اور اپنا ہاتھ جھاڑ دیا۔ ساجی نے کہا اس میں نظر ہے۔

## عبداللہ بن بریدہ

تہذیب التہذیب؛

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمْرِو بْنِ قَالٍ الدَّائِلِيُّ فِي كِتَابِ  
النِّكَاحِ مِنَ السُّنَنِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.....  
أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ  
قَالَ مَا أَدْرِي عَائِشَةَ مَا يَرْوِي عَنْ بَرِيدَةَ عَنْهُ وَضَعَتْ حَدِيثَهُ  
وَقَالَ ابْرَاهِيمُ الْحَرَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ أَتَمَّ مِنْ سُلَيْمَانَ وَلَوْ  
يَسْمَعُونَ مِنْ أَبِيهِمَا وَفِيهِمَا رَوَى عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ  
أَحَادِيثًا مُنْكَرَةً -

تہذیب التہذیب جلد پنجم ص ۱۸۵ حروف عین

ترجمہ: ابو زرہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ نے عبداللہ بن عمر سے کچھ نہیں  
سنا۔ اور دائلی نے کتاب النکاح میں سنن سے فرمایا کہ اس نے حضرت  
عائشہ سے کچھ بھی نہ سنا۔ محمد بن علی جوزجانی نے کہا کہ میں نے امام احمد  
بن حنبل سے پوچھا کہ کیا عبداللہ نے اپنے باپ بریدہ سے حدیث  
کی سماعت کی ہے؟ امام احمد نے جواب دیا کہ وہ جو عام روایتیں اپنے



باپ سے بیان کرتا ہے۔ میں ان کو نہیں جانتا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ اپنے بھائی سلیمان بن بریدہ سے اقم ہے لیکن ان دونوں نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔ عبداللہ بن بریدہ جو احادیث اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ وہ منکر ہیں۔

لمحدہ فکریا:

جس حدیث کے زور سے محدث ہزاروی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شراہی ثابت کرتا ہے۔ اس کے راویوں میں سے ایک وہ جو کثیر الخطا دوسرے کی احادیث کا امام احمد بن حنبل انکار کرتے ہیں۔ اور تیسرے کی یا تو سماعت یا ثبات نہیں اور اگر ہے تو ان میں مناکیر کی بھرمار۔ ایسے راویوں کی حدیث سے ایک صحابی رسول پر اتنا بڑا الزام لگانا شرم آتی چاہیے تھی۔ خاص کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں اذی اور مہدی ہونے کی دعاء مانگنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ تو پھر اس سنت مجروح حدیث کی حدیث صحیح کے مقابلہ میں کیا وقعت تھی۔ اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ ایک شخص ”محدث“ ہوتے ہوئے پھر جان بوجھ کر کاتب و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی گھٹیا حرکت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض بڑے بڑے دانشوروں کو اندھا کر دیتے ہیں۔

چ

## طعن اول کا جواب دوم

حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں ہے

ہم نے پہلے حدیث ذکر کی۔ تاکہ اس کے راویوں پر گفتگو کی جاسکے۔ اب نفس روایت پر بحث کرتے ہیں۔ آپ اگر تھوڑا سا بھی تامل فرمائیں گے۔ تو روایت مذکورہ میں غلط طوطی جائے گا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جن تین راویوں پر ہم نے جرح ذکر کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے اس امر کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک کثیر الخطا اور دوسرا بکثرت زیادتی کرنے والا اور تیسرے کی احادیث میں مناکیر کی بھرمار۔ ان سے الفاظ حدیث میں کمی بیشی اور غلطی ہر ایک ضعیف ممکن ہے۔ اور حدیث زیر بحث میں یہ ہے بھی ترجمہ دیکھئے۔ ”امیر معاویہ نے شراب پیا۔ اور پھر میرے والد کو پیش کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں نے اس وقت سے شراب نہیں پی جب سے حضور نے اسے حرام قرار دے دیا۔“ یعنی پی بھا رہے ہیں۔ اور انکار بھی کر رہے ہیں۔ یہ تناقض اس حدیث میں بالکل موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس میں زیادتی ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن حنبل نے روایت مذکورہ کو جس باب کے تحت درج کیا اس کا عنوان یہ ہے۔ ”ملجاء فی اللبن و شربہ و حلبہ۔“ یعنی وہ احادیث جو دودھ کے پینے اور دوہنے وغیرہ کے متعلق ہیں۔ چونکہ یہ باتیں حلال و جائز ہیں اس لیے اس باب میں شراب کا پینا پلانا کہاں اُٹھکا۔ اس سے بھی اس امر کی تقویت برتی ہے



کر یہ زیادتی کسی راوی نے داخل کر دی ہے۔ اصل میں نہ تھی۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے ہی ذکر کیا۔ ان کے بعد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر نے مجمع الزوائد میں اسے ذکر کیا۔ لیکن وہاں اس کی عبارت کچھ چھوڑ دی گئی ہے۔ جس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ عبارت یہی ہوگی۔ مجمع الزوائد میں مذکور اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

### مجمع الزوائد:

عن عبد الله بن بريد ه قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ فَاجْلَسَ عَلِيُّ الْفِرَاشِ ثَغْرًا تَيْنًا بِالطَّعَامِ فَكُنَّا ثَغْرًا تَيْنًا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةَ ثَغْرًا نَا وَلَ أَبِي ثَغْرًا قَالِ مُعَاوِيَةَ كُنْتُ أَحْمَدُ لِمَقَابِ قَرِيْشٍ وَأَجْوَدُ ثَغْرًا وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَحْدَلُهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَحْدَلُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرَ اللَّبَنِ وَلَا نَسَانِ حُسْنِ التَّحْدِيثِ يَحْدِثُنِي..... وَفِي كَلَامِ مُعَاوِيَةَ شَيْءٌ تَرَكْتُهُ۔

مجمع الزوائد جلد پنجم ص ۴۲ مطبوعہ بیروت

طبع جدید

ترجمہ: عبد اللہ بن بريدہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا۔ پھر کھانا لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ تو امیر معاویہ نے اُسے پیا۔ پھر میرے والد کو دی۔ پھر معاویہ نے کہا۔ میں قریش کا خوبصورت لڑکا ہوں تھا۔ اور بہت خوش طبع تھا۔ میں اپنے جوانی کے عالم میں دوودہ جیسی لذت کسی اور چیز میں نہ پاتا

اور خوش گفتار آدمی کی مجھ سے باتیں کرنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ معاویہ کے کلام میں کچھ حصہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔

### توضیح:

مجمع الزوائد کی مذکورہ عبارت میں ”ما شر بہتہ منذ حرمہ رسول اللہ“ کے الفاظ موجود نہیں۔ ساتھ ہی حافظ نور الدین حیشی نے تصحیح کر دی ہے کہ اس روایت میں امیر معاویہ کے کلام میں زیادتی تھی جسے میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ زیادتی تقابلی جائزے سے یہی نظر آتی ہے۔ جو امام احمد بن حنبل کی سند میں تو ہے لیکن یہاں نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا یہ کہنا کہ جس شراب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا امیر معاویہ نے اسی کو پیا۔ بالکل اپنی طرف سے ”حرام شراب“ پینا ثابت کر کے امیر معاویہ پر الزام تراشی کی ہے۔

## طعن اول کا جواب

جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ ماشر بہتہ منذ حرم رسولہ کے الفاظ کسی راوی نے زیادہ کیے ہیں۔ تو باقی رہا یہ معاملہ کہ وہ ثغرات تینا بالشراب میں جس شراب کا ذکر ہے۔ پھر وہ کون سی تھی۔ تو لفظ شراب کا لغت میں معنی دیکھنے سے یہ عقیدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ ”المنجد“ نے لکھا ”الشراب“ ہر ایک ایسی شئی جو پی جاتی ہو۔ اس کی جمع اشربہ ہے۔ اس لغوی معنی کے پیش نظر عبارت کا مفہوم یہ ہوا ”پھر ہمیں کوئی پینے کی چیز دی گئی اس کو معاویہ نے بھی پیا“ اس صورت میں امیر معاویہ پر شراب (حرام) پینے کا الزام کس طرح درست ہوا اور اگر شراب



سے مراد معروف شراب بھی ہو۔ تو اس کی کئی اقسام ہیں۔ گندم، جو، انگور، اور کھجور سے تیار کی گئی شراب، ان میں سے احناف کے نزدیک انگور سے تیار کی گئی نشہ آور شراب حرام ہے۔ دوسری شرابوں میں اگر سُکر کی حد تک نہ پی جائے۔ تو حجاز کا قول ہے یہ بڑبیل تنزیل ہم نے اس لیے کہا کہ محدث ہزاروی کو بھی اپنے حنفی ہونے کا اقرار ہے۔ اس لیے وہ اپنا مسک غروب سمجھتے ہوں گے۔ لہذا اگر جو، گندم یا کھجور سے تیار کردہ شراب منگو اکرامیر معاویہ نے خود بھی پی۔ اور ہمازل کو بھی دی۔ تو حد سُکر سے کم کو استعمال کرنے میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمد عبدالرحمن شارح مسند امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے۔ کہ انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کی گئی شراب تھوڑی مقدار میں کہ جس سے نشہ نہ ہو جائز ہے۔ اس کے حوا کے قائل ابو بکر صدیق، فاروق اعظم اور ان کی اقتدا میں امام ابو نعیم ہیں۔

الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل:

يَحْتَمِلُ أَنَّ هَذَا الشَّرَابَ كَانَ مِنَ النَّبِيذِ الْمَاحْذِي  
مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ وَأَنَّ مَعَاوِيَةَ شَرِبَ مِنْهُ قَدَرًا  
لَا يَسْكُرُ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَبِهِ قَالَ  
أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ مَا اسْكُرَ كَثِيرٌ مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ  
يَحِلُّ مَا لَا يَسْكُرُ مِنْهُ۔

(الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۱)

ص ۱۱۵ مطبوعہ قاہرہ طبع مجددی

ترجمہ: یہ احتمال ہے کہ شراب امیر معاویہ نے منگوائی اور خود بھی پی۔ وہ ایسی شراب ہو جو انگور کے علاوہ کسی اور چیز کی بنائی گئی ہو۔ اور پھر امیر معاویہ نے اسے اس قدر پیا ہو۔ کہ اس سے نشہ نہ آیا ہو۔ تحقیق ابو بکر و عمر

سے مروی ہے۔ اور یہی امام ابو نعیم کا قول ہے۔ کہ انگور کے علاوہ کسی چیز کی بنی ہوئی شراب اس قدر پینا جائز ہے۔ جس سے نشہ نہ آئے اور اگر نشہ آئے تو ملال نہیں ہے۔

ملحہ فکر یہاں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر حرام شراب پینے پلانے کی جہت جس روایت سے محدث ہزاروی نے لگائی تھی۔ اس کا تفصیلی رد آپ نے دیکھا۔ اور شراب کے بارے میں جو پی گئی یہ الفاظ "مَحْرَمٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" راوی کے اضافہ کردہ تھے۔ اور جن تین دلوں کا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے لہذا جب تک اس شراب کے بارے میں یہ صراحۃً معلوم نہ ہو کہ وہ واقعی حرام تھی۔ یعنی انگور سے مخصوص طریقہ سے بنائی گئی تھی۔ تو ایک ممانی اور کا تب وحی پر بغیر سوچے سمجھے اتنا بڑا الزام لگانا بے ایمانی سے کم نہیں۔ جب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ہادی ہمدی ہونے کی دعاء بھی فرمائی ہو۔ دوسرا یہ کہ لفظ شراب اگر عام لغوی معنی میں لیا جائے۔ تو محدث صاحب بھی بارہا یکہ معذرت یہ پیتے پلاتے ہوں گے۔ اور اگر اس سے مراد نشہ آور ہی بھی تو پھر بھی انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کردہ شراب جبکہ نشہ کی حد تک استعمال نہ کی جائے۔ تو اسے پینا ابو بکر صدیق و عمر فاروق جائز سمجھتے ہیں۔ بہر حال انگوری شراب کا استعمال روایت مذکورہ سے ثابت کرنا بہت بعید ہے۔ اس لیے اس روایت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملعون کرنا خود ملعون ہونے کے مترادف ہے۔



## طعن دوم کی اصل عبارت

طحاوی کے حوالے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سووغو رثابت کیا گیا ہے۔  
اور پھر سووغو رپہ قرآن کریم کی آیات سے لعنت اور غضب کا استحقاق ثابت کر کے انہیں  
معاذ اللہ ملعون اور غضوب علیہ کہا گیا۔ طحاوی کی مذکورہ عبارت ملاحظہ ہو۔

طحاوی شریف:

حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني  
ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة السبائي عن ابي  
تميم الجيشاني قال اشترى معاوية بن ابي سفيان  
قلادة ففعلها تبر و زبرجد و كوكب و ياقوت  
و ستمائة دينار فقام عبادة بن الصامت حين  
طلع معاوية المنبر اوحى من صلى الفلتر فقال  
الا ان معاوية اشترى الربا و آكله الا ان  
في القار الى خلقه طحاوی شریف جلد ۵ ص ۵، مطبوعہ

بیروت جدید باب القلادہ تباع بذهب

ترجمہ: (بخزن اسناد) تميم جيشاني سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفيان  
نے ایک ہار خریدا جس میں سونا، زبرجد، موتی اور یاقوت لگے ہوئے  
تھے۔ اس کی چھ سو دینار قیمت ادا کی۔ پھر جب امیر معاویہ منبر پر چڑھے یا  
جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ تو عبادہ بن الصامت نے اٹھ کر کہا۔  
”اگاہ ہو جاؤ معاویہ نے سو خریدا اور اسے کھایا۔ خبردار! وہ طاق تک آگ میں ہے“

## طعن دوم کا جواب کے اوّل

روایت مذکورہ مجروح ہے۔ کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ”ابن لہیعہ“  
پر جرح کی گئی ہے۔ (ابن لہیعہ کا نام عبداللہ بن لہیعہ بن عقیل ہے۔)

تہذیب التہذیب:

قال البخاري عن الحميدي كان يحيى بن سعيد  
لا يراه شيئا وقال ابن المديني عن ابن المهدى  
لا أحمل عنه قليلا ولا كثيرا..... وقال محمد بن المثنى  
ما سمعت عبد الرحمن يحدث عنه قط وقال نعيم  
ابن حماد سمعت ابن مهيدي يقول لا اعتد بشئ سمعته  
من حديث ابن لهيعة..... وقال ابن قتيبة كان  
يقراء عليه ما ليس من حديثه يعني فصحت بسبب  
ذلك وحكى الساجي عن احمد بن صالح كان ابن لهيعة  
من الثقات الا انه اذا لقن شيئا حدث به وقال  
ابن المديني قال لي بشر بن السري لو رايت ابن  
لهيعة لم تحمل عنه وقال عبد الكريم بن  
عبد الرحمن النسائي عن ابيه ليس بثقة وقال  
ابن معين كان ضعيفا لا يحتج به حديثه كان  
من شاء يقول له حدثنا وقال ابن خراش كان



يَكْتَبُ حَدِيثَهُ اِحْتَرَقَتْ كُتُبُهُ فَكَانَ مَنْ جَاءَ بِشَيْءٍ  
قَرَأَ عَلَيْهِ حَتَّى نَوَّضَحَ اَحَدٌ حَدِيثًا وَجَاءَ بِهِ اِلَيْهِ  
قَرَأَهُ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطِيبُ هَلْ تَوَقَّعْنَا كَيْفَ رَوَايَتِهِ لِمَا هَلَهُ  
..... وقال مسعود عن الحاكم لو يقتضيه الكذب  
والحماحة ث من حفظهم بعد احتراق كتبه  
فأخطأ وقال الجوزجاني لا يوقف على حديثه  
ولا ينبغي ان يحتج به ولا يحتز به روايته -

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۴۷۲ تا ۴۷۸)

ترجمہ: امام بخاری حمیدی سے نقل کرتے ہیں کہ بچے ابن سعید ابن لہیعہ  
کو لاشی سمیٹتا تھا۔ اور ابن مدینی ابن ہدی سے ذکر کرتا ہے کہ ابن لہیعہ  
تھوڑی زیادہ کسی مقدار میں حدیث کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔  
محمدا بن شنی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن سے یہ دینا کہ اس نے کوئی حدیث  
ابن لہیعہ کو سنائی ہو۔ نعیم بن حماد کا قول ہے کہ ابن ہمدی نے فرمایا مجھے  
اس حدیث پر کوئی اعتبار نہیں جو ابن لہیعہ بیان کرتا ہو۔ ابن قتیبہ نے کہا  
کہ ابن لہیعہ کے سامنے کچھ ایسی روایات پڑھی جاتی تھیں جو اس کی روایت  
کردہ حدیث سے نہ ہوتیں۔ اسی وجہ سے ابن قتیبہ نے اس کی حدیث  
کو ضعیف قرار دیا ہے۔ صاحبی ابن صالح سے بیان کرتا ہے کہ ابن لہیعہ  
اگرچہ ثقہ تھا۔ لیکن ایک کمزوری یہ تھی کہ جب بھی کوئی روایت اس سے بیان  
کرتا تو بلا سچے سمجھے اگے بیان کر دیتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا کہ مجھے  
بشر ابن سری نے کہا کہ اگر تو ابن لہیعہ کو دیکھے۔ تو اس کی کسی روایت  
کو نہ لے۔ امام نسائی اپنے باپ سے ناقل کہ ابن لہیعہ کو انہوں نے

نقص نہیں کہا۔ ابن مسین نے ضعیف کہا۔ اور اس کی کسی حدیث سے حجت  
نہیں پکڑی جاسکتی۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ ابن خراش کا کہنا  
ہے کہ ابن لہیعہ مادریٹ کو لکھ لیا کرتا تھا۔ جب اس کی کتاب میں جمل لکھیں۔  
تو پھر جو کیا وہ کہہ دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی طرف سے بنا کر بھی حدیث بتا دیا  
کرتا تھا بخلیف نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کی روایات میں بکثرت مناکیر ہیں  
اس سے جو حدیثیں غلط طبع بیان ہوئیں۔ انہیں قبول نہ کیا جائے مسعود حاکم  
سے نقل کرتا ہے کہ ابن لہیعہ نے جھوٹ کا قہقہہ کر دیا۔ لیکن اپنی کتابیں  
جل جانے کے بعد اس نے اپنی یادداشت کے مطابق جو روایت کرنا چاہی کر  
دی۔ اس بناء پر اس میں خطا ہوئی۔

### لمحال فکر میرا:

یعنی اس روایت کی منزلت کہ جس سے محدث ہزاروی ایک جلیل القدر صحابی پر  
سود غور ہونے کی ہمت لگا رہا ہے۔ اس نے ایک راوی کا یہ حال کہ قبول ابن ہمدی اس سے  
قلیل و کثیر کسی طور پر بھی کوئی روایت ذکر کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اپنی کتابیں ضائع ہو جانے  
کے بعد یہ خیر ممتاز ہو گیا تھا۔ ایسے راوی کی روایت کس طرح حجت بننے کی صلاحیت  
رکھتی ہے۔ اور پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنا  
کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ یہی بات طحاوی شریف کے حاشیہ میں مرقوم ہے۔

### حاشیہ طحاوی شریف:

لَا يَتَوَقَّعُونَ عِبَادَةً وَهُوَ صَحَابِيٌّ جَلِيلٌ كَسَبَ أَكْثَرَ  
النَّبِیِّاتِ وَهِيَ كَبِيرَةٌ مِنَ الْكِبَرِ الْكَبَائِرِ إِلَى مَعَاوِيَةَ  
وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ الصَّحَابَةِ وَخِيَارِ هِمَّةٍ فَقَهَا شُهُرٍ  
مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ كُنْهُمْ عُدُولٌ مُجْتَبَدُونَ



عَلَى مَا قَالُوا - (طحاوی شریف جلد ۵ ص ۷۵)  
**ترجمہ:** یہ وہم ہرگز نہ کیا جائے کہ حضرت عبادہ ایسا جلیل القدر صحابی سزا جیسے  
 اکبر انکبار کے ہوا اس شخص کی طرف نسبت کرتا ہے۔ جو بزرگ، فقیہ اور بہترین صحابی  
 ہے۔ حالانکہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ مجتہد ہیں۔ جیسا کہ علماء کا ارشاد ہے۔

## طعن دوم کا جواب دوم

بصورت تسلیم اس حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ ہمارے صرف سونا کے مقابل میں دینار نہیں  
 تاکہ ایک جنس ہونے کی صورت میں زیادتی کو متذکرہ کہا جائے۔ فقہ حنفی میں ایک اصول  
 اسی بارے میں ہے۔ کہ اگر ہمارے سونا، موتی وغیرہ لگے ہوں۔ تو اس ہار کو ایسی چیز کے بدلہ  
 میں خریدنا جائز ہے جس کی قیمت سونا چاندی سے زائد نہ ہو۔ تاکہ سونے کے برابر سونا  
 اور لقیہ اشیاء کے لیے بھی کچھ عوض بن جائے۔ عنایہ میں اس کی وضاحت یوں ہے۔  
 عنایۃ شرح ہدایہ:

أَلَا تَوَلَّ أَنْ يَكُونَ وَزْنُ الْفِضَّةِ الْمَقْرَرَةِ أَنْ يَدَّ  
 وَزْنُ الْفِضَّةِ الَّتِي مَعَ غَيْرِهَا وَهُوَ جَائِزٌ  
 لِأَنَّهُ مَقْدَرٌ مَا يُقَابَلُهَا وَالْثَّابِتُ يُقَابَلُ الْغَيْرِ  
 فَلَا يُفَضِّلُ إِلَى الْبَرِّ جَوَابُ -

(عنایۃ شرح ہدایہ بر حاشیہ فتح القدیر جلد ۵  
 ص ۳۷۵ مطبوعہ مصر جدید)

**ترجمہ:** اول صورت یہ ہے کہ چاندی اکیلی کا وزن اس چاندی سے  
 زیادہ ہو جس کے ساتھ اور چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

کیونکہ چاندی کے مقابل میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائدان دوسری اشیاء  
 کے مقابل میں آجائے گا۔ لہذا سوز نہ بنے گا۔  
 مذکورہ حدیث میں چونکہ اس بات کی تصریح نہیں۔ کہ اس میں سونا۔ چھ سو دینار کے  
 وزن کے برابر تھا یا کم و بیش۔ اس لیے ممکن ہے۔ کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ  
 ہمارے لگے سونے کو چھ سو دینار سے زائد یا کم سمجھ کر اسے ربا قرار دیا ہو۔ اور  
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچا ہو۔ کہ ہمارے سونے کے بدلہ میں سونا اور زائد اشیاء کے  
 مقابل میں کچھ زائد رقم۔ اسی کی تائید میں طحاوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

### طحاوی شریف:

حدثنا ابن مَرْزُوق قال حدثنا ابو عاصم عن مبارک  
 عن الحسن أَنَّهُ كَانَ لَا يَزِي بِأَسَا أَنْ يَبَاَعَ السَّيْفَ الْمَقْضُ  
 بِالْأَهْرِ بِأَكْثَرِ مَقَارِفِهِ وَتَكُونُ الْفِضَّةُ وَالثَّيْتُ  
 بِالْفَضْلِ -

(طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۶ تا ۷۷ مطبوعہ بیروت)  
**ترجمہ:** ابن مَرْزُوق نے کہا کہ ہمیں ابو عاصم نے مبارک عن حسن سے یہ  
 روایت سنائی۔ کہ وہ (حسن) اس خرید و فروخت کو برا نہیں سمجھتے تھے  
 کہ کوئی شخص ایسی تلوار بھیجے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو اور اس کے بدلہ میں  
 اتنی رقم (دو درہم) سوا کرے۔ جو وزن میں اس سے زائد ہو۔ یہ جائز اس  
 لیے ہے۔ کہ چاندی کے بدلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائد درہم چاندی  
 کا معاوضہ بن جائیں گے۔ (لہذا سوز نہ بنے گا۔)



## طعن دوم کا جواب سوم

امام طحاوی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن الصامت کے مابین اختلاف کا پس منظر توں بیان کیا۔

طحاوی شریف :

حدثنا اسماعيل ابن يحيى المزني قال حدثنا محمد ابن ادريس قال اخبرنا عبد الوهاب بن عبد المجيد عن ايوب السختياني عن ابي قلابه عن ابي الاشعث قال كنا في غزاة علينا معاوية فاصبتا ذهبا وفضة فامر معاوية رجلا ان يبيعها الناس في عطيتا تهم قال فتنازع الناس فيها فقام عباد فنتاهم فردوها فاقى الرجل معاوية فشكى اليه فقام معاوية خليفا فقال ما بال رجال يحدون عن رسول الله احدث يكذبون فيها عليكم سمعها فقام عباد فقال والله لنحدثن عن رسول الله وان كره معاوية قال رسول الله لا يبيعوا الذهب بالذهب ولا الفضة بالفضة ولا البز بالبر ولا الشعير بالشعير ولا التمر بالتمر ولا الملح بالملاح الا سواء يسواؤا يدا سيد عينا يعين -

رطحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۷ باب الرجا

تجکنا

ابو الاشعث کہتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں تھے۔ اور امیر معاویہ ہمارے سردار تھے۔ ہمیں اس جنگ سے بہت ساسونا چاندی ملتا تھا کیا۔ امیر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں سے عطیات کے بدلے میں ان کے پاس یہ بیچا جائے اس میں لوگوں نے جھگڑا کھڑا کر دیا۔ پس حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور انہیں اس سے روک دیا۔ لوگوں نے سونا چاندی واپس کر دیا۔ وہی شخص امیر معاویہ کے پاس آیا۔ اور شکایت کی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اور وہ ان حدیثوں کو رسول اللہ کی کہہ کر آپ پر چھوٹ باندھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے وہ حدیثیں سنی تک نہیں ہوتیں۔ یہ سننے ہی حضرت عبادہ بن صامت کھڑے ہو گئے۔ اور بولے خدا کی قسم! ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کریں گے۔ اگرچہ معاویہ کو اچھا نہ لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، جو، جو کے بدلے۔ کھجوریں، کھجوروں کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر بیچے جائیں۔ اور دست بدست بیچے جائیں۔

توضیح :

اس وضاحت سے پس منظر یہ نظر آیا کہ دونوں صحابیوں کے نزدیک سونا چاندی وغیرہ مذکورہ اشیاء کا لین دین ضرور برابر برابر ہونا چاہیئے۔ ورنہ سود بن جائے گا۔ لیکن ممکن ہے دست بدست کی شرط حضرت عبادہ بن صامت کے نزدیک نہ ہو اور امیر معاویہ اس شرط کو نہ مانتے ہوں۔ اس اختلاف کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ



## الزام نمبر ۱۲

معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی ۹۹ جنگوں  
میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن سنت  
شہید کروائے

### جواب :

مذکورہ الزام میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ اول ۹۹ جنگیں اور دوم ایک لاکھ ستر ہزار  
حفاظ کی شہادت۔ عبارت بالائیں محدث ہزاروی نے زبانی جمع خروج سے کام لیا  
ہے۔ اور دونوں باتوں کا ثبوت کسی مستند حوالہ سے نہیں دیا۔ اسی لیے ایسے الزامات  
کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بہر حال حدود نبض کی پٹی چڑھ جانے کی وجہ سے محدث مذکور کو  
حقیقت حال ہرگز دکھائی نہ دے گی۔ بیک جنبش قلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کو باغی قرار دے کر ان تمام شہداء کا خون ان کے سر تقوٰیٰ کیا۔ جو مختلف لڑائیوں میں  
شہید کر دیئے گئے۔ لیکن ان لڑائیوں کی اصل وجہ اور جو کیا تھی؟ کاش اسے بھی بیان کیا  
جاسا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چالیس دن تک پانی بند رکھا گیا۔ اور پھر پانی بند  
کرنے والوں نے جس بے دردی سے انہیں شہید کر دیا۔ اور ان کے کفن و دفن تک  
غلل اندازیاں کیں۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انہی  
کارستانیوں کی وجہ سے جنگ جمل و صفین ہوئیں۔ ایسے عظیم المرتبت خلیفہ رسول کے

عبادہ بن صامت کے پاس ”دست بدست“ کی شرط حدیث سے ثابت ہوا اور امیر معاویہ  
نے جو حدیث سنی ہو اس میں ”ویدک بید“ کی قید نہ ہو۔ یا پھر دونوں نے اس صورت میں اپنے  
اپنے اجتہاد کو سامنے رکھا ہو۔

## قابل توجہ:

حضرت عبادہ بن الصامت کے ساتھ ابتدائیں امیر معاویہ کا اختلاف تو  
موجود ہے۔ لیکن جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک  
”دست بدست“ کی شرط ذکر فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے  
خاموشی منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قبل ازیں انہوں نے حضور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یہ الفاظ ”ویدک بید“ شائد نہ سنے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم  
ہوا کہ دونوں کے درمیان اصل اختلاف ہمارا اس کے معاوضہ میں چھ سو دینار دینے  
پر نہ تھا۔ بلکہ اس شرط کے ہونے اور نہ ہونے پر تھا۔

## فاعتبروا یا اولی الابصار



خون کے پیاسوں کا ذکر کر کے محدث ہزاروی نے بڑی انتہی کیا ہے۔ امیر معاویہ کی وفات پر سب و شتم سے پہلے ان وجوہات کا ذکر بھی ضروری ہونا چاہیے تھا جن کی وجہ سے معاملہ اس قدر خراب ہوا۔ لیکن سارا زور امیر معاویہ کو کافر و منافق کہنے پر صرف کیا گیا۔ قاتلانِ عثمان سے چُپ سا دھمے رکھی۔ شائد ان سے رشتہ داری تھی۔ اور ممکن کہ عقیدت میں وہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے امام ہوں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قاتلانِ عثمان نہ پاگئی ہیں۔ اور نہ ہی قتل عثمان میں ان کا کوئی جرم قصور ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ ان لوگوں نے یہ الزام قاتلینِ عثمان پر دھرنے کی بجائے حضرت امیر معاویہ پر دھردیا۔ محدث ہزاروی کے برعکس ان شہداء کی وجہ شہادت جو جلیل القدر صحابہ کرام نے بیان فرمائی۔ ذرا اسے ملاحظہ کریں۔

**ہزار ہا مسلمان شہداء کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابہ کی زبانی شیخ عبد اللہ بن سلام: طبقات ابن سعد:**

قال اخبرنا حماد بن العاصم قال اخبرنا حماد بن سلمة قال حدثني قتادة بن ابی الملیح عن عبد الله بن سلام قال ما قتل نبي قط الا قتل به سبعون ألفا من اُمتيه ولا قتل خليفة قط الا قتل به خمسة و ثلاثون ألفا۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

**ترجمہ:** (مذکورہ اسناد) جناب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب کبھی کسی پیغمبر کو قتل کیا گیا۔ تو اس کی امت میں سے ستر ہزار لوگ قتل کیے گئے۔ اور جب کبھی کسی خلیفہ کو قتل کیا گیا۔ تو اس کے بدلہ میں ۲۵ ہزار اشخاص کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

**توضیح:**

سیدنا عبد اللہ بن سلام آن صحابہ کرام میں سے ہیں جو عظیم المرتبت ہیں۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں جو لوگ شریک تھے۔ بعد میں شہید ہونے والوں کے بھی سر کر رہے تھے۔ لیکن ہزاروی کو اتنی جرأت کہاں کہ ان لوگوں کے نام لے۔ جنہوں نے جنگِ جمل اور صفین میں شرکت کی۔

**حذیفہ بن الیمان: طبقات ابن سعد:**

قال اخبرنا كثير بن هشام قال اخبرنا جعفر بن برقان قال حدثني العلاء بن عبد الله بن رافع عن ميمون بن مهران قال لما قتل عثمان قال حذيفة فسكروا وخلق بيدهم يعني عقده عشرة فتق في الاسلام فتق لا يبرق له جبل۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۰ ذکر نما قال صحابہ رسول اللہ علیہ السلام)

**ترجمہ:** (مذکورہ اسناد) جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ تو جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ نے انگلیوں کو اٹھوٹھے کے ساتھ ملا کر دائرہ بنا کر فرمایا۔ کہ اسلام میں اب اس طرح کا سوراخ پڑ گیا ہے جس کو پہاڑ بھی نہیں بند کر سکے گا۔

**توضیح:**

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ رازدارِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے شہادتِ عثمان کو ایسا رخ قرار دیا۔ جو کسی بڑے سے بڑے پہاڑ کے ڈالنے سے بھی پر نہ ہو سکے گا۔



مطلب یہ کہ آپ کے بعد میں اسی واقعہ پر لڑے جانے والی جنگوں میں یہی واقعہ کارفرما تھا۔

### قاضی ابی بکر بن عربی: العواصم من القواصم:

وفي اعتقادي الشخصي ان كل من قتل من المسلمين  
بايدى المسلمين منذ قتل عثمان فاقما اثمه على قتلة  
عثمان لا ثم ففتحوا باب الفتنة ولا لهم واصلوا  
تسعين نارهوا ولا لهم الدين او غروا صدى والمسلمين  
بعضهم على بعض فكما كافوا قتلة عثمان فاقلمهم  
كافوا القاتلين لكل من قتل بعده ومنهم عقار ومن  
هو افضل من عقار كطلحة والزبير الى ان انتهت  
قتلتهم بقتلهم عليا نفسه وقد كافوا من جندهم  
وفي الظائفة التي كان قائما عليها.

العواصم من القواصم ص ۱۷۰ مطبوعه بيروت  
طبع جديد

ترجمہ: میرے ذاتی اعتقاد کے مطابق یہ بات ہے کہ حضرت عثمان غنی  
رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں  
دناحق قتل کیے گئے۔ ان تمام قاتلوں کا مجموعی گناہ حضرت عثمان کے قاتلوں  
پر بھی ہوگا۔ کیونکہ اس فتنہ کے دروازے کو انہوں نے سب سے پہلے  
کھولا۔ اور اس فتنہ کی آگ سب سے پہلے انہوں نے جلائی۔ اور انہوں نے  
مسلمانوں کے درمیان بغض و حسد کی ابتدا کی۔ تو جب وہ عثمان غنی کے  
قاتل ٹھہرے تو پھر ان کے بعد تمام قتل ہونے والوں کے بھی وہ قاتل قرار

پائیں گے۔ ان میں سے حضرت عمار اور ان سے بھی بہتر جیسا کہ طلحہ اور زبیر  
بھی تھے۔ یہی فتنہ چلتے چلتے حضرت علی المرتضیٰ کے قتل تک اُن پہنچا۔ حالانکہ  
یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شکر میں تھے۔ اور ان پر آپ  
نگران بھی تھے۔

### ملحہ فکریہ:

مذکورہ عبارات میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے باہم قتل و غارت  
کے بانی وہ لوگ تھے جو قتل عثمان غنی میں شریک تھے۔ انہی لوگوں کی بنا پر امیر  
افراق و اختلاف کا شکار ہوئی۔ اور بہت سی لڑائیاں اسی بنیاد پر ہوئیں۔ حضرت  
عثمان غنی کے قاتلوں کے بارے میں حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر اور عمر بن العاص وغیرہ  
صحابہ کرام کا مطالبہ یہ تھا کہ ان سے غلیفہ وقت فوراً قصاص لے۔ لیکن غلیفہ وقت  
حضرت علی المرتضیٰ نے بطور سیاست کچھ تاخیر بہتر سمجھی۔ دونوں طرف سے اختلاف  
وسیع ہوا گیا۔ حتیٰ کہ جنگ جمل اور پھر دوحہ الجندل کے فیصلہ پر عدم اتفاق کی وجہ سے  
باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اگر قتل عثمان غنی نہ ہوتا۔ تو یہ اختلاف بھی رونما نہ ہوتا۔ اور نہ ہی باہم  
مقاتلہ و مقابلہ کی فضا قائم ہوتی۔ ان تمام خرابیوں اور نقصانات کی ابتداء قاتلان عثمان  
بنے۔ اس لیے بعد میں اختلاف کی بھینٹ چڑھنے والے صحابہ و تابعین انہیں کے کھاتے  
پڑیں گے۔ ذکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے قاتل قرار پائیں گے۔ ان حالات میں  
محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو مورد الزام ٹھہرانا اور قاتلان عثمان  
سے چشم پوشی کرنا ناجائز و ناجائز نہیں۔ تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہ۔ سیدہ عائشہ صدیقہ  
طلحہ اور زبیر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمالات جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے  
انہیں پیش نظر رکھ کر اور محدث ہزاروی کے ”تبرکات“ کو دیکھیں۔ تو معاملہ الٹ ہی نظر آئے گا  
اللہ تعالیٰ تعصب کی بٹی اُتار کر حق دیکھنے اور سمجھنے کی ہدایت عطا کرے۔ آمین۔



## الزام نمبر ۱۵

امیر معاویہؓ نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے

تیل میں ڈال دیا

دین اسلام سے پہلے باطنی معاویہ نے افضل الامحاب صدیق اکبر کے حافظ قرآنؓ سنت فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گدھے کی کھال میں تیل ڈال کر جلوا دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے جو مومن کو عمدتاً قتل کرے فَجَزَاءُہُ جَلْدٌ مِّمَّ خَالِدٍ اَفْنِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعْنَةُہُ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝۹۳۔

قرائے کی جگہ جہنم ہے ہمیشہ اُسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے۔ اور لعنت اللہ کی اور اس نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ مٹا نے نہ یہ پڑھتے ہیں۔ اور نہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عمدتاً قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن اضافہ ہمارے قتل کئے اور کرائے۔ اس پر جو مٹا نے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں صاف معلوم ہوا کہ ایسے باطنی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن کے ساتھ مخالفت اور کفر و جہالت

ہے۔ اور اس کے متعلق جن لوگوں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اور رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کے ہم مسلک مٹانے کا فرو مرتد و زندیق ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے رسول اللہؐ کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ زبان کی امامت جائز و درست و تدریس۔ ان کی عزت کے طلاق ہو گئی۔ کتاب الخراج مذہب سنی حنفی اور حنابلہ کا ساتھ دے وہ بھی انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ یَسْئَلْهُمْ عَنْ مِّنْکُمْ فَلَاکَ مِنْهُمْ۔ وَلَا تَرْکَبُوا اِلٰی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَلَا تُقْبَلُ بَعْدَ الَّذِیْ ظَلَمَ مَعَ الْقَتْلِ الظَّالِمِیْنَ کِحِصَامِ الْحَرَمِیْنِ صَوَامِہُمْ (ان ظالموں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ کا فیصلہ تسلیم کیا۔) (ایم حم نواز میا زالی۔ ایم اللہ تہ۔ ایم ظہور الہی)

جواب اقول:

الزام بالا کی روح دراصل یہ ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے والی جناب محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا اگر گدھے کی کھال میں ڈال کر جلوا دیا تھا۔ اس قتل ناحق کی وجہ سے قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق ابدی جہنمی ہو گئے۔ یہ ایک قتل نہیں بلکہ ہزاروں ایسے قتل کرنے پر لوگ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شرانے نہیں بچے واقعہ قتل کئی ایک کتابوں میں موجود ہے لیکن محض کسی کتاب میں کسی واقعہ کے درج ہونے سے اس کی صحت نہیں ہو جایا کرتی کیونکہ تاریخی واقعات میں بہت سے ایسے واقعات درج ہیں جو تحقیق کے میدان میں صحیح نہیں ہیں یہی وجہ تھی۔ کہ حافظ ابن کثیر ایسا اعلیٰ پایا کا ناقد واقعات کو بلا لکھنے کے بعد یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ میں نے یہ واقعات صرف اس لیے لکھے۔ کیونکہ طبری میں موجود تھے حالانکہ مجھے ان سے اتفاق نہیں۔ اب مذکورہ واقعہ قتل کی طرف ایسے مختلف کتابوں میں صرف واقعہ مذکور ہے۔ لیکن سند کا نام و نشان نہیں۔ ہاں صاحب طبری نے اس کی سند ذکر کی ہے سند ہی کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کیا کرتی ہے۔ طبری کی سند میں سب پہلا



راوی لوط بن یکبے ہے۔ کہ جس کے ذریعہ یہ واقعہ دوسرے لوگوں تک پہنچا۔ اس اولین راوی کے بارے میں درج ذیل کلمات ملاحظہ ہوں۔

### میزان الاعتدال:

لوط بن یحییٰ ابو مخنف اعجازی تالیف لا یوثق بہ ترکہ ابو حاتم وغیرہ وقال ابن معین لیس بثقة وقال ابن عدی شیعہ متحرق۔

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۶ حرف اللام مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابو مخنف لوط بن یکبے قصہ کہانیاں بیان کرنے والا راوی ہے۔ ادھر ادھر کی جوڑ لیتا ہے۔ قابل وثوق نہیں ہے۔ ابو حاتم وغیرہ نے اسے ترک کر دیا۔ اور اسے ضعیف کہا۔ ابن معین اس کے ثقہ ہونے کی نفی کرتا ہے۔ اور مرہ نے بھی "لیس بثقی" کہا ابن عدی کے قول کے مطابق یہ جلعنہ والا شیعہ تھا۔

### نوٹ:

دوسرا راوی محمد بن ابی یوسف بن ثابت ہے۔ جس کا کتب اسناد الرجال میں کوئی نام و نشان نہیں۔ تیسرا ابو جعفر طبری کے بقول کوئی اہل مدینہ میں سے ہے۔ جس کا نام مذکور نہیں۔ اسی بنا پر یہ دونوں راوی مجہول ہوئے۔ تو جس روایت کا ایک راوی منہ جلا شیعہ و مجہول الحال ہوں۔ وہ محدث ہزاروی کے میزان علم پر پوری اتاری۔ اور اس کے بہار سے ایک جلیل القدر صحابی کو دوزخ کی راہ داری عطا کر دی۔ نہ خوف خدا نہ شرم نبی۔

علاوہ ازیں خود صاحب تاریخ طبری میں شیعیت پائی جاتی ہے جس کی تائید کتب اہنت کے علاوہ کتب اہل تشیع بھی کرتی ہیں۔ تصنیف کرنے والا شیعہ، اصل راوی منہ کالا رافضی اور دو راوی مجہول الحال تو ان کے ذریعہ ملنے والی روایت کو وجہ الزام بنایا جا رہا ہے۔ واقعی محدث ہزاروی نے "محدث" ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

### جواب دوم:

الزام مذکور ایک نو سند کے اعتبار سے ناقابلِ حجت ہے جس کی وضاحت جواب اول میں گزر چکی ہے۔ اب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر کے قتل ہونے یا قتل کروانے اور پھر ان کی نعش کو گدھے کی کھال میں ڈال کر جلانے کی طرف ہم آتے ہیں۔ اول تو ہم اس واقعہ کو من وعن تسلیم نہیں کرتے۔ جس کی وجہ جواب اول میں گزر چکی ہے۔ مگر بالقرض ایسا ہی ہوا۔ تو آخر بیٹھے بٹھائے یک لخت ایسا نہیں ہوا ہو گا۔ بلکہ اس کا کوئی پس منظر ہو گا۔ ایسی حالت کے کچھ اسباب ہوں گے ذرا پس منظر ملاحظہ ہو جائے۔



## محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی کے قتل کے بارے میں قتل کیا گیا

### عثمان غنیؓ کی شہادت مختصر خاکہ

روایت اول : طبقات ابن سعد  
قال أخبرنا محمد بن عمر حدثني  
عبد الرحمن بن عبد العزيز عن عبد الرحمن  
بن محمد بن عبد الله محمد بن أبي بكر تسمو  
على عثمان من دار عمرو بن حزم ومعه كنانة  
بن بشر بن عتاب وسودان بن حمران وهملو  
بن الحنف فوجدوا عثمان عند امرأته نائلاً  
وهو يقرأ في المصحف سورة البقرة فتقدمهم  
محمد بن أبي بكر فأخذ يلحى فتقدمهم عثمان فقال فقد  
أخبرك الله يا لعشلى فقال عثمان لست ببعشلى  
ولكن عبد الله وأبى المطلبين فقال محمد ما  
أعنى عنك معاوية وفلان وفلان فقال عثمان

يا ابن أمي دع عنك لحيي فما كان أبوك ليقيص على  
ما قبضت عليه فقال محمد ما  
أشد من قبضتي على لحيي فقال عثمان استنصر الله  
عليك واستعين بهم ثم طعن جبينه بمشقة في يده  
ورفع كنانة ابن بشير بن عتاب مشاً قص كانت في  
يده فوجيء بها في أصل أذن عثمان فمضت حتى دخلت  
في حلقه ثم علاه بالسيف حتى قتله

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۷۲ باب ذکر قتل عثمان  
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ : راوی بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن حزم کے گھر سے دیوار چاند کر عثمان  
ابن بکر حضرت عثمان کے گھر داخل ہوئے۔ اور ان کے ساتھ کنانہ بن بشر  
بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحنف تین آدمی اور بھی تھے۔ جب  
داخل ہوئے تو حضرت عثمان کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے اہلیہ نائکہ کے پاس بیٹھے  
قرآن کریم سے سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان حملہ آوروں میں  
سے محمد بن ابی بکر اگے بڑھا اور جناب عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور  
کہنے لگا۔ اے لعشلی! اللہ تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ میں  
لعشلی نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور مومنوں کا امیر ہوں۔ پس کہ محمد بن ابی بکر بولا  
اے عثمان! تمہیں معاویہ فلاں فلاں نے کیا فائدہ دیا۔ حضرت عثمان بولے  
برادر زادے! میری داڑھی چھوڑ دے۔ یہ جرات تو تیرا باپ ابو بکر بھی  
دکھ سکتا تھا جس کا مظاہرہ آج تو نے کیا۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ داڑھی پکڑنے  
سے تو کہیں بڑھ کر ایک کام کرنے کا ارادہ ہے۔ دینی قتل کرنے کا حضرت عثمان



نے استغفر اللہ کی۔ اور اس سے طلبِ مدد کی۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر نے ہاتھ میں پکڑی قینچی سے عثمان غنی کی پیشانی زخمی کر دی۔ اور کنانہ بن بشیر نے ان قینچوں سے آپ کو زخمی کرنا شروع کر دیا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ آپ کے کان کی جڑ پر زخم لگائے۔ جو حلق تک اتر گئے۔ پھر تلوار لے کر آپ پر حملہ آور ہوا۔ پھر اس وقت چھوڑا جب آپ قتل (شہید) ہو گئے۔

### روایت دوم: البدایہ والنہایہ،

وَرَوَى الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرَ أَنَّ عُثْمَانَ لَمَّا عَزَمَ عَلَى أَهْلِ الدَّارِ فِي الْأَفْصَافِ وَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُ سِوَى أَهْلِهِ تَسَرَّعُوا عَلَيْهِ الدَّارَ وَأَخْرَقُوا الْبَابَ وَدَخَلُوا عَلَيْهِمْ وَلَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا أَبْنَاؤُهُمْ وَلَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَبَقَهُ بَعْدُ لَهُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى حَشَشَ عَلَيْهِ وَصَاحَ الْقِسْوَةُ فَا نَزَعُوا وَافْتَرَحُوا وَدَخَلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّهُ قَدْ قُتِلَ فَكَلَّمَا رَأَاهُ قَدْ أَفَاقَ قَالَ عَلَى آتِي دِينِ أَنْتَ يَا لَعَنُشْ؟ قَالَ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ وَلَسْتُ بِلَعَنُشٍ وَالْكُفَى أُمِّيَّةُ الْمُؤْمِنِينَ حَقَّقَ لَعَنُشٌ رِكَابَ اللَّهِ فَقَالَ كِتَابُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ وَاحِدٌ بِدِيحِيَّتِهِ وَقَالَ إِنْ أَلَا يُقْبَلُ مِنَّا لَيْدَمُ الْبَيَّامَةِ أَنْ نَقُولَ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكَذَبَرْنَا فَاسْأَلُوا النَّاسَ بِالسَّيْلِ وَسَطَّحَهُ بِسَيْدِهِ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى بَيْتِ الدَّارِ وَهُوَ يَقُولُ يَا ابْنَ أَخِي مَا كُنْتَ

أَيُّوْنَا لِيَا خُذْ بِدِيحِيَّتِي۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۸۵ ذکر صفۃ قتله رضی اللہ عنہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: حافظ ابن عساکر نے روایت بیان کی۔ کہ جب حضرت عثمان نے اپنے گھر رہنے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ کے ساتھ صرف آپ کی اہلیہ رہ گئی۔ تو کچھ لوگ دیوار پھانڈ کر آپ کے گھر داخل ہوئے۔ دروازے ہلا دیئے۔ ان حملہ آوروں میں صحابہ کرام اور ان کی اولاد میں سے ماسوا محمد بن ابی بکر کے اور کوئی نہ تھا۔ پھر ان حملہ آوروں میں سے بعض نے آپ کو اتنا زد و کوب کیا۔ کہ آپ پر زخمی طاری ہو گئی۔ عورتوں نے شور مچایا۔ جس پر یہ لوگ تھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں محمد بن ابی بکر آیا۔ اس کا خیال تھا کہ عثمان غنی فوت ہو چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی انہیں اتفاق تھا کہ کہنے لگا۔ اے لعش! تم کس دین پر ہو؟ فرمایا دینِ اسلام پر ہوں۔ میں لعش نہیں ہوں۔ بلکہ مومنوں کا امیر ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ تم نے کتاب اللہ کو تبدیل کر دیا ہے۔ فرمایا۔ اللہ کی کتاب میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ (یعنی اس بات کا فیصلہ اللہ کے سپرد) یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگا۔ کہ اگر کل قیامت کو ہم یہ کہیں۔ اے اللہ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی انہوں نے ہمیں مراد مستقیم سے بہکا دیا۔ تو ہمارا یہ بہانہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ پھر اس نے آپ کو کمرے سے نکال کر حویلی کے دروازے تک گھسیٹا۔ اس دوران عثمان غنی یہ کہہ رہے تھے۔ بھتیجے! تیرا باپ بھی میری داڑھی پکڑنے کی جرأت نہ کرنا اگر زندہ ہوتا)



## روایت سوم: ازالۃ الخفاء:

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي ثَلَاثَةِ عَشَرَ حَتَّى  
إِنَّمَا إِلَى عُثْمَانَ فَأَخَذَ يُلْحِقِيهِ فَقَالَ بِيَا حَتَّى  
سَمِعْتُ وَفَجَّ أَصْرًا مَسِيءًا وَقَالَ مَا أَخْنَى عَنْكَ مَعَاوِيَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَخْنَى عَنْكَ ابْنُ عَامِرٍ مَا أَخْنَى عَنْكَ  
كُتَيْبُكَ فَقَالَ أَرْسِلْ لِي لِيُعَيِّنِي يَا ابْنَ أَخِي أَرْسِلْ لِي  
لِيُعَيِّنِي يَا ابْنَ أَخِي قَالَ نَارَ آيَتِهِ اسْتَعْدَى رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ  
يُعَيِّنُهُ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ حَتَّى وَجَّاهُ فِي رَأْسِهِ  
فَاسْتَبْتَهُ قَالَ تَقَرَّرَ مَرَّتَيْنِ وَخَلَّوْا عَلَيْهِ حَتَّى  
قَتَلُوهُ۔

ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۶۱۔ ذکر شہادت عثمان  
غنی۔ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (جو عثمان غنی پر حملہ آور تھے)  
یہاں تک کہ جب محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان غنی کے پاس پہنچا۔ تو  
ان کی داڑھی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پکڑ کر خوب جھنجھوڑا یہاں تک  
کہ حضرت عثمان کے دانت آپس میں بجنے لگے۔ اور محمد بن ابی بکر  
نے کہا۔ اے عثمان! نہ معاویہ تمہارے کوئی کام آیا اور نہ ابن عامر  
اور نہ ہی تمہارے رقعہ جات کچھ کام آئے۔ یہ سن کر عثمان غنی نے کہا  
بیشیہ! میری داڑھی چھوڑ دے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا

محمد بن بکر نے ایک مخصوص شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اس نے قبضہ  
سے عثمان غنی پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ اور سر میں چبھا چھوڑا کہ باہر گیا۔ پھر  
دوسرے حملہ آور اندر آئے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ  
کو قتل (شہید) کر دیا۔

## روایت چہارم: الاستیعاب:

وَكَانَ وَمِنْ حَضَرَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَقِيلَ إِنَّهُ شَانَكَ  
فِي دَمِهِ وَقَدْ نَفَى جَمَاعَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْخَلْبِ  
أَنَّهُ شَارِكٌ فِي دَمِهِ وَأَنَّهُ لَقَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ لَوْرَاكَ  
أَبْرُكَ لَمْ يَرِضْ هَذَا الْمَقَامَ مِنْكَ خَرَجَ مَعَهُ وَتَرَكَهُ  
فَتَقَرَّرَ خَلَّيْكَ مِنْ قَتْلِكَ وَقِيلَ إِنَّهُ أَشَارَ عَلَى مَنْ كَانَ  
مَعَهُ فَتَقَتَلُوهُ۔

الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ فی تمییز الصحابة  
جلد ۳ ص ۳۹۹۔ شرح المصنف۔ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جو قتل عثمان کے وقت موجود تھے۔  
اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ ان کی خورجری میں بھی شریک تھا۔ اہل علم و خبر  
کی ایک جماعت کا کہنا ہے۔ کہ محمد بن ابی بکر عثمان غنی کے قتل کرنے میں  
شریک تھا۔ اور جب حضرت عثمان غنی نے اسے یہ کہا۔ کہ اگر تیرا باپ  
(ابو بکر) آج تجھے اس حالت میں دیکھ پاتا تو وہ قطعاً خوش نہ ہوتا  
یہ سن کر محمد بن ابی بکر وہاں سے نکل گیا۔ اور عثمان غنی کا پیچھا چھوڑ دیا



پھر وہ لوگ اندر آ گئے۔ جنہوں نے عثمان غنی کو شہید کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن ابی بکر کے اشارے پر لوگوں نے عثمان غنی کو قتل کیا۔

لہذا فکریہ:

محمد بن ابی بکر کا قتل عثمان کے موقع پر موجود ہونا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، بلکہ اندر داخل ہونے کے بعد عثمان غنی کی داڑھی پکڑنے والا، انہیں نیشل کر کے غلاب کرنے والا، انہیں زخمی کرنے والا، اور ان کے قتل میں خوش ہونے والا یہ باتیں ہر تاریخ کی کتاب سے ثابت ہیں۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس نے بنفس نفیس قتل کرنے میں حصہ لیا یا دیا۔ لہذا قتل عثمان سے محمد بن ابی بکر کو بالکل بری ثابت کرنے والا کذاب ہے۔ اور ان افعال میں محمد بن ابی بکر کو یہ قصور اور غیر مجرم قرار دینا پہلے درجے کی حماقت ہے۔ ایک طرف محمد بن ابی بکر کا تاریکی کر دار اور دوسری طرف امیر معاویہ کے متعلق یہ حقیقت کہ انہوں نے محمد بن ابی بکر کو ذر ذر تک ہو کر قتل کیا۔ اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی توہین آمیز سلوک کیا۔ ان دونوں کرداروں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر محمد بن ابی بکر کے بارے میں محدث ہزاروی کی زبان گنگ ہے، تو پھر امیر معاویہ کے بارے میں زیادہ خاموشی ہونی چاہیے تھی۔ اور اگر ایک اور پہلو دیکھا جائے تو بات اور بھی واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ وہ یہ کہ ایک طرف قتل ہونے والے عثمان غنی ہیں۔ اور دوسری طرف محمد بن ابی بکر ہے۔ عثمان غنی کے کردار کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ تاکہ ایسے عظیم کردار کے حامل شخص کے قتل میں شریک یا معاون اور گستاخ کی جرات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

ۛ

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کی نظر میں

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْضُورًا سَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا غَنِيَّ مَرْحَبًا يَا غَنِيَّ أَفَدَأَحَدُكُمْ مَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ قُلْتُ بَلَى قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْحُجَّةِ وَإِذَا خَوَّضَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ حَصْرُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ عَطَشُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَادَ لِي دَلْوًا مِنْ مَاءٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوَيْتُ فَإِنِّي لَأَجِدُ بَرْدًا بَيْنَ كَتِفَيَّ وَبَيْنَ شَدِّي يَقُولُ قَالَ إِنَّ شَيْئًا قَصُرْتُ عَلَيْهِمْ وَإِنْ شِئْتُ أَقْصَرْتُ عَنْهُمْ نَافَقًا فَقَاخُثَرْتُ أَوْ أَقْصَرْتُ عَنْهُمْ فَقُتِلْتُ فِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ. خرج البوالخير العاكي التزويجي رياض النضره جلد سوم ص ۷۷ ذکر رویا النبی۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید



ترجیحاً: عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ میں عثمان غنی کے پاس حاضر ہوا۔ جب آپ کا معاویہ کیا گیا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اخی فرمایا۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے آج رات کا خواب نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور۔ فرمائے گئے۔ رات میں نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھڑکی میں زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے تمہیں محصور کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پیاس لگی ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے پانی کا ایک ڈول میری طرف بڑھایا میں نے پیا۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گیا۔ اس کے پینے کے بعد میں اب تک اپنے کندھوں اور پستان کے درمیان ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کروں! اور اگر تمہاری خواہش ہو کہ روزہ ہمارے ہاں اگر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! میں یہی پسند کرتا ہوں۔ کہ روزہ آپ کے ہاں اگر افطار کروں۔ اس خواب کے بعد عثمان غنی کو اسی دن شہید کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا حَقَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي حَلَقَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكَنْدِيِّ قَالَ نَامَ عُثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْجُمُعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ الْمَدِينَةَ لَحَمَدْتُكُمْ حَيْثُ قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثَنَا

أَصْلَحَكَ اللَّهُ فَاسْتَأْنَى عَلَى مَا يَقُولُ النَّاسُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي هَذَا فَقَالَ إِنَّكَ شَاهِدٌ فِينَا الْجُمُعَةَ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۷۵، ذکر قتل عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجیحاً: (بعض اسناد اکثیر بن الصلت کنندی بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن آپ نے خواب دیکھا۔ بیدار ہونے پر فرمایا۔ اگر لوگوں کی طرف سے اس قول کا مجھے فخر نہ ہوتا۔ کہ عثمان غنی قتل ہونا چاہتا تھا تو میں تمہیں خواب بیان کر دیتا۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ بیان کر دیجئے۔ ہم ایسی باتیں نہیں کرنے والے جو دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ اس پر عثمان غنی نے کہا۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے۔ اے عثمان! تو جمعہ میں ہمارے ساتھ حاضر و شریک ہو گا (یعنی جمعہ کے وقت تیری شہادت ہو چکی ہو گی۔)

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي حَلَقَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكَنْدِيِّ قَالَ نَامَ عُثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْجُمُعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ الْمَدِينَةَ لَحَمَدْتُكُمْ حَيْثُ قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثَنَا



أَفْطَرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ أَوْ فَالَوْ إِنْكَ تَقْطِرُ عِنْدَنَا  
الَّيْلَةَ۔

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۵، ذکر فضل عثمان  
(مطبوعہ، بیروت)

ترجمہ: حضرت عثمان غنیؓ کی زور بیان کرتی ہیں کہ عثمان غنیؓ سوکر  
اُٹھے تو کہنے لگے۔ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں  
ہو سکتا۔ یا امیر المؤمنین! کہنے لگے میں نے خواب میں رسول اللہ، ابوبکرؓ  
اور عمرؓ کو دیکھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ آج رات افطار ہمارے پاس کرنی  
ہوگی۔ یا فرمایا کہ تم آج افطار ہمارے پاس کرو گے۔

ازالة الخفاء:

عن ابن عمر رضي الله عنه ان عثمان ان أصبح فعدت  
فقال افي رايك النبي صلى الله عليه وسلم في المنام  
اللييلة فقال يا عثمان افطر عندنا فاصبح  
عثمان صائما فقتل من يومه رضي الله عنه اخرجه  
العاصم۔ وعن ابن عباس قال كنت قاعدا عند النبي  
صلى الله عليه وسلم اذا قبل عثمان بن عفان رضي الله عنه  
فلما دنا منه قال يا عثمان تقتل وانت تقرأ سورة  
البقرة فتلع قطر من دمك على فسيكفيكم الله  
يعبطك أهل المشرق وأهل المغرب وتشفع  
في سعد وبيعة ومضر وتبعت يوم القيامة

امیر المؤمنین علیؑ کی نقل منقول۔ از الزلفاج ۴ ص ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت  
عثمان غنیؓ صبح اُٹھے۔ اور بیان فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے عثمان!  
آج ہمارے ہاں افطار کرنا۔ صبح عثمان غنیؓ نے روزہ رکھ لیا۔ اور پھر  
اسی دن آپ قتل کر دیئے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ اچانک عثمان  
بن عفان اُٹکے۔ جب اور قریب آگئے۔ تو حضور نے فرمایا۔ اے  
عثمان! تو تلاوت کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون  
کے قطرے سورۃ البقرہ کی آیت کُتِبَ عَلَيْكُمُ اللَّهُ بِرِغَابٍ  
اہل مشرق و اہل مغرب تم پر رشک کریں گے۔ ربیعہ اور مضر کے افراد  
کی تعداد برابر تیری شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے۔ اور تو  
قیامت کے دن ہر ذلیل پر امیر المؤمنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔

(اخرجه الحاكم)

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ بات سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ کی شہادت  
اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور و محبوب تھی۔ اور ان کی شہادت  
در اصل بارگاہ رسالت میں حاضری کے مترادف تھی۔ مغرب و مشرق میں ان  
کی شہادت اپنی مثال آپ تھی۔ اسی منصب کی وجہ سے بے شمار لوگ ان  
کی شفاعت کی وجہ سے جنت جائیں گے۔ ایسے فضائل و مناقب کے ہوتے  
ہوئے ان کا قتل کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اور ان کے قاتل کوئی معمولی مجرم نہ تھے  
یہ تو تھے ان کے قاتل ہونے سے پہلے کے کچھ واقعات اب چند ایسے اقوال



بھی پیش خدمت ہیں۔ جو آپ کی شہادت کے متعلق حضرات صحابہ کرام کی زبان حق سے نکلے۔

**عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر جلیل القدر صحابہ کے دیکھ بھریے تو ان**  
**طبیقات ابن سعد:**

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَجْمَعَ النَّاسُ عَلَى قَتْلِ  
عُثْمَانَ لَمْ يَمُوتْ إِلَّا بِالْجَبَّارَةِ كَمَا رَوَى قَوْمٌ لَوْ  
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ لَمْ يَطْلُبِ النَّاسُ يَدَ عُمَانَ  
لَمْ يَمُوتْ إِلَّا الْجَبَّارَةَ مِنَ السَّمَاءِ۔ (طبقات ابن سعد  
جلد سوم ص ۸۰)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اگر  
تمام لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک نہ  
جاتے۔ تو ان سب پر اس طرح پتھر برستے جس طرح قوم لوط پر  
برساتے گئے۔..... ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں  
کہ اگر لوگ حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ (قصاص) نہ کرتے۔ تو  
آسمانوں سے ان پر پتھر برستے۔

۲: **قول حمید الساعدی رضی اللہ عنہ**

**طبیقات ابن سعد:**

قَالَ أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ  
وَكَانَ مِنْ شَهِدَائِهِ ۱۔ أَلْفَمَرَانٌ لَكَ عَلَيَّ

أَلَا أَفْعَلَ كَذَا وَلَا أَفْعَلَ كَذَا وَلَا أَضْعَكَ حَقِّي  
أَلْفَاك۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۱) ذکر اقبال (صحابہ رسول اللہ علیہ السلام)  
**ترجمہ:** ابو حمید الساعدی نے قتل عثمان غنی کے موقع پر کہا۔ آپ بدری  
 صحابہ میں سے ہیں۔ اے اللہ! تیری خاطر میں اپنے اوپر غلاں غلاں  
 کام کرنے کو منع کر رہا ہوں۔ اور یہ بھی عہد کرتا ہوں۔ کہ مرنے تک منہ  
 نہیں کر دوں گا۔

(۳) **تاریخ طبری:**

قَالَ وَرَأَيْتُ إِذِي تَرَكْتُ قَوْمًا لَا يَرْضُونَ إِلَّا بِالْقَوَدِ  
قَالَ وَمَنْ قَالَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِكَ وَتَرَكْتَ سِتِّينَ أَلْفَ  
شَيْخٍ يَبْكِي تَحْتَ قَيْصِ عُمَانَ وَهُوَ مَذْصُوبٌ  
لَهُمْ قَدْ أَلْبَسُوا مَنِيرَ دِمَشْقٍ فَقَالَ وَمَتَى يَطْلُبُونَ  
دَمَ عُمَانَ أَلَسْتُ مَوْثُورًا كَثِيرَةً عُمَانَ أَلَلَهُوْ  
إِلَى أَبْرَارٍ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُمَانَ۔

(تاریخ طبری جلد سوم جزء ۵ ص ۱۶۳ مطبوعہ  
 بیروت جدید)

**ترجمہ:** (جب حضرت علی المرتضیٰ نے ایک شخص ملک شام بھیجا۔ تاکہ  
 وہاں کے حالات کا پتہ چلے۔ یہ آدمی واپس آیا۔ اور آپ کو حالات  
 بتاتے ہوئے کہا) میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم چھوڑ آیا ہوں۔ جو  
 عثمان غنی کے خون کا قصاص لینے سے کم کسی بات پر راضی نہیں۔ پوچھا  
 وہ قصاص کا مطالبہ کس سے کرتے ہیں۔ کہا۔ آپ سے۔ مزید کہا۔ کہ



میں نے شام میں ساٹھ ہزار بزرگ حضرات دیکھے جو عثمان غنی کی قمیص کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ وہ قمیص دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر رکھی ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ وہ مجھ سے بھلا یہ مطالبہ قصاص کیوں کرتے ہیں۔ کیا میں ان کے معاملہ میں عثمان کی طرح پریشان نہ ہوا تھا۔ پھر دعا مانگتے ہوئے کہا۔ اے اللہ! میں عثمان غنی کے خون سے تیری بارگاہ میں برکت کرنا ہوں۔

۴۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن سعيد بن زيد قال لو أن أحد أنقض لذي صنع عثمونه بعثمان لكان محقوقاً أن يقتل

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۱ ذکر استعظامہم قتلہ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: سعید بن زید کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی بد اعمالی پر اہل بیت ان کی پیٹھ پر آپڑے۔ تو بجا ہے۔ جنہوں نے عثمان غنی کے قتل میں شرکت کی۔

۵۔ طاؤس رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن طاؤس رضي الله عنه قال له رجل ما آيت

أحدًا أجزأ على الله من فلان قال إنك لمر تر قاتل عثمان - أخرجه البخاري.

ترجمہ: حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا۔ میں نے فلاں آدمی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر حرارت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ تو نے حضرت عثمان غنی کے قاتل نہ دیکھے۔ (وہ حرارت میں اس فلاں سے کہیں بڑھے ہوئے تھے)

۶۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن عبد الله بن سلام قال لقد فتح الناس على أنفسهم بقتل عثمان باب فئنة لا يغلق عنهم إلى قيام الساعة.

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۱ ذکر استعظامہم قتلہ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی کو قتل کر کے لوگوں نے قیامت تک کے لیے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول دیا۔ جو کبھی بند نہ ہو گا۔

۷۔ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

ازالة الخفاء:

روى عن حماد بن سلمة أنه كان يقول كان عثمان



أَفْضَلُهُمْ مِنْهُ يَوْمَ وَكَانَ يَوْمَ قَتَلُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَوْمَ وَكَانَ يَوْمَ -

ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۸۸ مطبوعہ آرام باغ (کراچی)

ترجمہ: محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عثمان غنی اُن لوگوں میں افضل تھے جن میں سے آپ کو طیف بنا گیا۔ اور جس دن انہیں قتل کر دیا۔ اس دن وہ اور بھی زیادہ افضل تھے

## اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ

### ازالۃ الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ السَّيِّدِ الْمُجْتَبَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى أَنَّهُ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ رَأَيْتُمْ أَبَا بَكْرٍ فِي مَنْامِيٍّ عَجَبًا رَأَيْتُمُ الرَّبَّ تَعَالَى فَتَوَقَّعْتُمْ شَيْئًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ مِثْلَهُ قَائِمَةً مِنْ قَوَائِمِ الْعُرْشِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكَبِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ تَوَجَّاهُ عَمْرُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكَبِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ تَوَجَّاهُ عُثْمَانُ فَكَانَ بَيْنَهُمْ رَأْسُهُ فَقَالَ سَلِّ عِبَادَكَ فِيْمِ قَتَلْتَنِي فَأَنْشَعَبَ مِنَ السَّمَاءِ مِيزَابَانِ مِنْ دَمٍ فِي الْأَرْضِ قَالَ فَتَقِيلُ

لِعَلِّيْ لَا تَرَى مَا يَحْدُثُ بِهَذَا الْحَسَنِ قَالَ يُحْدِثُ بِمَا رَأَى وَ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنْ دَارِ عُثْمَانَ جَرِيحًا (۱-ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۳۵۷ تا ۳۵۸ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

(۲-ریاض النضرہ جزء ثالث ص ۷۷)

ترجمہ: بزرگ و محترم جناب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول ابو یعلیٰ کی روایت کے مطابق یوں ہے۔ آپ نے ایک دفعہ دوران خطبہ کہا۔ لوگو! میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ وہ یہ کہ میں نے عرش پر رب کریم کو دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور عرش کے ستون میں سے ایک کے قریب قیام فرمایا۔ پھر ابو بکر صدیق آئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ بعد میں عمر بن الخطاب نے اگر ابو بکر کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ اس کے بعد عثمان غنی تشریف لائے۔ اور ان کا سر ان کے ہاتھوں میں تھا عرف کرنے لگے۔ اے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھئے کہ انہوں نے مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ پھر زمین کی طرف آسمان سے خون کے دو پرناے بہ نکلے۔ اس قول کے بعد کسی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا آپ کو اپنے بیٹے حسن کی اس بات کا علم ہے؟ فرمایا اس نے جو کچھ دیکھا بیان کر دیا ہے۔ حاکم نے بروایت قتادہ ایک شخص سے بیان کیا۔ کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان کے گھر سے نکلے دیکھا۔ آپ اس وقت زخمی تھے۔



## قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت

### علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں ریاض النضرۃ

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُمَانَ وَلَقَدْ طَأَسَ عَقْلِي يَوْمَ قَتَلَ عُمَانَ وَاسْتَكْرَتْ لَفْسِي وَجَاؤِي لِلْبَيْعَةِ فَقُلْتُ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَحَ قَوْمًا قَتَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَلَا أَسْتَحْيِي وَمَنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلِكُةُ وَإِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَحَ وَعُمَانَ قَتِيلٌ فِي الْأَرْضِ لَعْمِيدٌ فَنَبَعْدُ قَالَ صَرَفْتُ أَحْكَامًا دُونَ رَجْعِ النَّاسِ يَسْأَلُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي مُشْفِقٌ وَمَا أَقْدَمُ عَلَيْهِ لَعْمِيدٌ عَزِيمَةٌ قَبَايَعَتْ قَالَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَكَذَا صَدَعَ قَلْبِي وَقُلْتُ اللَّهُمَّ خُذْهُ وَتَقِي حَتَّى تَرْضَى.

خرجه ابن السمنان في المواقفة والخجندی في الاربعين.

ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۷۱

توجہ کیا: قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے جنگ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے دم عثمان سے بیزار کی کا اظہار کرتا ہوں۔ جس دن عثمان کو قتل کیا گیا۔ میری عقل اڑ گئی تھی اور میری روح بے چین ہو گئی تھی۔ لوگ میرے پاس آئے تاکہ بیعت کریں۔ میں نے انہیں کہا۔ کیا مجھے اللہ سے شرم نہیں آتی کہ ایسی قوم کی بیعت کروں جنہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کروایا۔ کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کیا میں اس سے شرم نہ کروں۔ جس سے فرشتے بھی سیدھا کرتے ہیں۔ اور میں (علی) اس بات سے شرماتا ہوں کہ ایک طرف عثمان غنی زمین پر قتل ہو کر پڑے ہوئے ہوں۔ اور دوسری طرف میں بیعت لینا شروع کروں۔ پھر لوگ واپس چلے گئے۔ جب عثمان غنی کو دفن کر دیا گیا۔ تو لوگوں نے پھر بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ! جو کچھ میں کرنے والا ہوں۔ اس سے مجھے ڈر لگتا ہے پھر جب تسلی ہو گئی۔ تو میں نے ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ پھر لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہا۔ تو عثمان غنی کی یاد کی وجہ سے یہ لفظ سن کر میرا دل کھینچا۔ اور اللہ سے میں نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مجھ سے اپنی رضا کے مطابق کام لے۔ یہ واقعہ ابن السمنان نے موافقہ میں اور جندی نے اربعین میں نقل کیا ہے۔

### ملحوظ فکریں:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو امور سامنے آتے ہیں۔ ان کو دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تائید حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اور خود کو اپنے رب کے حضور قتل عثمان سے



براست اور اس پر قلعی صدمہ کا اظہار وہ شواہد ہیں کہ شہادت عثمان کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اب اس واقعہ میں محمد بن ابی بکر کا طوط ہونا کوئی اختلافی امر نہیں بلکہ محدث ہزاروی، اے کے ذہن باگئی میں اس عظیم واقعہ نے ایک بھی کڑی نہ لی۔ اور حضرت امیر معاویہ پر اعتراض کرنے کے لیے محمد بن ابی بکر کا طرفدار بننا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان غنی کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ کی حقیقت اور اصلیت اگر جاننا چاہتے ہو تو پھر کچھ شان عثمان غنی ملاحظہ کر لیں تاکہ اس آئینہ میں شہادت عثمان کی عظمت کا تصور آجائے۔

## عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت

### شان پرچند احادیث

عثمان غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی رفیق

### ریاض النضرہ :

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ يَوْمَ حَنْزَلَةَ وَكُنَّا نَقِي حَجْرًا لَمْ يَقْعِ إِلَّا عَلَى رَأْسِ رَجُلٍ فَرَأَيْتُ عُثْمَانَ تَأْسُرُ مِنَ الْخَوْفَةِ الَّتِي تَلَى مَقَامَ حَبْرَاءَ بَيْلَ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ

يَطْلَحُهُ أَفْئِدَةُ اللَّهِ أَشَدَّ كُرِّيَوْمٍ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَكَذَا لَتَيْنِ مَعَهُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ خَيْرِي وَخَيْرِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا طَلْحَةُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنِّي نَبِيٌّ إِلَّا وَمَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ نَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ عُثْمَانَ يَعْنِيَنِي رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ قَالَ طَلْحَةُ اللَّهُمَّ نَعَمْ كُنَّا نَصْرُفُ خَرْجَهُ أَحْمَدُ۔

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۲۶ مطبوعہ بیروت)

(طبع جدید)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جس دن عثمان غنی کا محاصرہ کیا گیا۔ وہاں گیا۔ اتنے آدمی تھے کہ اگر کوئی ہتھیار پھینکتا۔ تو وہ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے کسی دکانی کے سر پر پڑتا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کھڑکی سے جھانکا۔ جو کہ مقام جبریل سے ملی ہوئی ہے۔ اور کہا۔ اے طلحہ! تجھے اللہ کی قسم ولا تا ہوں۔ کیا تجھے وہ دن یاد نہیں۔ جب میں اور تو دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ پر چارے دونوں کے سوا کوئی اور آپ کا صحابی نہ تھا؟ جناب طلحہ کہتے ہیں۔ میں نے کہاں یہ درست ہے۔ پھر یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ اے طلحہ! اللہ کے ہر ایک پیغمبر کے ساتھ اس کے صحابہ میں سے ایک ساتھی ضرور جنت میں رفیق ہوگا۔ اور یہ شک عثمان



جنت میں میرا رفیق ہے (کیا حضور نے یہ نہ فرمایا تھا؟) جناب علم کہتے ہیں۔  
بخدا! ہاں۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

رسول اللہ نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے

پڑھیں گے

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَيُّومٌ يَمُوتُ عَنْثَمَانُ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنْثَمَانُ خَاصَّةٌ أَمْ النَّاسُ عَامَّةٌ قَالَ عَنْثَمَانُ خَاصَّةٌ (خرجه الحافظ الدمشقي)  
(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۳۰ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ سنا۔ جس دن عثمان غنی کا انتقال ہوگا۔ اس پر آسمانی فرشتے نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خاص کر عثمان کے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ فرمایا بالخصوص عثمان کے لیے ہے۔

قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

حساب و کتاب نہ ہوگا

ریاض النضرہ:

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ (البوہی) قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَنْتَ يَا عَلِيُّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَنَ عَثْمَانُ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ عَثْمَانَ حَاجَةً سِرًّا فَقَضَاهَا سِرًّا فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ لَا يُحَاسَبَ عَثْمَانُ - خرجه الحافظ بن بشران - (ریاض النضرہ جلد ۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کل قیامت کو سب سے پہلے کس کا حساب و کتاب ہوگا؟ فرمایا۔ ابو بکر صدیق کا۔ میں نے پوچھا پھر ان کے بعد کس کا؟ فرمایا۔ عمر بن خطاب کا۔ پوچھا پھر کس کا؟ فرمایا۔ اے علی تیرا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ عثمان کہاں ہوں گے؟ فرمایا۔ میں نے عثمان سے خفیہ ایک کام کہا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر وہ کر دیا۔ تو



میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اے اللہ! عثمان کا حساب و کتاب نہ لینا۔ لہذا آج عثمان کے حساب و کتاب کی ضرورت نہیں)

عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ لَيَشْفَعَنَّ عُثْمَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أُمَّتِي مِمَّنْ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ - (ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت جو میزان کے قریب ہوگی۔ اس سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ جن پر دوزخ واجب ہو چکی تھی۔

ۛ

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنتی شادی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

ریاض النضرۃ:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ اللَّهِ فَمِثَّ لَيْلَتِي هَذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ فِي مَنَاجِي وَهُوَ عَلَى بَرْدٍ وَنَ اشْهَبَ يَسْتَعْجِلُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ مِنْ نَوْرٍ وَبِيَدِهِ قَضِيبٌ مِنْ نَوْرٍ وَعَلَيْهِ ثَمَلَانِ شَرَاكُمَا مِنْ نَوْرٍ فَتَلْتُ لَهُ يَا بِي أَنْتَ وَابْنُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ طَالَ شَرُوقِي إِلَيْكَ فَقَالَ إِنِّي مُبَادِرٌ لِأَنَّ عُثْمَانَ تَصَدَّقَ يَا لَعِبَ رَاحِلَةٍ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ قَبِلَهَا مِنْهُ وَرَفَّحَهَا بِهَا عَرُوسًا فِي الْجَنَّةِ وَآكَادَاهُ إِلَى عَرْسٍ مِنْ عُثْمَانَ - (خرجه الملاء في سيرته)

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے پر جلدی میں تھے۔ آپ نے اس وقت نوری پوشاک پہن رکھی تھی ہاتھ میں نور کی لٹھی اور پاؤں میں نعلین کہ جن کے تسمے نور کے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے آپ کے شوق دیدار



کی بڑی مدت سے طلب تھی۔ فرمائی گئی۔ مجھے جلدی ہے۔ کیونکہ عثمان نے ایک ہزار سواری کا صدقہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ اور عثمان کو جنت میں ایک دوہن عطا فرمائی ہے۔ مجھے جلدی سے اس کی شادی میں شرکت کرنا ہے۔

اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا

### ریاض النضرہ:

وَمِمَّا وَرَدَ عَنْ دُعَائِهِ لِعُثْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَكَثَ الْوَحْدُ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ مَا طَعِمُوا شَيْئًا حَتَّى تَضَاعَدَ أَهْبَائُنَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا فَقُلْتُ وَنَ آيِنَ إِنَّ لَمُرْيَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ عَلَى يَدَيْكَ فَتَوَضَّاءَ وَخَرَجَ مُسَجِّبًا يُصَلِّي هَاهُنَا مَرَّةً وَهَاهُنَا مَرَّةً يَدُ عَدَا قَالَتْ فَأَقْبَلَ عُثْمَانُ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَاسْتَأْذَنَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَجِيبَهُ ثُمَّ قُلْتُ هَرَجَلٌ مِنْ مَكَائِيهِ الصَّحَابَةِ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا سَأَلَهُ إِلَيْنَا لِيَجْرِيَ عَلَى يَدَيْهِ خَيْرًا فَادُّمْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أَمَتَاهُ آيِنَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا بُنَيَّ مَا طَعِمَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ شَيْئًا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَيِّرًا مَامِرَ الْبَطْنِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لَهَا وَبِمَا رَدَّتْ قَالَتْ فَبِكَيْ عُثْمَانَ بْنِ عَدَانَ وَقَالَ مَقَمًا لِلَّهِ نِيَا شَرَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كُنْتَ بِحَقِيقَةٍ أَنْ يُنْزَلَ بِكَ يَعْنِي هَذَا ثُمَّ لَا تَذْكُرِي لِي وَلِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَلِنَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ فِي نَظَائِرِنَا مِنْ مَكَائِيهِ النَّاسِ ثُمَّ خَرَجَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا بِأَحْمَالٍ مِنَ الدَّقِيقِ وَأَحْمَالٍ مِنَ الْحِنْطَةِ وَأَحْمَالٍ مِنَ التَّمْرِ وَبِمَسْلُوحٍ وَبِثَلَاثُمِائَةِ دِرْهَمٍ فِي صُرَّةٍ ثُمَّ قَالَ هَذَا أَيْبَطِي عَلَيْكُمْ ثُمَّ بَعَثَ بِبُخَيْرٍ وَشَرَاهُ كَثِيرٌ فَقَالَ كَلِمًا أَنْتُمْ وَاصْنَعُوا بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ أَهْشَمَ عَلَيَّ أَنْ لَا يَكُونَنَّ وَثَلَهُ هَذَا إِلَّا أَعْلَمْتُهُ قَالَتْ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ أَتَاكَ إِنَّمَا خَرَجْتَ تَدْعُوهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يُرَدَّكَ عَنْ سَرَادِكِ قَالَ فَمَا أَصَبْتُمْ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا أَحْمِلُ بِبُخَيْرٍ دَقِيقًا وَكَذَا وَكَذَا أَحْمِلُ بِبُخَيْرٍ حِنْطَةً وَكَذَا



وَكَذَا حِمْلٌ بِعَيْرٍ تَمْرًا وَكُلْتُمَا نَدِيَّةً دُرَّ هَمٍّ فِي صُرَّةٍ  
وَمَسْلُو خَا وَخُبْرًا وَشَرَاءُ كَثِيرًا أَحْقَالَ مِمَّنْ  
خَلَقْتُ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَتْ وَبَكَتْ وَذَكَرَ الدُّنْيَا  
بِمَكَّتٍ وَأَخْشَمَ عَلَى أَنْ لَا يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا إِلَّا كَلِمَتُهُ  
قَالَتْ فَلَمْ يَجْلِسِ النَّبِيُّ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ  
وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ قَدْ رَضِيتُ عَنْ  
عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - خَرَجَ الْحَافِظُ  
الْبِقَاسُ إِلَى الْمَشَقِيِّ فِي الرَّابِعِينَ -

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۸ تا ۲۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کے بارے میں جو دعائیں  
فرمائیں۔ ان میں ایک کا واقعہ یوں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو چاروں سے کھانے کے  
لیے کچھ بھی نہ ملا تھا۔ حتیٰ کہ گھر کے بچے ہلک رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے عائشہ! کیا کسی کی طرف سے کچھ انتظام  
ہوا ہے۔ عرض کرنے لگیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دے تو پھر کہاں سے آئے  
گا۔ پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اور پریشانی کے عالم میں نکل کھڑے ہوئے  
کبھی یہاں اور کبھی وہاں نماز ادا فرماتے۔ اور کبھی دعائیں مشغول ہو جاتے  
فرماتی ہیں۔ کہ دن ڈھلے عثمان غنی تشریف لائے۔ اور اجازت طلب  
کی۔ مجھے خیال آیا کہ میں اُن سے چھپ جاؤں۔ لیکن پھر دل میں آیا  
کہ یہ مالدار صحابی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے ہاں  
اس لیے بھیجا ہو۔ کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی بھلائی ظاہر فرماتا ہو۔ پوچھا

اسے والدہ محترمہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا بیٹے!  
ہم حضور کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اتنے میں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی حالت متغیر تھی۔ مائی صاحبہ  
رضی اللہ عنہا نے گفتگو سے انکاد کیا۔ فرماتی ہیں۔ کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ  
رو پڑے۔ اور کہنے لگے۔ اے دنیا! تجھے بربادی ہو۔ پھر عرض کیا۔ اے  
مادر محترمہ! آپ جب بھی ایسے حالات سے دوچار ہوں۔ تو ہم مالدار  
صحابہ کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ میں ہوں عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ ثابت بن  
قیس ہیں۔ کسی کی طرف پیغام بھیج دیا کریں۔ یہ کہہ کر عثمان غنی وہاں سے گھر  
آگئے۔ اور اٹا، گندم اور کھجوروں کے کئی اونٹ لاکر ہمارے ہاں بھیجے  
علاوہ انہی پھلکا اتری بہت سی اشیاء کے ساتھ تین سو درہم بھی بھیجے  
پھر کہا۔ جلدی میں یہ تمہاری خدمت ہو سکی۔ پھر بھٹنا ہوا گوشت اور روٹیاں  
کثیر تعداد میں بھیجیں۔ اور عرض کیا۔ خود کھاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف  
لانے تک ان کے لیے بھی تیار رکھو۔ پھر پکا وعدہ لیا۔ کہ جب بھی  
ایسی حالت اُن پر آئے تو مجھے اطلاع کرنا ہوگی۔ فرماتی ہیں۔ پھر  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پوچھا۔ اے  
عائشہ! کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ  
آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے  
تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ  
کا سوال رد نہیں کرتا۔ پوچھا۔ اچھا تو پھر کیا کچھ ملا ہے؟ میں نے عرض  
کیا۔ کہ اٹا، گندم اور کھجوروں کے بھرے اونٹ اور تین سو درہم روٹیاں  
اور بھٹنا ہوا گوشت وغیرہ پوچھا کس نے دیا ہے؟ میں نے کہا عثمان بن عفان



فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روپڑے۔ اور دنیا کی بربادی اور مکی کا ذکر کیا۔ اور قسم دلائی۔ کہ آئندہ ایسی حالت کی اطلاع عثمان غنی کو کیا کریں گے ام المؤمنین فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی قدموں والپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ بند کرتے ہوئے دعا مانگی۔ اے اللہ! عثمان سے میں راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہ دعائیہ کلمات آپ نے عین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (اس واقعہ کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں نقل کیا ہے)

### ریاض النضرۃ:

عن ابی سعید الخدری قال رَمَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدْلَى اللَّيْلِ إِلَى أَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ يَدُهُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ رَضِيتُ عَنْهُ فَإِنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ..... قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْفَعُو لِعُثْمَانَ يَقُولُ يَا رَبِّ رَضِيتُ عَنْ عُثْمَانَ فَإِنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَا زِلَ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ - (ریاض النضرہ

جلد سوم ۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع رات سے طلوع فجر تک عثمان غنی کے حق میں یہ دعا فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہی ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو ہاتھ اٹھا کر عثمان غنی کے لیے یہ دعا مانگتے دیکھا اور صبح تک یہی

کیفیت راہی۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی راضی ہو۔

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

### زمین و آسمان کا نور میں

### ریاض النضرۃ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ نِعِدْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ قُلْنَا عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعْمَ فَقَامَ فَأَتْبَعْنَاهُ حَتَّى أَتَى مَنْزِلَ عُثْمَانَ فَاسْتَاذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ وَدَخَلْنَا فَوَجَدَ عُثْمَانَ مَكْبُورًا عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عُثْمَانُ لَا تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْتَعِينُ بِغَفِيٍّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ وَلِمَ ذَاكَ قَالَ أَخَافُ أَنْ يَكُونَنَّ عَلَيَّ غَضَبَانِ فَقَالَ لَهُ الْغَفِيُّ أَلَسْتَ حَافِرَ بَيْتِ رُومَةٍ وَمَجْهَرِ جَلِيشِ الْعُسْرَةِ وَالزَّائِدِ فِي مَسْجِدِي وَبَاذِلِ الْمَالِ فِي رَضِي اللَّهِ تَعَالَى وَرِضَايَ وَمَنْ تَسْتَعِينُ مِنْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هَذَا جِبْرِيلُ يُخَوِّدُ فِي عَيْنِ اللَّهِ عَنْ وَجَلِ إِبْنِكَ كَرُّ آهْلِ الْيَمَامَةِ وَهَذَا سَبَاحُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَأَهْلِ الْجَنَّةِ - (اخراجہ بالملاحہ)

ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ نمبر ۲۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)



ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں فرمایا۔ اٹھو تاکہ عثمان غنی کی بیماری پڑی کریں۔ ہم نے عرض کیا کیا وہ بیمار ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے ہم بھی چل پڑے۔ جب عثمان غنی کے گھر تشریف لائے۔ تو اندر آنے کی آپ نے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ عثمان غنی منہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ سر کیوں نہیں اٹھاتے؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔ فرمایا۔ وہ کیوں؟ کہا اس خوف سے کہ وہ کہیں مجھ پر ناواض نہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیا تو بر رومہ (روم نامی کنوؤں) کا کھودنے والا، جلدی سے تیار ہونے والے لشکر اسلام کا سازو سامان ہتیا کرنے والا، میری مسجد کو وصیت دینے والا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور میری رضا میں اپنا مال خرچ کرنے والا نہیں ہے؟ اور کیا تو وہ نہیں ہے کہ جس سے آسمانی فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دیکھو اُمی جبریل نے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے کہ تو عثمان (آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ ہے)۔

### بر رومہ کا مختصر واقعہ:

جب مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے تشریف لائے تو مدینہ میں پانی کی قلت تھی۔ کیونکہ بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت میں ایک کنوؤں تھا۔ جسے بر رومہ کہا جاتا تھا۔ وہ اس کا پانی قیمتی فروخت کر کے اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا

کہ کنوؤں دسے کہ جنت لے لو۔ لیکن اس نے معذرت کی۔ بعد میں عثمان غنی نے ۳۵۰۰۰ ہزار درہم قیمت دے کر وہ خریدا اور فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! جو آپ نے اس کنوؤں کے مالک سے وعدہ فرمایا تھا۔ وہ میرے ساتھ بھی ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے لیے بھی وعدہ ہے۔ اور جنت تجھ پر واجب ہو چکی۔

### جیشِ عسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

غزوہ تبوک کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی خاطر صحابہ کرام کو ترغیب دلائی۔ تو عثمان غنی نے اس کے جواب میں ایک سوانٹ سازو سامان سے لے کر پچیس کیے۔ دوبارہ ترغیب پر عثمان غنی نے پھرتے ہی اونٹ بعد سازو سامان مقرر کر دیئے۔ آپ یہ دیکھ کر منبر پر سے پیچھے تشریف فرما ہوئے۔ اور اعلان فرمایا کہ عثمان! آج کے بعد تم کوئی بھی عمل کر دو۔ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ ابو عمرو کی روایت کے مطابق عثمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے اونٹوں کی تعداد سڑھتھ سو بتائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پچاس گھوڑے بھی ساتھ کر دیئے۔ جناب قتادہ کی روایت کے مطابق عثمان غنی نے ایک ہزار صحابہ کو اونٹوں پر اور ستر گھوڑوں پر جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔

### توسیع مسجد نبوی:

مسجد کی توسیع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم دے کر یہ سودا کر لیا۔ مسجد بیت اللہ کی توسیع کے لیے جب ایک



مکان کو اس میں شامل کرنے کا وقت آیا۔ تو ایک مکان نے مفت میں دینے سے معذوری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد عثمان غنی نے دس ہزار عطا کر کے مکان خرید لیا اور پھر اسے مسجد الحرام میں شامل کر دیا۔

## عثمان غنی کی دس خصوصیات

### ریاض النضرۃ:

عن ابی بشار الفہمی قال سمعت عثمان بن عفان یقول لقد اُختبأت رقی عشر ارقی لربیع ان بعه فی الاسلام و جعلت جیش العسرة و جمعت القرآن علی عبد رسول اللہ و اتممت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل بیتہ ثم توفیت قر و حبني الاخری و ما تفتت بما تفتت و صا و صعت یدی الیمنی علی فرجی منذ یا یعث رسول اللہ و ما مررت فی جمعة الا و انا اعیت فیہا رقبۃ ان لا تكون عندی فاعیتہا بعد ذالک ولا رکت فی الجاہلیۃ ولا فی الاسلام ولا سرقۃ حر جہ العاکمی۔

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۳)

ترجمہ: ابی بشار الفہمی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس خصلتوں سے مخصوص فرمایا ہے (۱) میں چوتھا مسلمان ہوں۔ (۲) جیش العسرة کی تیاری کرنے والا ہوں

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پاک میں قرآن کریم جمع کرنے والا ہوں۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیٹی کا امین مقرر فرمایا۔ (یعنی میرے نکاح میں دی)۔ جب ان کا انتقال ہوا تو دوسری عطا فرمائی۔

۵۔ میں نے کبھی گانا نہیں گایا۔

۶۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۷۔ کبھی دایاں ہاتھ بیعت کرنے کے بعد شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

۸۔ کبھی جمعہ ایسا نہ گزارا کہ غلام آزاد نہ کروں۔ اگر اس دن نہ ہوتا تو پھر دوسرے دن آزاد کر دیتا۔

۹۔ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۱۰۔ اور کبھی چوری نہیں کی۔

## غلامہ کلام:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا خصوصیات جیسا کہ ظاہر ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور ان میں سے ہر ایک خصوصیت ایسی ہے جو پوری دنیا اور مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ذوالنورین کا خطاب کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس خلیفہ راشد کی صفات اس قدر عظیم ہوں۔ اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے ملی ہوں۔ ان پر حملہ کرنے والے کب تعریف کے قابل ہو سکتے ہیں۔ و محدث ہزاروی، کا انداز تو ملاحظہ ہو۔ کہ جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ اسے افضل الاصحاب، حافظ قرآن و سنت و غیرہ کے القاب دیئے جا رہے



ہیں۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف جناب عثمان غنی کے بارے میں ایک تعریفی لکھ بھی زبان پر نہیں آتا۔ اس سے قارئین کرام آپ اندازہ لگا لیں۔ کیا یہی رویہ ایک مسلمان کی شایانِ شان ہے؟

چند محاورات حضرات صحابہ و ائمہ اہل بیت کے بھی ملاحظہ ہو جائیں کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا

✦

## قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

### صحابہ کرام و ائمہ اہلیت کی نظر میں

قاتلانِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخی ہیں۔

حضرت حذیفہ

ازالة الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ صَاحِبِ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ حَدَّثَنِي بَن  
الِيَمَانِ مَا أَخْبَرَنِيهِ أَكْبَرُ بَكْرٍ عَنْ جُبْدِ بْنِ الْخَاسِرِ  
قَالَ أَتَيْنَا حَدِيثَهُ حِينَ سَارَ الْمِصْرِيُّونَ  
إِلَى عُثْمَانَ فَقُلْنَا إِنَّ هُوَ لَا يَفْقَهُ سَارَ إِلَى الْمَدَا  
الرَّجُلِ فَمَا تَقُولُ قَالَ يَفْهَمُ كَلَامَهُ وَاللَّهِ قَالَ  
قُلْنَا فَإِنَّ هُوَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ وَاللَّهِ قَالَ قُلْنَا  
أَيَنْ فَتَلَكُ قَالَ فِي النَّارِ وَاللَّهِ -

۱۔ ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۲۵۸ تا ۳۵۹ مطبوعہ

آرام باغ کراچی

۲۔ ریاض النضر جلد سوم ص ۸۰



نہ سچا تھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے ہے جسے جندب غیرت البرکے نے بیان کیا۔ کہا ہم حذیفہ بن یمان کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب مضر لوگ عثمان غنی کو قتل کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ ہم نے پوچھا۔ یہ لوگ حضرت عثمان کی طرف جا رہے ہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ان کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا بخدا! یہ انہیں قتل کریں گے۔ ہم نے پوچھا۔ قتل کے بعد عثمان غنی کا مقام کیا ہوگا؟ فرمایا خدا کی قسم! جنت میں ہم نے پھر پوچھا۔ ان کے قاتلوں کا ٹھکانہ کونسا ہوگا۔ فرمایا۔ بخدا! وہ جہنم میں ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر کو عثمان غنی کے قتل پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔

ازالة الخفاء:

وَمِنْ طَرِيقِ الْحَاظِ عِبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَدٍ عَنْ أَبِيهِ فِي قِصَّةِ طَوَيْكَةَ قَالَ مَعْمَدُ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا قَدْ دُمُوتِ الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ سَائِلُونَ تَاعَنَ عُثْمَانَ فَمَاذَا كُنْتُ فِيهِ قَالَ فَأَخْبَنِي عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ وَمَعْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مَا قَالَا فَقَالَ لَهُمَا

عَلَيَّْ يَا عَمَارُ يَا مَعْمَدُ فَقُولَا إِنَّ عُثْمَانَ إِسْنًا شَرًّا وَأَسَاءَ الْأُمُورِ وَعَاقِبَتُهُمْ وَاللَّهِ قَدْ سَأَلْتُ الْعُقُوبَةَ وَاسْتَقْدَمْتُ عَلَى حَاكِمٍ عَدَلٍ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْمَدُ بْنُ حَاطِبٍ إِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ وَسُئِلْتَ عَنْ عُثْمَانَ فَقُلْ كَانَتْ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا أَشْرَ النَّفْسِ وَأَمْنًا أَفْرَقُوا أَكْثَرًا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ وَعَلَى اللَّهِ فَلَيتُ كُلُّ الْمُؤْمِنُونَ -

(ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۶ تا ۳۵۷ مطبوعہ مکیاچی)

ترجمہ: عبدالرحمن بن محمد اپنے والد سے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ سے عرض کیا حضور! ہم لوگ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ اور لوگ ہم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں گے۔ تو انہیں ہم کیا جواب دیں گے۔ یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر پریشان ہوئے۔ اور جو کہنا چاہا کہا۔ ان دونوں کو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا۔ تم دونوں کہتے ہو کہ عثمان غنی نے اپنوں کو ترجیح دی اور بری حکومت کی۔ اور اس پر تم نے انہیں ستایا۔ خدا کی قسم! تم نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا۔ عنقریب تمہیں ایک حاکم عادل کے سامنے جانا ہوگا۔ جو تمہارے امین درست فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا۔ اے محمد بن حاطب! جب تم مدینہ منورہ پہنچو اور لوگ تم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں۔ تو کہنا۔ خدا کی قسم! وہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو ایمان لائے۔ پھر تقویٰ کی راہ پر چلے اور ایمان میں پختہ ہوئے۔ پھر بد ہیز گاری میں کمال پر پہنچے اور احسان



کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ  
پر ہی مومنین کو توکل کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں عثمان غنی سے اُن

کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَا حَدَّثَنَا مَوْلَا أَخِي بَيْنَ  
أَصْحَابِهِمْ وَفِيهِ ثَمَرٌ دَعَا عُمَانَ وَقَالَ أَدْنُ يَا أَبَا  
عَمْرٍ وَ أَدْنُ يَا أَبَا عَمْرٍ وَ هَكَذَا يَدْنُو مِنْهُ  
حَتَّى يَلْصِقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ فَتَنْظُرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ ثُمَّ تَنْظُرُ إِلَى عُثْمَانَ وَكَانَتْ إِزْرَارٌ مَعْلُولَةٌ  
فَقَدَرَهَا بِيَدِهِمْ ثُمَّ قَالَ أَجْمَعُ عِطْفِي رَدَّ إِلَيَّ  
عَلَى نَحْرِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَكَ لَشَأْنًا نَافِيًا أَهْلَ السَّمَاءِ  
أَبَا عَمْرٍ وَ تَرَدَّ عَلَى حَقْوَيْهِ وَ أَوْدَعَ أَجْمَعُ تَشْجَبُ  
دَمَا خَا هُوَ لَمْ مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا؟ فَتَقُولُ فَلَانٌ  
وَفَلَانٌ وَ ذَاكَ كَلَامُ جَبْرِئِيلَ خَرَجَ هَذَا الْقَدْرُ  
أَبُو الْخَيْرِ الْحَاكِمِي۔

دریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۸ ذکر ان له لشأنا فی

اهل السماء۔ مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ:

زید بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ مواغات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے عثمان غنی سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ، میرے قریب آؤ۔ وہ  
اتنے قریب آگئے۔ کہ اپنے گھٹنے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف  
دیکھ کر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ پھر عثمان غنی کی طرف دیکھا۔ اس وقت  
عثمان غنی کی وہ چادر جو ان کے جسم پر تھی کچھ ڈھیلی ہو چکی تھی۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر پڑی چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا۔  
عثمان! چادر کی دونوں طرف اپنے سینے پر سے گزارو۔ پھر فرمایا۔  
اے عثمان! آسمان والوں میں تیری عظمت و شان کا بڑا چاہئے۔  
تم حوض کوثر پر جب میرے پاس آؤ گے۔ تو تمہاری گردن کی  
رگوں سے خون بہر رہا ہوگا۔ تو میں تم سے پوچھوں گا۔ تمہارے  
ساتھ یہ نمل کن نے کیا ہے؟ تو تم فلاں فلاں کا نام لو گے۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبرئیل امین علیہ السلام کا کلام ہے۔  
(اس قدر الفاظ ابو الخیر حاکمی نے ذکر کیے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ

نہیں پڑھا۔

دریاض النضرۃ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُرِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجَازِي



رَجُلٍ يَصِلُ عَلَيْهَا فَلَمْ يَصِلْ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
رَأَيْتَكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ رَأَيْتُهُ  
كَانَ يَبْغِضُ عَثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
(خرجه الترمذی و خلعی)

(ریاض المنصورہ جلد سوم ص ۳۰)

قرجہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور  
ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں لیکن آپ نے  
اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! اس سے قبل ہم نے  
آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا؟ فرمایا شیخ عثمان غنی سے  
بغض رکھتا ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا۔ (اس روایت  
کو ترمذی اور طبری نے ذکر کیا ہے)

امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے

”یا فاسق“ کہتے تھے

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكَلَابِيُّ قَالَ  
أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ قَالَ  
لَقَدْ آذَرَكُنَا يَا لَعْلُوبَةً يَعْزِي قَتْلَهُ عَثْمَانَ بْنِ عَمَّانٍ  
قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَاسِقُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَبُو الْأَشْهَبِ  
وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَسْمِيهِ بِاسْمِهِ لَأَنَّمَا كَانَ يُسَمِّيهِ

الْفَاسِقُ قَالَ فَأَخْبَرَنَا فَجَعَلَ فِي جَوْفِ حِمَارٍ ذَمًّا  
أَخْبَرَنِي عَلَيْهِ -

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۳ ذکر ما قال اصحاب  
رسول اللہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: امام حسن کہتے ہیں کہ جب فاتحان عثمان پکڑے گئے تو آپ نے  
محمد بن ابی بکر کے بارے میں کہا۔ فاسق پکڑا گیا۔ ابو الاشہب کہتے ہیں  
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کا نام نہیں لیا کرتے تھے۔ بلکہ ”فاسق“  
کہہ کر ان کا ذکر کرتے تھے۔ کہا جب اسے پکڑا گیا۔ تو پھر ایک مردہ  
گدھے کے پیٹ میں اسے رکھا گیا۔ اور بالآخر جلا دیا گیا۔

محمد بن ابی بکر کا بیٹا قاسم اپنے باپ کے قتل عثمان

کی وجہ سے اس کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا

ابن خلکان:

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَا آذَرَ كُنَّا أَحَدًا مُنْذَلَهُ  
هَلُو الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقَالَ مَا لَكَ كَانَ الْقَاسِمُ  
مِنْ قُتْلِهِ هَذَا أَلَمْ تَرَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ  
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ  
أَمْ سَالِمٌ فَقَالَ ذَلِكَ مَبَارَكٌ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ  
كَرِهَ أَنْ يَقُولَ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ وَيَكْذِبُ أَوْ يَسْتَعْلِ  
أَنَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَزَيَّرَنِي فَقَسَدَ وَكَانَ أَلْتِ سِمَ أَعْلَمُهُمَا



وَكَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَقُولُ فِي سَجُودِهِ اَللّٰهُمَّ  
اسْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ ذَنْبِيْ فِي عَثْمَانَ

(ابن خلكان جلد چہارم ص ۵۹ ذکر قاسم بن محمد

مطبوعہ بیروت طبع جدید)

**تبجھا:** یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ ہمیں کوئی شخص ایسا نہیں ملا جسے ہم قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ امام اک کہتے ہیں۔ کہ قاسم بن محمد اس امت کے فقہاء میں سے تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد سے پوچھا۔ آپ برے عالم ہیں یا سالم؟ کہنے لگے۔ وہ سالم مبارک ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ جناب قاسم نے یہ کہہ کر وہ (سالم) مجھ سے زیادہ علم والا ہے جناب کیا تا کہ ان کو جھوٹا نہ کہا جاسکے اور اپنے آپ کو بڑا عالم اس لیے نہ کہتا۔ تا کہ کہیں تکبر نہ بن جائے۔ اور پھر اپنے آپ کو اچھا کہنے کی کمزوری رونما نہ ہو جائے۔ حالانکہ ان دونوں بزرگوں میں درحقیقت جناب قاسم بن محمد زیادہ عالم تھے۔ یہی قاسم بن محمد مسجد سے کی حالت کہا کرتے۔ اے اللہ! میرے باپ کا وہ گناہ معاف کر دے۔ جو عثمان غنی کے بارے میں ہے۔

**قاتلان عثمان پر علی المرتضیٰ کی لعنت**

ریاض النضرہ:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْظَلَةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْجُمُعِ  
لَعَنَ اللّٰهُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ  
وَعَنْهُ أَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلْعَنُ قَتْلَةَ

عَثْمَانَ فَزَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ بِهِمَا وَجْهَهُ  
فَقَالَ أَنَا لَعَنُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي السَّهْلِ  
وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَرَّ جَهَنَّمَا ابْنُ السَّمَانَ

وخرج الثاني الحاكمی۔

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

**ترجمہ:** محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جبکہ جبل کے دن حضرت عثمان غنی کے قاتلوں پر لعنت بھیجی۔ اور کہا۔ قاتلان عثمان پر پہاڑوں اور عوار زمین ہر جگہ لعنت ہو۔ یہی محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی۔ کہ سیدۃ عالمہ رضی اللہ عنہا، قاتلان عثمان پر لعنت بھیجتی ہیں۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے تک بلند کر کے فرمایا۔ میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اللہ ان پر اونچی اونچی جگہ (ہر مقام پر) لعنت بھیجے۔ (ان دونوں روایتوں کو ابن اسحاق نے اور حرف آخری کو حاکمی نے ذکر کیا۔)

**حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ**

**کے قاتلوں پر لعنت کی**

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزَّرَادِ قَالَ حَدَّثَنِي



رَحْبِلَ كَانَ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فِي الْحَمَامِ قَالَ  
فَوَضَعَ الْحَسَنُ يَدَهُ عَلَى الْحَاظِطِ وَقَالَ  
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَقَالَ الرَّحْبِلُ  
إِنْهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُ قَالَ قَتَلَهُ  
الَّذِي قَتَلَهُ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ أَخْرَجَهُ  
ابن السمان-

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ:

عبید اللہ بن زرارہ کہتا ہے کہ مجھے اس آدمی نے بیان کیا۔ جو امام حسن  
کے ساتھ حمام میں تھا۔ وہ یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ولید اور پرہم قدر رکھ  
کہا۔ اللہ قاتلان عثمان پر لعنت بھیجے۔ اس آدمی نے کہا۔ لوگوں کا  
خیال ہے کہ عثمان غنی کو حضرت علی المرتضیٰ نے قتل کیا ہے۔ کہا  
انہیں جس نے قتل کیا۔ اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عثمان غنی رضی اللہ عنہ  
کے قاتلوں پر لعنت ہو۔ (اس کو ابن السمان نے ذکر کیا ہے)

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے  
حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا

ریاض النضرہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي  
أَوْ عَمْرَأِي قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجَمَلِ

كَادَى عَلِيٌّ فِي النَّاسِ لَا تَرْمِدُ دَسْلَمُهُ وَلَا تَطْعَنُ دَابِرُهُ  
وَلَا تَنْصَرِبُوا بِالسَّيْفِ وَلَا تَبْدُو مُمْرِ بِقَتَالِ كَيْفُكُمْ  
بِاللُّطْفِ وَقَالَ إِنَّ هَذَا كَيِّدٌ مَنْ أَفْلَحَ فَيَدِ أَفْلَحَ  
يَوْمَ الْيَوْمِ قَالَ فَتَرَأَوْهُنَا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى آتَانَا  
حَدُّ الْحَدِيدِ ثُمَّ إِنَّ الشُّرْمَ كَادَهُ يَا جَمْعِي مَرِيَا  
ثَارَتِ عُثْمَانُ قَالَ وَابْنُ الْحَنَفِيَّةِ إِذَا مَنَّا وَمَعَهُ  
الْبَوَاءُ فَكَادَاهُ عَلِيٌّ يَا ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ مَا يَفْعَلُونَ قَالَ  
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَقْرُدُونَ يَا ثَارَتِ عُثْمَانُ قَالَ  
فَرَقَعَ عَلِيٌّ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ اكْبُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ  
الْيَوْمَ يُوجِفُ هَلِمْ..... خُرجہ الحسین القبطان  
وابن السمان فی المرافقة-

(ریاض النضرہ جلد سوم صفحہ نمبر ۷۹)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چلنے  
بتایا۔ کہ جملہ حمل کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بلند آواز  
سے اعلان کیا کہ کسی کو نہ تیرا رو، نہ کسی پر نیزہ چلاؤ اور نہ ہی تلوار سے  
کسی پر وار کرو۔ اور نہ لڑائی میں پہل کرو۔ اپنے مقابل سے بڑی زمی  
سے بات کرو۔ اور کہا کہ آج کے دن جو کامیاب ہو وہ کل قیامت  
کو بھی کامیاب ہوگا۔ آپ کے اس اعلان پر لوگوں نے موافقت  
کی۔ یہاں تک کہ ہم بڑائی بند کر چکے تھے کہ کچھ لوگوں کی یکبارگی آواز  
آئی۔ "عثمان کا بدلہ" راوی کہتے ہیں کہ ابن حنیفہ ہمارے امام تھے  
اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے



پوچھا۔ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ کہا۔ وہ کہتے ہیں، "عثمان کا بدلہ، یزید بن کلابی نے لے لیا۔" ہذا اٹھا کر یہ کلمات کہے۔ اے اللہ! عثمان غنی کے قاتلوں کو آج منہ کے بل اور نہ حاکم دے۔ (اس روایت کو حسین قطان اور ابن اسمان نے موافقہ میں ذکر کیا۔)

## امام حسن کے صاحبزادے جب قتل عثمان کا تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَدْ ذُكِرَ عِنْدَهُ قَتْلُ عُثْمَانَ فَبَكَى حَتَّى بَلَاحِدَتِهِ - أَخْرَجَهُ ابْنُ السَّمَانَ -

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ: عبد اللہ بن حسن کے سامنے حضرت عثمان غنی کے قتل کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ تو آپ رو پڑے۔ جس سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

ملحہ فکریہ:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف و فضائل کے بعد آپ کے قتل کرنے والوں کے بارے میں اجلہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے ارشادات آپ نے

لاحظہ کیے۔ حضرت علی المرتضیٰ قاتلانِ عثمان پر لعنت کر رہے ہیں۔ امام حسن محمد بن ابی بکر کو اس قتل میں شرکت کی وجہ سے نام کی بجائے فاسق کہہ کر بلاتے ہیں۔ محمد بن ابی بکر کے صاحبزادے اپنے باپ کی اس جرأت پر اللہ کے حضور دعا منقرت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ان کا جرم معاف کر دیں۔ تو یہ ان کے لیے بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اب ان حقائق کے پیش نظر دو محدث ہزاروی، اسی محمد بن ابی بکر کو فضل الصحابہ وغیرہ القاب دے کر ان کے قتل کا ذمہ دار امیر معاویہ کو کو بنا رہا ہے۔ اور خود ہی ان پر ذمہ داری ڈال کر ان پر لعن طعن کر رہے ہیں۔ یہ کس قدر بد نصیبی اور بد بختی ہے۔ ایک تو اس لیے کہ محمد بن ابی بکر کو پاک صاف کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے جو تاریخ اسلام کو جھٹلانے کی کوشش ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ بذات خود محمد بن ابی بکر کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اسے قتل کرنے کا کسی کو حکم دیا۔ بلکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ان کے گورنر عمرو بن العاص نے بھی معاویہ ابن صرّح کو اس بات سے منع کیا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو قتل نہ کرنا۔ اس کی تفصیل قاتلانِ عثمان کے حشر کے موضوع میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھنے اور ان سے چشم پوشی نہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## فاحتیروا یا اولی الابصار



## حضرت عثمان غنی کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور انجم

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں مختلف اشخاص نے مختلف کردار ادا کیے۔ اور خدا کا کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی دنیا میں بھی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکا۔ کیونکہ خود عثمان غنی کی شہادت ایک درسِ عبرت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی دکھانا چاہتا تھا۔ کہ یہ قتل دو ناحق قتل تھا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی کہ اس واقعہ کے رونما ہونے پر حضراتِ صحابہ کرام نے اللہ کے حضور دعائیں مانگی تھیں۔ جو اس نے قبول فرمائیں۔ جلیل القدر صحابہ کی مانگی گئی دعائیں اور ان کی قبولیت پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلانِ عثمان پر بددعائیں

اور ان کی قبولیت

البدایۃ والنہایۃ؛

وَلَمَّا بَلَغَ ابْنُ مَرْثَدٍ مَقْتَلَ عُثْمَانَ وَكَانَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ثُمَّ تَرَحَّمُوا عَلَى عُثْمَانَ وَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ كُذِّبُوا فَقَالَ

ثُمَّ أَلْهَمَ ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَرْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ وَبَلَغَ عَلِيًّا قَتْلَهُ وَتَرَحَّمُوا عَلَيْهِ وَسَمِعَ بَنَدَمَ الَّذِينَ قَتَلُوهُ فَتَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ أُفْ أَكْفَرْتُمْ لَكَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَلَمَّا بَلَغَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَتْلَ عُثْمَانَ اسْتَفْهَرَ لَهُ وَتَرَحَّمُوا عَلَيْهِ وَتَلَا فِي حَقِّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ صَدَّقُوا صَعْدَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْسَبُهُمْ يُحْسِبُونَ صُنْعًا ثُمَّ قَالَ سَعْدُ اللَّهُمَّ أَدْنِيهِمْ ثُمَّ خَذَهُمْ وَقَدْ أَقْسَمَ بَعْضُ السَّلَفِ بِاللَّهِ أَنَّهُ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَّا مَقْتُولًا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَهَكَذَا يَتَّبِعُ أَنْ يَكُونَ لَوْحَتُهُ مِنْهَا دَعْوَةُ سَعْدِ الْمُسْتَجَابَةِ كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى جُنَّ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ہفتم ص ۱۸۹ ذکر قتل عثمان

رضی اللہ عنہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ؛

جب حضرت زبیر کو عثمان غنی کے قتل کی اطلاع ملی۔ آپ اس وقت



مدینہ میں تھے۔ تو یہ خبر سن کر اَنَا لِلَّهِ قَاتِلُ الْيَهُودِ لَيْسَ عَمْرُؤُا کہا۔ پھر حضرت عثمان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی۔ اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ قاتلان عثمان اپنے کیے پر نادم ہیں۔ تو فرمایا۔ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَا يَنْظُرُونَ الْخِ  
وہ صرف ایک چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں اُکڑ دبوچے۔ اور وہ اس وقت باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ اور جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کے قتل کیے جانے کی اطلاع ملی انہوں نے بھی اُن کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔ پھر جب قاتلوں کی مذمت کا پتہ چلا۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ان کی مثل شیطان کی سی ہے جب وہ کسی آدمی کو کہہ کر کفر کروا لیتا ہے۔ تو پھر اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے۔ میں رب العالمین کا خوف کرتا ہوں اور جب قتل عثمان کی خبر حضرت سعد بن وقاص کو ملی۔ تو انہوں نے ان کے لیے استغفار کیا۔ اور دعائے رحمت کی۔ اور قاتلوں کے لئے میں یہ آیات پڑھیں۔ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والے لوگ نہ بتاؤں؟ وہ لوگ جنہوں نے دنیوی زندگی میں اپنی کوشش مرن کر دی۔ اور وہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ پھر حضرت سعد نے یوں کہا! اے اللہ! قاتلان عثمان کو پشیمان کر، پھر ان کی گرفت فرما لیں میں سے بعض نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں میں ہر ایک قاتل ہو کر مرا۔ دیہ روایت ابن جریر نے ذکر کی ہے اور یہ انجام چند وجوہ کی بنا پر ہر ناہی چاہیے تھا۔ ایک وجہ یہ کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا تھی۔ وہ اللہ نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضرت سعد مستجاب الدعوات تھے۔ جیسا کہ حدیث صحیحہ میں موجود ہے۔ بعض سکا کہتا ہے۔ کہ ان قاتلوں میں سے جو بھی مرا وہ جنوں کی حالت میں مرا۔

## عثمان غنی کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی کا انجام

### ازالة الخفاء:

قَالَ قَدْ خَلَّ عَلَيْهِ أَكْبُو عَمْرُو بْنُ بَدِيلِ الْخَزَاعِيِّ وَالتَّجِيبِيِّ قَالَ قَطَعَنَهُ أَحَدُهُمَا بِمِشْقَصٍ فِي أَوْدَاجِهِمْ وَعَلَّاهُ الْأَخِيرُ بِالسَّيْفِ فَتَلَوُهُ ثُمَّ انْطَلَقُوا هَرَابًا يَسِيرُونَ بِاللَّيْلِ وَيَكْتُمُونَ بِالْغُمَارِ حَتَّى أَتَوْا بَلَدًا أَبْيَنَ مِصْرَ وَالشَّامَ قَالَفَكَتَمُوا فِي غَارٍ قَالَ فَجَاءَ نِيطِيٌّ مِنْ تِلْكَ الْبَلَدِ مَعَهُ حِمَارٌ قَالَ فَهَلْ رُبَّانٌ فِي مَنْحَرِ الْحِمَارِ قَالَ فَتَفَرَّحْتُ وَخَلَّ عَلَيْهِمُ النَّارُ وَطَلَبَهُ صَاحِبُهُ فَرَأَاهُمْ فَأُتْلِقَ إِلَى عَامِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَأَخَذَهُمُ مُعَاوِيَةُ فَضَرِبَ أَعْنَاقَهُمْ۔

(ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۷۰ حال شہادت عثمان مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھرا ابو عمرو بدیل خزاعی



اور تجسبی داخل ہوئے۔ ان دونوں میں سے ایک نے ایک چوڑی بھال کی برچھی سے عثمان غنی کی گردن کی رگوں پر ضرب لگائی۔ اور دوسرے نے تلوار سے حملہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں قتل کر کے بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مصر و شام کے درمیان واقع ایک شہر میں آ گئے۔ یہاں اگر ایک غار میں چھپ گئے۔ ایک نبطی آیا۔ جو اسی علاقہ کا تھا اس کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا اتفاق سے اس گدھے کی نتھنوں میں مکھیاں گھس گئیں۔ گھبراہٹ میں بھاگتے ہوئے وہ گدھا اسی غار میں جا گھسا۔ اس کا مالک اس کی ملاکش میں تھا۔ جب وہ غار میں پہنچا تو اس نے ان دونوں مجرموں کو وہاں پایا۔ تو ان کی اطلاع امیر معاویہ کے گورزر کو دی۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے امیر معاویہ کے گورزر کے پاس لا یا گیا۔ اور پھر ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

### توضیح:

ابو عمرو بن بدیل اور تجسبی کے حالات حوالہ مذکورہ میں درج ہوئے۔ ذرا ان پر غور کیا جائے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا کے الفاظ پیش نظر رکھے جائیں۔ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کا تلافی عثمان کے بارے میں من عن قبول فرمائی۔ قاتل تو بہت بھاگے اور جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن بالآخر پکڑے گئے۔ اور قتل کر دیے گئے۔

ۛ

## کنانہ بن بشیر سودان بن حمران اور عمرو بن حمق کا کردار طبقات ابن سعد،

قال عبد الرحمن بن عبد العزیز فسمعت ابن ابی عون یقول ضرب کنانہ بن بشر جبینہ و مقدم را سام بعمود حدید فخر لجبنہ و ضربہ سودان بن حمران المرادی بعد ما خسر لجبنہ فقتلہ و اما عمرو بن حمق فوثب علی عثمان فجلس علی صدرہ و بہ رمق فطعنہ یسع طعنات و قال اما ثلاث منهن فاتی طعنتمن لله و اما سکت فاتی طعننت ایتامن لما کان فی صدری علیہ قال و انصبرنا محمد بن عمر قال حدثنی زبیر بن عبد الله عن جدته قال لما ضربہ بالمشاقص قال عثمان بسم الله توكلت علی الله و اذا الدم کسبل علی اللحیہ یقطر و المصعب بین یدیه فاتکا علی شتہ الایسر و هو یقول سبحان الله العظیم و ضربہ جمیعاً ضربة واحدة فضربره و الله باجی هر یحبی اللیل فی رمة و یصل الترحم و یطعم الملهوف و یحمل الکمل فرحمه الله۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۴ ذکر قتل عثمان و ملبر و بیروت طبع جدید)



ترجمہ: عبدالرحمن بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ میں نے ابن ابی عون سے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ کہ کنعان بن بشر نے عثمان غنی کے ہاتھ اور سر کے اگلے حصہ پر ایک لپٹ کے ڈنڈے سے ضرب لگائی۔ اس نے آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ اور سودان بن حمران نے پہلو کے بل گرنے کے بعد مارا جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ عمر بن حقی عثمان غنی پر جھپٹا۔ اور آپ کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اس وقت آپ کے کچھ ہی سانس باقی تھے۔ اس نے آپ کو ڈنیزے مارے۔ اور کہنے لگا ان میں سے تین تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر مارے ہیں۔ اور بقیہ چھاپس وجہ سے کر میرے دل میں عثمان غنی کے بارے میں کچھ میل تھا۔

زبیر بن عبد اللہ اپنی جدہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب عثمان غنی کو برہمچوں سے مارا جا رہا تھا۔ تو آپ نے بسم اللہ اور توکلت علی اللہ کے الفاظ کہے اور خون کے قطرے آپ کی داڑھی میں سے گر رہے تھے۔ اور قرآن کریم آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اپنی بائیں جانب ٹیک لگائی۔ اور ”سبحان اللہ العظیم“ آپ کی زبان پر تھا۔ موجود تمام بواٹیوں نے آپ پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ اور قتل کر دیا۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان غنی ایک رکعت میں ساری ساری رات گزارنے والے صلہ رحمی کرنے والے مغربیوں کو کھانا کھلانے والے اور مشکلات برداشت کرنے والے تھے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

## سودان ابن حمران کا انجام

### البدایۃ والنہایۃ

ثُمَّ تَقَدَّمَ سَوْدَانُ بْنُ حَمْرَانَ بِالسَّيْفِ فَمَازَعَنَهُ نَائِلَةً فَخَطَّحَ أَصَابِعَهَا فَوَلَّتْ فَضْرَبَ عَجِزَتَهَا بِيَدِهِ وَقَالَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ الْعَجِيزَةُ وَضْرَبَ عُثْمَانَ فَفَتَكَ فُجَاءً غَلَامٌ عُثْمَانَ فَضْرَبَ سَوْدَانَ فَفَتَكَ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۱۸۸)

ترجمہ: پھر سودان بن حمران تلوار لیے قتل عثمان کے لیے آگے بڑھا۔ تو اس کو عثمان غنی کی زوجہ نائلہ نے روکنا چاہا۔ اس نے اُن کی انگلیاں کاٹ دیں۔ جب وہ پیچھے ہٹیں۔ تو اس نے ہاتھ سے اُن کے چوڑوں پر زور سے ضرب لگائی۔ اور کہنے لگا۔ اس کے چوڑے بڑے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام آیا۔ اور اس نے سودان بن حمران کو میان سے مار ڈالا۔



## عمرو بن حنظلہ کا انجاشام

البداية والنهاية

وَكَانَ مِنْ جَمَلِهِ مَنْ أَعَانَ حَجْرَ بْنَ عَدِيٍّ قَطْلَهُ  
 يَا ذَا ظَهْرٍ إِلَى الْمُرُوسِ قَبَعَتْ مَعَاوِيَةَ إِلَى  
 نَائِبِهِ طَوَّجَهُ وَهُوَ قَدْ اخْتَلَى فِي خَارِ قَمَشَتَهُ  
 حَيَّةٌ فَمَاتَ فَقَطَّعَ رَأْسَهُ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى مَعَاوِيَةَ  
 فَطَيِّفَتْ بِهِ فِي الشَّامِ وَحَايِرَ مَا فَكَانَ أَوَّلَ تَأْسِ طَيْفَةٍ  
 بِهِ ثُمَّ بَعَثَتْ مَعَاوِيَةَ تَبْدَأُ سَمًّا إِلَى زَوْجَتِهِ أُمِّهِ تَبْتُ السَّرِيَّةِ  
 وَكَأَنَّ فِي سَجْنِهِ فَأَلْقَى فِي حُجْرٍ مَا طَوَّعَتْ كَلَمًا  
 عَلَى جَبِينِهِمْ وَتَلَمَّتْ فَمَاءٌ وَقَالَتْ غَيْبَتْ مَمُوءٌ عَنِّي  
 طَوِيلًا ثُمَّ أَهْدَى مَمُوءَةً إِلَى قَتِيلَةٍ

(۱- البداية والنهاية جلد ہشتم ص ۴۸) (۲- الاستيعاب

جلد دوم صفحہ ۵۲۳)

تَرْجَمَ مَا: عمرو بن حنظلہ بن عدی کے عادی بن میں سے تھا۔ جب زیاد نے اسے  
 طلب کیا۔ تو وہ مرسل کی طرف بھاگ نکلا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنا ایک  
 نائب اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک غاری میں  
 چھپا ہوا ہے۔ وہاں ایک سانپ نے اسے ڈسا اور وہ مر گیا۔  
 پھر اس کا سر کاٹا گیا۔ اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا اپنے

اسے شام وغیرہ میں پھیلایا۔ یہ سب سے پہلا سر تھا۔ جو بازاروں میں گھمایا پھرایا  
 گیا۔ اس کے بعد اس سر کو اس کی بیوی آمنہ بنت شریک کے پاس بھیج دیا۔ یہ عورت  
 اس وقت قید تھی۔ چنانچہ وہ سر اس کی گود میں ڈالا گیا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ  
 اس کے ماتھے پر رکھا۔ اور اس کے چہرہ کو چومنا اور کہا۔ تم نے اسے بہت  
 عرصہ مجھ سے چھپائے رکھا۔ پھر جب اسے قتل کر دیا تو اس کے سر کو میرے  
 اں بطور تحفہ دہر دیا۔

توضیح:

جیسا کہ گزشتہ ایک حوالہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ عمرو بن حنظلہ نے حضرت عثمان  
 کو نو زخم لگائے تھے۔ اور وہ مختلف ارادوں پر تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو راضی  
 کرنے کی نیت سے عثمان غنی پر نیر چلانے ہرگز درست نہیں۔ بہر حال اس کو  
 اپنے کیے ہوئے ظلم کی اللہ تعالیٰ نے کئی گنا سزا دینا میں عطا کر دی۔ مگر سے بے گھر  
 ہوا۔ غاری میں پھپھار سانپ کے ڈسنے پر مر گیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر معاویہ کو پیش کیا  
 گیا۔ پھر اسے شام کے شہروں میں سرعام پھرایا گیا۔ اور بالآخر اس کی بیوی کو یہ  
 کے طور پر دیا گیا۔ یہ سزائیں ایک سے ایک بڑھ کر باعثِ عبرت ہیں۔

## کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجاشام

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کی گورنری قیس  
 بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کی مصری لوگ اگرچہ شہادت  
 عثمان کے بعد عام طور پر غیر جانبدار ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا ایک قبیلہ  
 ”خزیمہ“، دل میں شہادت عثمان غنی کا صدمہ رکھتا تھا۔ یہ قبیلہ دس ہزار  
 جنگجو جوانوں پر مشتمل تھا۔ جناب قیس بن سعد ان کی ولی حالت اور ظاہری



طاقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ فی الحال حسن سلوک کا برتاؤ کر رہے تھے۔ اور ان سے زبردستی بیعت لینے کو بہتر نہ سمجھتے تھے۔ جب خزیرہ لینے کا وقت آیا۔ تو انہوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت علی المرتضیٰ نے قیس بن سعد کو ان کے متعلق لکھا۔ کہ اہل خربتہ سے میری بیعت نہ اور اگر انکار کریں۔ تو ان کے خلاف قوت استعمال کرو۔ اس کے جواب میں قیس بن سعد نے یہی لکھا۔ کہ اس سکیم پر فی الحال عمل کرنا دشوار ہے۔ لہذا وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ ادھر دمشق میں مقرر کردہ جاسوسوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو قیس بن سعد کے حسن سلوک کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ اس کان بھرنے پر حضرت علی نے پھر سے قیس بن سعد کو حکم دیا۔ کہ انکار بیعت پر ان کے ساتھ جنگ کی جائے لیکن اس دفعہ بھی قیس بن سعد نے یہی عرض کیا۔ کہ ان لوگوں پر سختی کرنا، بغاوت کا روپ دھارے گی۔ لہذا انہیں ابھی ان کے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ شہادت عثمان کا سدھہ ابھی ان کے دل میں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہی سدھہ مقابلہ پر انہیں تیار کر دے۔ اور پھر سے شہادت عثمان کے مسئلہ پر ایک مصیبت کھڑی ہو جائے۔ اس رقعہ کے پہنچنے پر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر نے مشورہ دیا۔ کہ آپ قیس کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اس کی جگہ بھیج دیں۔ بالآخر ایسا ہی جب کیا گیا۔ تو قیس بن سعد نے محمد بن ابی بکر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ اور خود مدینہ منورہ آگئے۔ لیکن محمد بن ابی بکر نے تاجر بہ کاری کی بنا پر اہل خربتہ کو کہا۔ کہ تم یا تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔ ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ اہل خربتہ نے انکار کر دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور وہ شکست خوردہ واپس آگیا۔ ادھر اہل خربتہ نے خون عثمان کا بدلہ لینے کا آواز بلند کیا۔ دوسری

طرف سے امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کے لیے عمرو بن العاص کو چھ ہزار فوج دے کر روانہ کر دیا۔ خود محمد بن ابی بکر نے کناز بن بشر کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور پیچھے پیچھے خود بھی دو ہزار کاشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکل پڑا۔ عمرو بن العاص اور کناز بن بشر کی افواج میں لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں کناز اور اس کی فوج گھیرے میں آنے کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔ جب محمد بن ابی بکر کو کناز کے مرنے کا پتہ چلا۔ تو اس وقت اس کے اپنے فوجی بھی ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس پر محمد بن ابی بکر چھپ گیا۔ تاریخ طبری:

قَلَمًا رَأَى ذَلِكَ مُحَمَّدٌ خَرَجَ يَمْشِي فِي الطَّرِيقِ حَتَّى  
اِنْتَهَى إِلَى خَرِبَةٍ فِي تَاحِيَةِ الطَّرِيقِ قَامَ إِلَىهَا  
وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى دَخَلَ الْفُسْطَاطَ  
وَخَرَجَ مَعَاوِيَةُ بْنُ خُذَيْجٍ فِي طَلَبِ مُحَمَّدٍ  
حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى عُلُوجٍ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَسَأَلَ لِمُضِلِّ  
مَرَّ بِكُمْ أَحَدٌ تَسْبِيحًا وَكَذَلِكَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلَّهِ  
إِلَّا آتَى دَخَلَتْ تِلْكَ الْخَرِبَةُ فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ فِيهَا  
جَالِسٍ فَقَالَ ابْنُ خُذَيْجٍ هُوَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ  
فَأُطْلِقُوا بَرَكُومُونَ حَتَّى دَخَلُوا عَلَيْهِ فَاسْتَعْرَضُوهُ  
وَقَدْ كَادَ يَمُوتُ عَطَشًا فَأَقْبَلُوا بِهِ فَخَوَّ  
فُسْطَاطٍ مِصْرِي قَالَ وَوَيْبَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ ابْنِ بَكْرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَكَانَ فِي جُنْدِهِ  
فَقَالَ أَتَقْتُلُ ابْنِي صَبْرًا إِنْ بَعَثَ إِلَيَّ مَعَاوِيَةَ  
بْنُ خُذَيْجٍ فَأَمَّا هُوَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ



يَا مُرَّةَ أَنْ يَأْتِيَهُ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ  
 أَلَا إِلَهُكَ قَتَلْتُمْ كِنَانَةَ بْنَ بَشْرٍ وَأَخْلَى أُنَاعَنَّ  
 مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هَيْهَاتَ أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ  
 أَوْلِيائِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ فَقَالَ لَهُمُ  
 مُحَمَّدٌ اسْقُونِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَنِي  
 خَدَّيْجٍ لَا سَقَاءَ اللَّهُ إِنْ سَقَاكَ قَطْرَةٌ أَبَدَ إِلَيْكُمْ  
 مَنَعْتُمْ عِثْمَانَ أَنْ يَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى قَتَلْتُمُوهُ  
 صَائِمًا مُعْرِضًا فَتَلَا اللَّهُ بِالزَّجْحِقِ الْمَحْتَرَمِ وَاللَّهُ  
 لَا قِتْلَتَكَ يَا ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَيَسْقِيكَ اللَّهُ الْحَمِيمِ  
 وَالْعَسَاقُ قَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ يَا ابْنَ الْيَهُودِيَّةِ  
 السَّاجِدُ لَيْسَ إِلَهُكَ إِلَيْكَ وَإِلَى مَنْ ذَكَرْتَ إِنَّمَا  
 إِلَهُكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْقِي أَوْلِيَاءَهُ وَيُطْفِئُ  
 أَعْدَاءَهُ أَنْتَ وَضَرَبَا وَكَوْنُكَ وَمَنْ كَوْنَهُ أَمَا وَاللَّهِ  
 لَوْ كَانَ سَيِّئِي فِي يَدِي مَا بَلَغْتُمْ مِنِّي هَذَا قَالَ  
 لَهُ مُعَاوِيَةُ أَتَذَرُنِي مَا أَصْنَعُ بِكَ أَذْخُلُكَ فِي  
 جُوفِ حِمَارٍ ثُمَّ اخْرُجْهُ عَلَيْكَ بِالنَّارِ فَقَالَ لَهُ  
 مُحَمَّدٌ إِنْ فَعَلْتُمْ فِي ذَلِكَ فَعَلْتُ مَا فَعَلَ ذَلِكَ ،  
 يَا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَإِنِّي لَا زَجَرَ هَذِهِ النَّارِ الَّتِي تُعْرِقُنِي  
 بِهَا أَنْ يَجْعَلَهَا اللَّهُ عَلَى بَرْدٍ أَوْ سَلَامًا كَمَا جَعَلَهَا  
 عَلَى نَحِيلِهِمْ إِبْرَاهِيمَ وَأَنْ يَجْعَلَ عَلَيْكَ وَحَلِي  
 أَوْلِيَاءَكَ كَمَا جَعَلَهَا عَلَى ثَمْرُودَ وَأَوْلِيَاءِيَهُ

إِنَّ اللَّهَ يُخْرِقُكَ وَمَنْ ذَكَرْتُمْ قَبْلُ وَإِنَّمَا مَلَكٌ  
 يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَهَذَا أَشَارَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ  
 بِنَارٍ تَلْطَفِي عَلَيْكُمْ كَمَا خَبَتْ زَادَ هَا اللَّهُ سَعِيدًا  
 قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ إِنِّي إِنَّمَا أَهْتَمُّ بِعِثْمَانَ قَالَ  
 لَهُ مُحَمَّدٌ وَمَا أَنْتَ وَعِثْمَانُ إِنْ عِثْمَانُ عَمِلَ  
 بِالْجَوْرِ وَبَذَحَكُمْ الْقُرْآنَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ  
 تَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَخُفْ يَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ  
 هُمُ الْقَاسِقُونَ فَتَعَمَّنَا ذَلِكَ عَلَيْكَ فَقَتَلْنَاهُ وَ  
 حَسَبْتُ أَنْتَ لَهُ ذَلِكَ وَظَنَّا وَكَ فَقَدْ بَرَأْنَا اللَّهَ  
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَمَنْ ذَنْبُهُ وَأَنْتَ شَرِيكُهُ فِي إِثْمِهِ  
 وَعَظِيمُ ذَنْبِهِ وَجَاعِلُكَ عَلَى مِثَالِهِ قَالَ فَغَضِبَ  
 مُعَاوِيَةُ فَقَدِمَهُ فَقَتَلَهُ ثُمَّ الْقَاءَ فِي جِيْنَةٍ جَارٍ  
 ثُمَّ اخْرُجْهُ بِالنَّارِ -

- (۱- تاریخ طبری جلد ششم ص ۵۹، ۶۰ سنہ ۳۸  
 مطبوعہ بیروت طبع جدید)  
 (۲- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۱۵-۳۱۶ کامل  
 ابن اثیر جلد سوم ص ۳۵۶، ۳۵۷)

ترجمہ: جب محمد بن ابی بکر نے دیکھا کہ تمام ساتھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں  
 تو وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ حتیٰ کہ ایک دیران مکان میں داخل ہوا  
 جو قحوطہ اس راستے سے ہٹ کر تھا۔ اُدھر عمرو بن العاص والپس میسے  
 میں آگیا۔ اور معاویہ بن خدیج اس کھوج میں نکلا۔ کہ کہیں محمد بن ابی بکر



کا پتہ چل جائے۔ چلتے چلتے وہ ایک کھجور کی بنی ہوئی بھیگی کے پاس آئے اور اس میں رہنے والوں سے پوچھا۔ کیا تم نے یہاں سے کوئی اجنبی گزرتے دیکھا ہے؟ ان میں سے ایک بولا۔ خدا کی قسم! ایک آدمی کے بارے میں اتنا علم ہے۔ کہ میں جب فلان ویران مکان کی طرف گیا۔ تو مجھے اچانک اس میں ایک اجنبی نظر آیا تھا۔ ابن خدیج نے کہا۔ وہ بجز احمد بن ابی بکر ہی ہے۔ اب وہ اس ویران مکان کی طرف متوکل بن لگاتے چل پڑے۔ جب اس میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ محمد بن ابی بکر پیاس کی شدت کے مارے قریب المرگ تھا۔ اسے وہاں سے نکال کر مصر کی طرف واقع غیمہ میں لے آئے۔ اُسے دیکھ کر اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر چھلانگ لگا کر اٹھا۔ اور عمرو بن العاص کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کیا آپ میرے بھائی کو ہاتھ باندھ کر قتل کرو گے؟ ابن خدیج کی طرف پیغام بھیجو۔ کہ وہ میرے بھائی کے خون سے رُک جائے۔ اس پر عمرو بن العاص نے ایک آدمی ابن خدیج کی طرف بھیجا اور پیغام دیا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیجا جائے۔ جب یہ پیغام ابن خدیج کے پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا۔ کیا تم نے کنا نہ بن بشر کو اس طرح قتل نہیں کیا؟ اور مجھے کہتے ہو۔ کہ محمد بن ابی بکر سے ہاتھ اٹھاؤں۔ بڑا افسوس ہے۔ کیا کفار تمہارے نزدیک ان لوگوں سے بہتر ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے؟ محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو پانی پلانے کا کہا۔ اس پر معاویہ بن خدیج نے کہا۔ تجھے اللہ ہمیشہ کے لیے ایک قطرہ بھی نہ دے۔ کیا تم نے عثمان غنی کو پیاسے قتل نہیں کیا؟ وہ حالت احرام میں اور روزہ سنے تھے۔ پھر وہ قتل کے بعد اللہ البعوت

کے پاس مہر شدہ خنقی پانی پائیں گے۔ خدا کی قسم! اسے اب بکر کے بیٹے میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ پھر اللہ تجھے دوزخ کا گرم پانی اور پیپ پلائے گا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اسے یہودن کے بیٹے! اسے بولا ہے کہ بیٹے! یہ تیرے اختیار میں نہیں اور نہ ہی وہ تیرے اختیار میں ہے کہ جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو پلاتا ہے۔ اور دشمنوں کو پیسا سا رلاتا ہے۔ وہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ جو اللہ کے دشمن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو تم میرے ساتھ یہ معاملہ نہ کر سکتے۔ جو کرنے والے ہو۔ معاویہ نے کہا۔ ہمیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ میں تجھے گرمے کے پیٹ میں ڈال کر آگ لگا کر جلانے والا ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ تم جس آگ میں مجھے ڈال کر جلانا چاہتے ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ ابراہیم خلیل کی طرح میرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دے گا۔ اور اسے تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ایسا بنا دے گا۔ جیسا کہ نروذ اور اس کے ساتھیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور جن کا تم نے ذکر کیا سب کو آگ میں جلانے۔ اور تیرے امام یعنی معاویہ کو بھی جلانے۔ اور کہا۔ کہ یہ آگ اے عمرو بن العاص تم پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جب کبھی ٹھنڈی ہونے لگے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بھڑکا دے گا۔ اس کو معاویہ نے کہا۔ کہ میں تجھے حضرت عثمان کے بدلے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ کہاں تم اور کہاں عثمان؟ بے شک عثمان نے ظلم کا راستہ اپنایا



اور احکام قرآن کو پھینک دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اشارے کے ساتھ فیصلہ نہیں کرنا وہ فاسق ہے۔ ہم نے عثمان سے اس وجہ سے انتقام لیا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اور تو اور تیرے ساتھی عثمان کے اس طریقہ کو اچھا سمجھتے ہو۔ اور انشاء اللہ ہمیں خداوند قدوس اس گناہ سے بڑی کر دے گا۔ اور تو اس کے گناہ میں شریک ہے۔ اور اس کے گناہ کے بڑا کرنے میں اس کا ساتھی ہے۔ اور اپنے آپ کو اسی بیچ پر ڈالنے والا ہے۔ یہ سن کر معاویہ غضب ناک ہوا۔ اور اگلے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک مہرے ہوئے گدھے (کی کھال) میں ڈال کر جلا دیا۔

## مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ محمد بن ابی بکر ایک ناجبرہ کا رعا ل تھا۔
- ۲۔ اس کے مد مقابل وہ لوگ تھے۔ جن کے دلوں میں عثمان غنی کے ناحق قتل کا شدید صدمہ تھا۔
- ۳۔ محمد بن ابی بکر کے مقابل میں لڑنے والی فوج کے اندر عمرو بن العاص کی کمرنگی میں اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھا۔
- ۴۔ محمد بن ابی بکر اپنے آپ کو حتیٰ پر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ظالم اور احکام الہیہ کا منکر سمجھتا تھا۔
- ۵۔ اسے اپنی صداقت پر اطمینان کی وجہ سے یہ خیال تھا۔ کہ اس کی خاطر عدلیٰ جانے والی آگ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔
- ۶۔ معاویہ بن خدیج نے اسے قتل کرنے سے پہلے کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارا قتل

عثمان غنی کے قتل کے بدلہ میں کیا جا رہا ہے۔

۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کی درخواست پر عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو پیغام بھجوایا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیج دو۔ لیکن انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے کن ذنب بشر کو عثمان غنی کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ تو محمد بن ابی بکر نے بھی تو وہی جرم کیا ہے۔ اس لیے اس کی خلاصی کیوں؟

## ملحدہ فکریہ:

گزشتہ حوالہ جات سے ثابت شدہ امور بالا سے محمد بن ابی بکر کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں کیوں قتل کیا گیا۔ جب یہ بات خود محمد بن ابی بکر کے قول سے عیاں ہے۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں ملوث ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اعلا غیر کہتا ہے۔ کہ ہم نے عثمان غنی کو اس لیے قتل کیا۔ کہ وہ ظلم کا راستہ اپنانے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کر چکے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے احکام سے روگردانی کرنے والا، کافر، ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے قتل کیے جانے کا مستحق ہے۔ لہذا اول تو ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کو قتل کیا ہے۔ اور اگر کچھ قصور ہی سی ہے احتیاطی ہو بھی گئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نیت کے خلوص کی وجہ سے معاف کر دے گا۔ اب جب اسے خود اعتراف ہے۔ کہ قتل عثمان غنی میں میرا ہاتھ ہے۔ تو پھر اس کی طرف سے درمحدث ہزاروی، کا صفا فی پیش کرنا اور افضل العباد کا لقب دے کر امیر معاویہ پر اس کے قتل کی ذمہ داری ڈالتے ہوئے شرم آتی چاہیے تھی۔ کیا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل محدث ہزاروی کی نظر میں درست تھا؟ کیا محمد بن ابی بکر کی طرح تم بھی عثمان غنی کو ظالم اور احکام الہیہ کا نافرمان سمجھتے اور کہتے ہو۔؟ اگر محمد بن ابی بکر کی طرف داری کا پاس ہو گا۔ تو عثمان غنی



## ایک مشہور اعتراض

### قتل عثمان بن امیر معاویہ کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا

حضرت عثمان غنی کے قتل کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لیے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں کتبہ پروری سے کام لیا۔ اور مختلف جگہوں پر اپنے رشتہ دار گورزو عامل مقرر کر دیئے جس کی وجہ سے لوگوں پر مظالم ڈھائے گئے۔ مثلاً مصر کی گورزی آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو دی تھی۔ ان کے مظالم کی مصر میں نے شکایات کیں۔ اور معزولی کا مطالبہ کیا عثمان غنی نے اس مطالبہ پر حضرت علی اور طلحہ کے مشورہ پر ان کی جگہ نیا گورز محمد بن ابی بکر کو مقرر کر دیا۔ محمد بن ابی بکر کی تقرری مصریوں کی مرضی سے ہوئی تھی جب محمد بن ابی بکر اور مصر سے آئے ہوئے لوگ واپس جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک اہم بات پیش آئی۔ جسے طبری نے یوں بیان کیا۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو وَعَلِي

قَالَ أَحَدُ ثَنَاحِ سَيْنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ قَالَ إِذَا نَمَارِدَ أَهْلَ الْمِصْرِ

کے بارے میں محدث ہزاروی کے بھی وہی نظریات ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تبیں مبارک۔ اور اگر حضرت عثمان غنی کے قتل کو قتل ناحق کہتے ہو اور انہیں خلیفہ راشد سمجھتے ہو۔ اور ان کے اوصاف و کمالات کے معترف ہو۔ تو پھر ایسے عظیم صحابی کے قتل میں شریک محمد بن ابی بکر کی براءت اور وکالت کس لیے کی جا رہی ہے۔ اس مقام پر عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ ”محدث ہزاروی“ اتنا کہہ دیتا۔ کہ قتل عثمان میں محمد بن ابی بکر کی شرکت بہت بڑی غلطی تھی۔ اور اسی غلطی کی بنا پر اسے معاویہ بن خدیج نے قتل کر دیا۔ یاد رہے کہ جناب معاویہ بن خدیج کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ (اس کا ثبوت عنقریب آرہا ہے) ہاں یہ بھی خیال رہے۔ کہ محمد بن ابی بکر اگرچہ اس نے خود بنفسہ عثمان غنی کے قتل میں حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن قاتلین کو اس کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ عثمان غنی کی داڑھی پکڑنے والا اور ان کی توہین کرنے والا ضرور ہے۔ اگرچہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی پرورش کی تھی۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے ان کو اس کے قتل کیسے جانے پر دکھ ہوا۔ لیکن دونوں باتیں پیش نظر رکھ کر ہمیں یہی کہنا چاہیے۔ کہ عثمان غنی کی شہادت میں محمد بن ابی بکر کا ہاتھ اور پھر محمد بن ابی بکر کا آگ میں جلایا جانا مقدر تھا۔ اس لیے ہم اس کے لیے اور ان تمام حضرات کے لیے جو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جھگڑوں میں انتقال کر گئے۔ ان سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔



إِلَى عُثْمَانَ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ هَذِهِ آتَاءُ أَذْرَكَهُمْ  
عَلَّامٌ يُعْثِمَانُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ بِصَعِيقَةٍ إِلَى أُمِّهِ وَصِي  
أَنْ يَقْتُلَ بَعْضُهُمْ وَآنَ يُصَلِّبَ بَعْضُهُمْ فَكَلَّمَا  
أَقْوَا عُثْمَانَ قَالُوا هَذَا عَلَّامُكَ قَالَ خَلَّاهُ  
لَا تَطْلُقْ بِغَيْرِ عَلِيمٍ قَالُوا اجْعَلْكَ قَالَ أَخَذَهُ  
مِنْ الدَّارِ بِقَتْلِ أَمْرِي قَالُوا احْتَاطُكَ قَالَ  
لَقُتْ عَلَى الْخ.

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۱۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں۔ بے شک مصری لوگ عثمان  
غنی کے ہاں سے پلے جانے کے بعد مڑ کر واپس اس لیے آ گئے۔  
کہ راستہ میں انہیں عثمان غنی کا غلام ملا۔ جو ان کے اونٹ پر سوار تھا۔  
اور اس کے پاس امیر مصر کی طرف لکھا ہوا۔ ایک رقعہ تھا۔ رقعہ کا  
مضمون یہ تھا۔ کہ جب یہ لوگ واپس تمہارے پاس مصر میں پہنچ جائیں  
تو ان میں سے بعض کو قتل کر دینا۔ اور دوسروں کو پھانسی پر چڑھا  
دینا۔ ان لوگوں نے غلام اور رقعہ وغیرہ پکڑ کر عثمان غنی کے پاس  
آ کر پوچھا۔ کیا یہ آپ کا غلام ہے؟ کہا ہاں میرا غلام ہے لیکن میری  
اجازت کے بغیر ملا گیا تھا انہوں نے پوچھا کیا جس اونٹ پر سوار تھا۔  
وہ آپ کا اونٹ نہیں فرمایا میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے یہ  
لے گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا اس رقعہ پر آپ کی ہرگی ہوئی نہیں؟  
آپ نے کہا۔ ہاں میری ہے۔ اس نے خود لگائی ہے۔ الخ

جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ساری کاروائی عثمان غنی نے نہیں بلکہ ان کے سارے  
مروان نے کی ہے۔ تو مطالبہ کیا گیا۔ کہ مروان کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔  
آپ نے اس خوف سے پیش نہ کیا۔ کہ یہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ رپلاں  
نے یہ رخ اختیار کیا۔ کہ محمد بن ابی بکر اور مصریوں نے یہ تہیہ کر لیا۔ کہ عثمان غنی کی  
ایسی کتبہ پروری کا انہیں مزہ چکھایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ  
کیا۔ اور بالآخر عثمان غنی قتل کر دیئے گئے۔ ان حالات و واقعات کے پیش نظر نتیجہ  
یہی نکلتا ہے۔ کہ قتل عثمان غنی خود ان کی زیادتی سے وقوع پذیر ہوا۔ محمد بن  
ابی بکر اور مصریوں کا اس میں قصور نہ تھا۔ اگر عثمان غنی، مروان کو سامنے لے آتے  
تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔ جب عثمان غنی کو بخوبی علم تھا۔ کہ یہ شرارت یا سازش  
ان کے سارے مروان کی ہے۔ تو پھر اسے پیش کیوں نہ کیا گیا؟

## خجاست باقلی

اس اعتراض کا دار و مدار سائب کلبی کی عبارت  
پر ہے جو کذا بشیعہ ہے

ہم نے ایک مستقل باب کے تحت ان کتابوں اور ان مصنفین کے بارے  
میں تفصیل سے بحث کر دی ہے۔ جن کے بارے میں اہل تشیع یہ کہتے ہیں۔ کہ  
یہ کتابیں اہل سنت کی ہیں۔ اور ان کے مصنفین پچھے سنی ہیں۔ یہاں اس کی دوبارہ  
وضاحت کی ضرورت نہیں۔ صرف اعتراض مذکورہ کے ضمن میں بطور جواب



عزمن ہے۔ کہ تاریخ طبری کے مصنف ابو جعفر محمد بن جریر طبری میں تشیع پایا جاتا ہے اس لیے ان کی کتاب کی وہ روایات جو اہل تشیع کے حق میں اور اہل سنت کے خلاف جاتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر بطور حجت پیش نہیں کی جاسکتیں۔ علاوہ انہی روایت مذکورہ میں اس کا بنیادی راوی محمد بن السائب الکلبی بالغانی شیعہ ہوتی، شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

### میزان الاعتدال:

قَالَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ وَكَانَ سَبَائِيًّا قَالَ أَبُو مَعَاوِيَةَ قَالَ الْأَعْمَشُ إِنْ هَذَا السَّبَائِيَّةُ فَإِنِّي أَذْرِكُ النَّاسَ إِذَا مَا يَسْمَعُونَ هَهُوَ الْكَذَّابُ الْبَيْنُ الْبَخْ.

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۲۲۷ ح ۲۲۷)

ترجمہ: یزید بن زریع نے کہا کہ وہ کلبی سبائی تھا۔ ابو معاویہ نے بحوالہ اعمش کہا کہ اس کلبی سبائی سے بچو۔ کیونکہ میں نے بہت سے لوگوں کو اسے کذاب کہتے سنا ہے۔۔۔ روایت حدیث میں اس نے مناکیر ذکر کیں۔ بالخصوص جب ابو صالح عن ابن عباس کوئی روایت ذکر کرتا ہے۔ ابن جہان نے کہا کہ کلبی ان سبائیوں میں سے تھا۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ علی المرتضیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہ یقیناً دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر عدل و انصاف سے اسے بھر دیں گے۔ جیسا کہ اب ظلم سے بھری پڑی ہے۔ اگر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر آتا ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں امیر المومنین علی المرتضیٰ جلوہ فرمایا ہیں۔ ہمام نے کہا کہ میں نے خود کلبی کی زبانی سنا کہ

وہ اپنے آپ کو سبائی کہتا تھا۔ اس طرح ابو عوانہ سے مروی ہے کہ کلبی کو انہوں نے یہ کلمات کہتے سنا۔ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی دکھاتا تھا۔ جب آپ بیت الخلا جاتے تو پھر جبریل یہ حضرت علی المرتضیٰ کو وحی دکھاتا تھا۔

### احیان الشیعہ:

وَكَانَ الْكَلْبِيُّ يَقُولُ أَنَا سَبَائِيٌّ أَيْ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَاءٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ عَلِيًّا لَوْ يَمُتُ وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى الدُّنْيَا قَبْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ فَيَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مَلَأَتْ جَبْرًا وَإِنْ رَأَوْا سَحَابَةً قَالُوا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِيهَا.

(احیان الشیعہ جلد ۹ ص ۳۳۹)

ترجمہ: کلبی اپنے آپ کو عبداللہ بن سباء کے پیروں میں سے کتا کرتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ علی المرتضیٰ کا انتقال نہیں ہوا۔ اور وہ قیامت سے قبل ضرور دنیا میں آئیں گے اور عدل و انصاف سے دنیا کو اس طرح بھر دیں گے۔ جس طرح اب ظلم سے اٹی پڑی ہے۔ یہ لوگ جب کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ اس میں ہیں۔



غَفَلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَقَتَلُوهُ وَالْفَتْحَ يَابُ الْقَيْمَةِ -

مقدمہ ابن خلدون جلد اول ص ۲۶۹ مطبوعہ

بیروت من طباعت من المجلد

ترجمہ: (جب کوئی لوگوں نے مصر کے گورنر کی معزولی کا حضرت عثمان سے مطالبہ کیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔) پھر حضرت علی المرتضیٰ سیدہ عائشہ صدیقہ زہیر اور طلحہ وغیرہ حضرات نے ان لوگوں کے بات ماننے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عثمان نے مصر کے گورنر کو معزولی کر دیا۔ اب یہ لوگ واپس چل پڑے۔ اور تھوڑی دیر گزرنے کے بعد واپس آ گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں ایک رقعہ تھا۔ جس کے بارے میں انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ یہ رقعہ عثمان غنی کے غلام (قاصد) سے پکڑا گیا ہے۔ وہ اس رقعہ کو مصر کے گورنر کی طرف لے جا رہا ہے۔ رقعہ میں لکھا تھا۔ کہ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عثمان غنی نے قسم اٹھائی۔ کہ رقعہ میرا لکھا ہوا نہیں۔ میں اس میں کسی طرح بھی لوث نہیں ہوں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ آپ اپنے کاتب مروان کو ہمارے سپرد کریں۔ مروان نے بھی قسم اٹھائی۔ کہ مجھے بھی اس رقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر عثمان غنی نے فرمایا اب اس سے بڑھ کر اس معاملہ میں تسلی بخش بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ پھر ان لوگوں نے آپ کے کمر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر رات ڈھلتے وقت آپ پر حملہ کر دیا۔ جب کہ دوسرے لوگ اُدھر سے بے خبر ہرچکے تھے۔ آپ کو قتل کر دیا۔ اور فتنہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔

## جَوَابُ دُفْعِ

غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے نزدیک غلط ہے

مقدمہ ابن خلدون:

وَقَامَ مَعَهُمْ فِي ذَلِكَ عِلِّيٌّ وَعَائِشَةُ  
وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَغَيْرُهُمْ يَخَافُونَ  
تَسْكِينِ الْأُمُورِ وَرَجُوعِ عُثْمَانَ إِلَى أَيْمِهِمْ  
وَعَزْلَ لَهُمْ عَامِلَ مِصْرٍ فَانْضَرُّوا قَلِيلًا  
ثُمَّ رَجَعُوا وَقَدْ لَبَسُوا بَكْتَابٍ مَدَّ لَيْسَ يُعْمَلُونَ  
أَلَهُمْ لَفْتَةٌ فِي يَدِ عَامِلِهِ إِلَى عَامِلِ مِصْرٍ يَأْتِ  
يَعْتَلَهُمْ وَحَلَّتْ عُثْمَانُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا كُنَّا  
مِنْ مَرَوَانَ فَتَيَانَهُ كَاتِبُكَ فَحَلَمْتَ مَرَوَانَ  
فَقَالَ لَيْسَ فِي الْحُكْمِ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا  
فَعَاصَرُوهُ بِدَارِهِمْ ثُمَّ بَيَّعُوهُ عَلَى حِينِ



## جواب سوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھ جانے کا اظہار فرمایا

تاریخ طبری؛

فَاتَا هُمُ النَّاسَ فَكَلَّمُوهُمْ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ  
فَقَالَ مَا رَدَّ كُتُوبُهُ ذَهَابَكُمْ وَرَجُوعُكُمْ  
عَنْ رَأْيِكُمْ قَالُوا اخَذْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا  
يَقْتُلُنَا وَآتَاهُمْ طَلْحَةَ فَقَالَ الْبَصَرِيُّونَ  
مِثْلَ ذَلِكَ وَآتَاهُمْ رَبِيرٌ فَقَالَ الْكُوفِيُّونَ  
مِثْلَ ذَلِكَ وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ وَالْبَصَرِيُّونَ  
فَنَعْنُ نَنْصُرُ انْفُوا نَنَا وَنَمْنَعُهُمْ جَمِيعًا كَأَنَّمَا  
كَانُوا عَلَى مِيعَادٍ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ كَيْفَ عَلِمْتُمْ  
يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْبَصَرَةِ بِمَا لَقِيَ أَهْلُ  
مِصْرَ وَقَدْ سِرُّوهُمْ رَاحِلَ ثُمَّ طَعُوا يَوْمَ نَحْوَنَا  
هَذَا وَاللَّهُ أَمْرٌ أَبْرَمٌ يَا لَمَدِّ يَتَو-

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۵۰۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قرجمہ: جب مصری اور کوئی لوگ پھر واپس آ گئے۔ تو مختلف لوگوں نے ان سے گفتگو کی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ان سے پوچھا۔ جب تم لوگ یہاں سے جا چکے تھے۔ اور تم نے اپنی بات منوالی تھی۔ اب واپس کیوں آنا ہوا۔؟ کہنے لگے۔ ہم نے ایک قاصد کے ہاتھوں ایک رقعہ پکڑا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم درج تھا۔ ان لوگوں کے پاس حضرت طلحہ آئے۔ ان کو بھی انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر حضرت زبیر آئے۔ تو کوئیوں نے وہی جواب دیا۔ کوئی اور بصری دونوں بول پڑے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور ایک دوسرے کا دفاع کریں گے۔ یوں گفتا ہے کہ وہ پہلے سے یہ پروگرام بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت علی نے پوچھا۔ کہ اسے کوئی اور بصری! تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ مصریوں کے ساتھ یہ معاملہ پیش آنے والا ہے۔ حالانکہ تم تو یہاں کافی دور جا چکے تھے۔ پھر تم واپس آ گئے۔ خدا کی قسم! یہ تم نے مدینہ میں ہی سازش تیار کر لی تھی۔

البدایۃ والنہایۃ:

قَالَ عَلِيٌّ لَا هَلْ مِصْرَ مَا رَدَّ كُتُوبُهُ  
ذَهَابَكُمْ وَرَجُوعُكُمْ عَنْ رَأْيِكُمْ فَقَالُوا  
وَجَدْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا يَقْتُلُنَا وَكَذَلِكَ  
قَالَ الْبَصَرِيُّونَ كِطْلَحَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لِرَبِيرٍ  
وَقَالَ أَهْلُ كِلَ وَضُرِي انْمَا اجْتَمَعْنَا لِنَنْصُرَ امْعَابَنَا  
فَقَالَ لَهُمُ الصَّعَابَةُ كَيْفَ عَلِمْتُمْ بِذَلِكَ وَمِنْ  
امْعَا يَكُمُ وَقَدْ افْتَرَقْتُمْ وَصَارَ بَيْنَكُمْ



مَرَّاحِلُ اِنَّمَا هَذِهِ اَفْئَاتُكُمْ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا  
 خَعْنُوهُ عَلَى مَا ارَادْتُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي هَذَا  
 الرَّجُلِ لِيَعْتَمِرَ لَنَا وَ نَحْنُ نَعْتَمِرُ لَهُ يَعْشَوْنَ اِنَّهُ  
 اِنْ نَزَلَ عَنِ الْخَلَاةِ تَنَزَّ كَوْهًا اِيْمَانًا۔

البدایة و النہایہ جلد ہفتم ص ۴۷ مطبوعہ

بیر وقت طبع جدید

ترجمہ :

(جب کوئی اور بصری کافی مراحل جا کر واپس آگئے)۔ تو ان کے پاس  
 بہت سے لوگ آئے۔ جن میں علی المرتضیٰ بھی تھے۔ پوچھا کہ تم لوگ  
 جب جا چکے تھے۔ تو پھر واپس کیوں آنا ہوا۔ اور تم اپنے وعدے  
 سے پھر کیوں گئے ہو؟ کہنے لگے۔ وجہ یہ بنی ہے کہ ایک فاصدے  
 ہمیں رقعہ ملا۔ جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ پھر حضرت طلحہ بصریوں  
 کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اور حضرت زبیر  
 کو فیوں کے پاس گئے۔ اُن کا جواب بھی یہی تھا۔ بصری اور کوئی کہنے  
 لگے۔ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہذا ایک دوسرے کی  
 مدد کریں گے۔ صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اپنے ساتھیوں  
 کے بارے میں یہ خبر کیسے پہنچی حالانکہ تم ایک دوسرے سے کافی  
 دور جا چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمہاری خفیہ چال ہے جو پہلے  
 سے ہی تم نے طے کر لی ہوئی تھی۔ کہنے لگے۔ جو تمہاری سمجھ میں ہے  
 وہ تمہیں مبارک ہو۔ بہر حال ہمیں اس شخص (عثمان غنی) کی کوئی ضرورت  
 نہیں۔ وہ ہمیں چھوڑ دے۔ اور ہم اس کی خلافت سے دستبردار

ہو جائیں۔ اس گفتگو سے اُن کا مقصد یہ تھا۔ کہ اگر عثمان غنی خلافت سے  
 دستبردار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ پھر ہماری طرف سے اس میں ہیں (ورنہ  
 جنگ کا خطرہ ہے)

خلاصہ :

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس خط کی بنا پر ملزم ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اولاً اس  
 کے وقت میں اختلاف ہے۔ یعنی یہ کہ کچھ لوگ مصر کے والی کی شکایت لے کر  
 آئے۔ اور عثمان غنی نے ان کی بات مان کر محمد بن ابی بکر کو مصر کا عامل مقرر کر دیا  
 تو ان لوگوں کو واپسی میں دوران سفر ایک فاصدے سے یہ رقعہ ملا۔ دوسرا یہ کہ جب کوفہ  
 و مصر کے کچھ لوگ بقیۃ بنی ہاشم سے یہ رقعہ ملا۔ دوسرا یہ کہ جب کوفہ  
 وہ دونوں اپنے اپنے راہ پر چل دیئے۔ تو تقریباً تین منازل طے کرنے کے بعد  
 دونوں قافلے واپس مدینہ آئے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ و عیزو نے ان سے والہی کا سبب پوچھا۔  
 تو انہوں نے ایک رقعہ کا نام لیا۔ رقعہ ایک تھا۔ لیکن دو مختلف راستوں پر چلنے والے دو  
 قافلے اسی رقعہ کو اپنی واپسی کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ جس سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے  
 یہی نتیجہ اندک کیا۔ کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور ایک گھناؤنی سازش کے تحت یہ سب کچھ  
 کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت حال کے بعد بھی کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ  
 عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب یہ رقعہ تھا ؟



## جوان جہان

### علامہ محمد احمد جلاء المولیٰ کا ایک بیان

حضرت علی المرتضیٰ کو یہ لوگ باوجود جھوٹا ہونے کے مجبور کرتے رہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ہمارے ساتھ چلو۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا۔ اس کے بعد آپ ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ تاکہ روبرو باتیں ہو کر حقیقت حال آشکار ہو جائے۔ تو حضرت علی نے چاکر امیر المومنین سے کہا۔ کہ یہ میرے پاس مصری بھری اور کوئی لشکروں کے سرکردہ لوگ ہیں۔ انہوں نے دوسری مرتبہ آنے کے بعد اب یہ چھٹی کیا۔ پیش کی ہے کہ یہ چھٹی آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں کا بیان ہے۔ کہ اس چھٹی کو آپ کا غلام لے جاتا تھا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کون سا غلام تھا۔ اور اس وقت کہاں ہے۔ اس کو پیش کریں۔ تاکہ اس کا بیان لیا جائے۔ اور اصلیت ظاہر ہو جائے۔ مگر کوئی ہوتا تو اس کو پیش کرتے۔ دم بخورہ گئے۔ اور انہیں بغلیں جھانکنے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا۔ کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔ کہ یہ چھٹی آپ کے چچا زاد مروان کی لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا جس کو دعویٰ ہو وہ اس کا ثبوت دے۔ مگر کوئی شخص اس کو پائے ثبوت تک نہ پہنچا سکا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ ادَّعَى وَ اَلْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَنكَرَ۔ یعنی مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور انکار کرنے

والے یعنی مدعی علیہ پر قسم کھانا لازم ہے۔ کیونکہ حزب مخالف اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ اس لیے اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر قسم اٹھانا لازم ٹھہرا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ اپنے دعوے کی ثبات نہیں کر سکے۔ اس لیے اب قسم کھانا لازم ہے۔ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے چھٹی لکھی اور نہ کھوائی اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے۔ حضرت علی نے عثمان غنی سے عرض کیا۔ کہ یہ مہرجو اس پر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی ہے۔ تو فرمایا۔ مہر کی نقل محال نہیں۔ اگر اہل فتنہ کی نیت بخیر ہوتی۔ اور انہیں ہدایت و سعادت ازلی سے کچھ حصہ ملا ہوتا۔ تو امیر المومنین کے طعنے اٹھانے پر اپنی ضد چھوڑ دیتے۔ مگر وہ اپنی سرٹ و حرمت پر اڑے رہے۔ اور کمال سیاہ باطنی سے کہنے لگے۔ کہ تم نے چھٹی بھیجی یا نہ بھیجی ہر حالت میں تم فرمانروائی کے اہل نہیں ہو۔ بہتر ہے کہ سند خلافت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا اور خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا۔

(کتاب انصاف عثمان غنی ص ۴۶، ۴۷)

مذکورہ بالا تحریر بالکل واضح اور دو ٹوک انداز میں یہ بتا رہی ہے۔ کہ وہ خط جس کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا لوگ سبب بناتے ہیں۔ وہ بالکل جعلی اور من گھڑت تھا۔ عبداللہ بن سباء کی سازش تھی۔ جو شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اگر منتج ہوئی۔



## جواہرِ پنجم

محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے

ذاتی رنجش کا بدلہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب وہ جعلی دفعہ نہیں بلکہ ایک سبب محمد بن ابی بکر کی ان کے ساتھ ذاتی عداوت و رنجش ہے جس کا پس منظر یوں ہے کہ ایک مرتبہ مفسر سنی (۱۵ برس کی عمر) میں محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے کسی علاقہ کی حکومت کا مطالبہ کیا جس پر آپ نے فرمایا ابھی تم نا تجربہ کار ہو اس لیے حکومت کے اہل نہیں ہو پس اس کے بعد طعن و تینج کا سلسلہ چل نکلا اور یہی بات ایک ثقہ تابعی کے الفاظ میں یوں منقول ہے۔

کامل ابن اثیر:

سُئِلَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مَا دَعَاهُ إِلَى رَكْبِ عُثْمَانَ قَالَ الْغَضَبُ وَالظُّهْمُ كَانَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِمَكَانٍ فَعَزَّهَ أَقْوَامٌ فَطَمَعَ وَكَانَتْ لَهُ أَلَةٌ فَلَزِمَهُ حَقٌّ هَاخَذَهُ عُثْمَانُ مِنْ قَلْبِهِ فَاجْتَمَعَ هَذَا إِلَى ذَلِكَ فَصَارَ مَدْمَمًا بَعْدَ أَنْ كَانَ مُحَقِّدًا ۱۔

(کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱-۱۸۲ ذکر بعض سیرۃ عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: محمد بن ابی بکر کے متعلق کسی نے جناب سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہ اس نے عثمان غنی کا مقابلہ کیوں کیا؟ کہا غصہ اور لالچ کی وجہ سے اسلام میں محمد بن ابی بکر کا ایک اعلیٰ مقام تھا لوگوں نے اسے دھوکہ دے کر حواریا۔ پھر اس نے حکومت کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس معقول وجہ تھا یعنی یہ کہ وہ ابو بکر صدیق کا بیٹا ہے اور مقابلہ پڑٹ گیا جس پر عثمان غنی نے اسے اڑے ہاتھوں لیا تو اسی بات نے محمد بن ابی بکر کو قابلِ مذمت بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس واقعہ سے قبل قابلِ تعریف تھا۔

## جواہرِ ششم

محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ بن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا

محمد بن ابی بکر کو جس شخص نے قتل کیا تھا۔ ان کا نام معاویہ بن خدیج ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور اذروئے عقل یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کا قتل و قتل ناحق نہ تھا کہ اگر معاویہ بن خدیج کی نظر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ غلط ہوتے۔ اور محمد بن ابی بکر ان کے قتل میں شریک ہونا کوئی وجہ جواز رکھتا۔ تو آپ اسے قتل کرتے وقت یہ نہ کہتے کہ میں تجھے ایسا ہی پیارا قتل کروں گا جیسا کہ تو نے عثمان غنی کو قتل کیا تھا حقیقت یہ تھی کہ معاویہ بن خدیج کو عثمان غنی کے ناحق قتل کیے جانے کا شدید صدمہ تھا اور اسے آپ ظالمہ کاروائی سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ در نام نہاد



محدث ہزاروی صاحب،، جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ایک جلیل القدر صحابی حافظ قرآن و حدیث کو معاویہ نے قتل کیا یا کروایا۔ بالکل جہالت اور حقائق سے روگردانی ہے۔ محمود بن ابی بکر کو امیر معاویہ کے دھم سے قتل کیا گیا۔ اور نہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا بلکہ یہ کام معاویہ بن خدیج نے اپنی صوابدید کے مطابق کیا۔ اور معاویہ بن خدیجؓ کو کامیابی ہونا راجح ہے اگرچہ ان کے تابعی ہونے پر سب متفق ہیں۔ اب ذرا محدثین کرام سے ان کی سیرت کے متعلق چند الفاظ ملاحظہ ہوں تاکہ محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کرے میں ان کی شخصیت نکھر کر سامنے آجائے۔

### البدایۃ والنہایۃ؛

ابن جفندہ بن قتیرہ الکندی الخولانی المصری  
صَحَابِيٌّ عَلَى قَوْلِ الْأَكْثَرِيْنَ وَذَكَرَهُ ابْنُ  
حَبَّانٍ فِي الثَّابِعِينَ مِنَ الثِّقَاتِ وَالصَّحِيحِ الْأَوَّلِ  
فَشَهِدَ فَتْحَ مِصْرَ وَهُوَ الَّذِي وَقَعَ إِلَى عُمَرَ  
بِفَتْحِ الْأَسْكَدَرِيَّةِ وَشَهِدَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ قِتَالَ الْبَرْبَرِ وَذَهَبَتْ عَيْتُهُ  
يَوْمَ مَيْدٍ وَوُلِيَ حُرُوقًا كَثِيرَةً فِي بِلَادِ الْمَغْرِبِ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۶۰، ۶۱)

### ترجمہ:

معاویہ بن خدیج اکثر حضرات کے قول کے مطابق صحابی ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقہ تابعین میں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحیح پہلی بات ہے۔ یہ مصر کی فتح میں شریک جنگ تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اسکندریہ کا فتح ہونا بھی ان کے مقدر میں تھا۔ اور بربڑ کے ساتھ لڑائی میں سے یہ

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ موجود تھے۔ اس لڑائی میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ اور بہت سی لڑائیوں میں انہیں والی بنا کر بھیجا گیا۔

### الاصابة في تمیيز الصحابة؛

ذَكَرَهُ ابْنُ سَعْدٍ فِي مَنَاقِبِهِ وَمِصْرَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ  
رَقَالَ ابْنُ يُونُسَ يُكْنَى أَبَانَعِيمَ وَقَدْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ فَتْحَ مِصْرَ ثُمَّ كَانَ  
أَلْوَاهِدَ عَلَى عُمَرَ بِفَتْحِ الْأَسْكَدَرِيَّةِ وَذَهَبَتْ عَيْتُهُ  
فِي حُرُوقٍ وَوَلِيَ النَّدَبَةَ مَعَ ابْنِ سَرْحٍ ..... وَأَخْرَجَ لَهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي السَّلَامَةِ فِي الصَّلَاةِ  
وَالنَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي النَّدَاوَةِ بِأَلْحَمْدَ اللَّهِ وَالْعُسْلِ  
وَالْبَغْوِيُّ حَدِيثًا قَالَ فِيهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ  
عَنْ وَهٍّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةَ خَيْرٍ مِنَ الدُّنْيَا  
وَمَا فِيهَا... الْكَفَّ ابْنُ حَبَّانٍ ذَكَرَهُ فِي الصَّحَابَةِ  
أَيْضًا -

الاصابة في تمیيز الصحابة جلد سوم ص ۴۳۱

### حرف المیم

ترجمہ: ابن سعد نے معاویہ بن خدیج کو ان لوگوں میں سے ذکر کیا جو مصر کے حمران بنائے گئے۔ ابن یونس نے کہا ہے کہ معاویہ بن خدیج کی کنیت ابو نعیم تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور فتح مصر میں موجود تھے۔ اسکندریہ کی فتح میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے بغزوہ نربہ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ ابن سرح اس جنگ میں ان کے



ما ثقہ تھے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان سے ”وسلوف الصلوۃ“ میں امام نسائی نے حجامت اور غسل کے ذریعہ دوا کرنے کی حدیث ان سے روایت کی۔ ابوداغوی نے کہا۔ کہ ان کی ایک حدیث یہ ہے ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک غزوہ یا ایک صبح و شام لڑنا۔ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ معاویہ بن خدیج کو تابعی لکھا ہے۔ لیکن ایک قول میں انہیں صحابی بھی کہا ہے۔

لحمہ فکریہ:

محمد بن ابی بکر کے قاتل معاویہ بن خدیج کے متعلق آپ نے سطور بالا میں ملاحظہ فرمایا۔ وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور ان سے ائمہ حدیث نے روایت حدیث بھی کی ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شرکت بھی فرمائی۔ جب یہ خود محمد بن ابی بکرؓ کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی کو کیا ضرورت پیش آئی۔ کہ ان کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکر کا قاتل اور پھر اس پر انہیں فاسق و فاجر بلکہ کافر تک کے الفاظ کہنے سے زبان نہ رکی۔ اس نام نہاد محدث کو یہ بھی یاد نہ رہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو عدول فرمایا۔ اور پھر اہل سنت کا متفقہ نظریہ بھی قابل قبول نہ سمجھا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم جھگڑتے جتنا ہی اختلاف، کے ضمن میں آتے ہیں۔ جیسے ثالث بن کرانؓ بھی کسی کو مجرم اور کسی کو صبر کو بری کرنے کا حق نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## جوابِ ہفتم

فتنہ کے دن عثمان غنی حق پر ہوں گے۔

(الحدیث)

البدایۃ والنہایۃ:

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا عبد الرّہاب الثّقانی ثنا الیرب عن ابی قلابۃ عن ابی الاشعث الصنعانی انّ خطباً قامَت بالشّام وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ اصْحَابِ النَّبِيِّ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ لَوْلَا حَدِيثُ سَمْعَةَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا تَكَلَّمْتُ وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّتَقَنٌّ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا الْيَوْمَ بَيِّنَةٌ عَلَى الْهَدَى فَقُسْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَمَانٍ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ دُونَ جَهْدٍ فَقُلْتُ هَذَا قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ حَدِيثِ حَسَنِ صَحِيحٍ دَالِدُ الْبَدَايَةِ وَالنَّهَائَةِ جُلْد ۲ ص ۲۱۰ بَعْضُ الْأَحَادِيثِ الْعَارِدَةِ فِي قَضَائِدِ عُثْمَانَ. مطبوعہ بیروت طبع جدید



ترجمہ: امام ترمذی نے اپنی صحیح میں کہا ہے۔ کہ ہمیں ابوالاشعث ثعلابی کے واسطے سے یہ حدیث پہنچی۔ کہ بہت سے خطیب حضرات شام میں مقرر کیے گئے۔ ان میں سے ایک صحابی مرہ بن کعب بھی تھے۔ تو انہوں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نہ سنی ہوئی۔ تریں ہرگز اسے زبان پر نہ لانا۔ پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور ان کے قریب وقوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی دوران ایک شخص اپنا منہ کپڑے میں چھپانے وہاں سے گزرا۔ تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ میں جب اس شخص کے پاس گیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں۔ میں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے عرض کیا۔ حضور یہ؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے۔

### ملحد فکریہ :

عبداللہ بن سبا کی ذریت نے محمد بن ابی بکر کو بری کرنے اور عثمان غنی کے قتل کو جائز قرار دینے کے لیے جس جیلہ کو اختیار کیا تھا۔ ہم نے اس کے چھ مدد جوا بات تحریر کر دیئے ہیں۔ وہ خطبے قتل عثمان کے جواز کی وجہ بنایا جا رہا تھا۔ اس کی اصلیت بھی معلوم ہو گئی۔ کہ وہ سباؤں کی شرارت تھی۔ اس خطبے قسیمہ طور پر عثمان غنی نے براءت کر دی تھی۔ اور مروان نے بھی انکار کر دیا تھا اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیے تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حضرت عثمان غنی کے بارے میں حق پر ہونے کے الفاظ نکل چکے تھے۔ اس لیے یہ کب ممکن تھا کہ عثمان غنی اس فتنہ میں حق کی بجائے ناحق جان دیتے۔ یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور آپ کو سباؤں نے ایک گھناؤنی

سازش کے تحت شہید کر دیا۔ اور ان سباؤں کی آج وکالت کا بیڑا ایک ایسے شخص نے اٹھایا ہے۔ جو سنی ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حق کو پہچانے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## محمد بن ابی حذیفہ کا انجام

### البدایۃ والنہایۃ :

وَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُؤْتِيَهُ عَمَلًا فَقَالَ لَهُ مَتَى مَا حَضَرْتَ أَهْلًا لِيَذَّاكَ وَكَيْتِكَ فَتَعْتَبَ فِي نَفْسِهِ عَلَى عُثْمَانَ فَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى الْغُرَفَاتِ لَهُ فَقَصَصَ الدِّيَارَ الْمِصْرِيَّةَ وَحَضَرَ مَعَ أُمِّهِهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ غَزْوَةَ السَّوَارِ كَمَا قَدْ مَنَّا وَجَعَلَ يَنْتَقِصُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَاعَدَهُ عَلَى ذَلِكَ مَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ... فَسَارَ مَعَاوِيَةُ وَحَمْرُ بْنُ الْعَاصِ لِيُخْرِجَاهُ مِنْهَا لِأَنَّهُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَعْدَاءِ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ مَعَ آفَتِهِ كَانَ قَدْ رَجَاَهُ وَكَفَّلَهُ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ فَعَالَجَاهُ دَخُلَ مِصْرَ فَلَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَخْرُجَ إِلَّا بِأَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الْعَرَبِ لَيْسَ فِي أَلْفِ رَجُلٍ فَتَعَصَّنَ بِهَا وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَنَصَبَ عَلَيْهِ الْوَلَدَ جَنِيَّتِي حَتَّى



نَزَلَ فِي ثَلَاثَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِمْ فَهَقَّتْ لَعْنًا-

۱۔ البدایہ والنہایۃ جلد ۲ ص ۲۵۱ ۳۶ مطبوعہ  
بایروت طبع جدید

۲۔ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱

**ترجمہ:** حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ملگے ماہوں جناب ابوذر غفاری کے لیے محمد بن ابی حذیفہ نے ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ تو محمد بن ابی حذیفہ کو عثمان غنی نے اپنی تربیت اور کفالت میں لے لیا۔ جب کچھ بڑا ہوا۔ تو عثمان غنی سے کہنے لگا۔ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کر دو۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اس قابل ہو جائے گا تو میں تجھے ولایت دے دوں گا۔ اس جواب کی وجہ سے محمد بن ابی حذیفہ کا دل ناراضگی سے بھر گیا۔ اس کے بعد جب اس نے ایک لڑائی میں جانے کی اجازت مانگی۔ تو عثمان غنی نے اجازت دے دی۔ یہ سیدھا دیا مصر یہ میں گیا۔ اور وہاں حکام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ غزوہ سواری کی طرف نکلا۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اب اس نے حضرت عثمان غنی کی شان میں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر نے بھی اس کام میں اس کی ہمنوائی کی..... (ان دونوں کے رویے کی امیر مصر جناب عبداللہ بن سعد نے حضرت عثمان غنی سے شکایت کی۔ لیکن آپ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اُدھر جب مصر میں نے عثمان غنی کے گھر کا محاصرہ کیا۔ تو ان دونوں نے والی مع عبداللہ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا۔ اور زبردستی مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر کے سابق والی عبداللہ بن سعد نے

شام پہنچ کر امیر معاویہ کو ان حالات کی خبر دی۔) اب امیر معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں محمد بن ابی بکر کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے۔ کہ یہ شخص عثمان غنی کے قتل کی سازش میں سہنہ تھا۔ حالانکہ عثمان غنی نے اس کی تربیت کی اور کفالت کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک برتا تھا۔ ان دونوں نے مصر میں داخل ہونے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اب ان دونوں نے کسی داؤ اور جملہ بہانہ سے محمد بن ابی بکر کو مصر سے نکلانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار فوج کی سمیت مصر میں عریض مصر کی طرف نکلا۔ اور قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے اگر اس پر حملہ کے لیے مہینہ گاڑی۔ یہ اپنے تئیں ساتھیوں کے ساتھ جو بھی نیچے اُترا۔ اُن تمام کو قتل کر دیا گیا۔

### ملحد فکریہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ایک بہت بڑا داعی محمد بن ابی حذیفہ وہ شخص ہے جس کی خود عثمان غنی نے تربیت و کفالت فرمائی۔ اور ان تمام احسانات کو صرف اس لیے بالائے طاق رکھ دیا۔ کہ اس کے مطالبہ پر آپ نے اسے امارت یا گورنری سلطانہ فرمائی۔ اور وہ بھی اس لیے کہ ابھی اس میں اس چیز کی اہلیت نہ تھی۔ یہ تصور تھا عثمان غنی کا کہ جس کی وجہ سے اس ملک حرام نے اپنے محسن کے قتل میں بھرپور اور مرکزی کردار ادا کیا۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا۔

کامل ابن اثیر:

مَا دَعَا إِلَى الْخُرُوجِ عَلَى عُثْمَانَ فَقَالَ كَانَ يَتِيمًا



فِي حَجْرِ عَثْمَانَ الْعَمَلِ فَقَالَ يَا بَنِي لَوْ كُنْتُمْ رِضًا  
لَا نَسْتَعْمَلُكُمْ -

(کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۱۸۱)

ترجمہ: کس بات نے محمد بن ابی ہریرہ کو حضرت عثمان کے خلاف بغاوت پر اکسایا۔ تو فرمایا۔ کہ یتیم ہو گیا تھا۔ اور عثمان غنی نے اسے اور اس کے دوسرے بہن بھائیوں کو اپنی گود میں لیا۔ (پھر ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی۔ اور جب یہ کچھ بڑا ہوا۔) تو اس نے عثمان غنی سے حامل مقرر کیے جانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو اس قابل ہوتا۔ تو میں تجھے یہ منصب عطا کر دیتا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ جب اس نے مصر جانا چاہا۔ تو عثمان غنی نے بہت سامان دیا۔ تاکہ بوقت ضرورت پریشانی نہ ہو۔ لیکن ان تمام احسانات کے بدلہ میں اس نے عثمان غنی کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ جب آپ کو اس کی خبر پہنچائی گئی۔ تو بھی اپنے بہت سامان روپیہ اسے بھیجا۔ کیونکہ آپ نے سمجھا۔ شاید بھوک کی وجہ سے وہ ایسا کر رہا ہے۔ ایک طرف اس قدر ہمدردی اور دوسری طرف اس نے اپنا سارا سرمایہ ان لوگوں کی تیاری میں لگا دیا۔ جو عبداللہ بن سبار کی سرکردگی میں عثمان غنی کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اب ایسے شخص کا ہم دردی کرنا دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں باغیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اور یہی کام محدث ہزاروی وغیرہ کر رہے ہیں۔ شرمسپا یا بار ہے۔ کہ امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی ہریرہ وغیرہ ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرایا۔ لیکن یہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا۔ کہ یہ لوگ حضرت عثمان غنی کے قاتلین میں سے ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے عثمان غنی کو تلوار

کے ذریعہ اس دنیا سے رخصت کیا۔ تقدیر نے ان کے ساتھ بھی دنیا میں ہی نہ ہی سلوک کرتا۔ کہ کسی کو بھی عام حالت میں موت نہ آئی۔ کوئی تلوار کی زد میں آیا۔ کسی کو آگ میں جلنا پڑا اور کوئی سانپ کے ڈسنے سے چل بسا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## عبداللہ بن سبار کا حشر

عبداللہ بن سبار کا تفصیلی تعارف تحفہ جفریہ جلد اول کے ابتدائی صفحات میں مذکور ہو چکا۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک یہودی المذہب عالم تھا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کا انتہائی دکھ تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر بن الخطاب نے انہیں پہلے پہل مدینہ منورہ سے خیبر اور پھر وہاں فلسطین نکال دیا تھا۔ اس تلاش کے لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چال چلنا چاہی۔ لیکن البرکہ صدیق اور عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں ان کی وال نہ لگ سکی۔ لیکن عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ پالیسی کی نرمی کی وجہ سے ان کو موقع مل گیا۔ مختلف شہروں میں انہوں نے عثمان غنی کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ بالآخر شہادت عثمان غنی کا واقعہ پیش آگیا۔ اس یہودی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:

وَيْلَكَ قَدْ سَخَّرَ مِنْكَ الشَّيْطَانُ فَاجْمَعْ عَيْنَ  
هَذَا أَثَقَلَتْكَ أَمَّتُكَ وَتُبَّ فَنَابِي فَحَسْبَكَ وَاسْتَبَابَهُ  
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمْ يَنْجُبْ فَاحْرِقْهُ بِالْمَنَارِ -

(رجال کشی ص ۹۹ مطبوعہ مکر بلا طبع جدید)



تزوجہا، اور دی ہوتے ہوئے عبداللہ بن سبا کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ یسوع بن نون تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس نے دو عقیدے اختراع کیے۔ ایک یہ کہ علی المرتضیٰ کی امامت بلا فصل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ علی المرتضیٰ کے مخالفین پر تبرائی بازی کرنا جائز ہے۔ پھر اور اگے بڑھ کر اس نے اپنے لیے نبوت اور علی المرتضیٰ کے لیے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اب اسے بلا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: تیرے لیے بربادی ہوا تجھ سے کو شیطان نے مسخر کیا ہے۔ اس عقیدہ کفر پر سے رجوع کر۔ اور سچے دل سے توبہ کر۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر علی المرتضیٰ نے اسے قید کر دیا۔ اور تین دن کی مہلت دی۔ لیکن پھر بھی اس نے جب توبہ نہ کی۔ تو آپ نے اسے آگ میں ڈلوا کر ہلاک کر دیا۔

## حضرت عثمان غنی کی میت کے منہ پر تھپڑ

مارنے والے کا حشر

البداية والنهاية

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا غَالِبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كُنْتُ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَإِذَا رَجَلٌ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَمَا أَظُنُّ أَنَّكَ تَغْفِرُ لِي فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا

يَقُولُ مَا تَقُولُ قَالَ كُنْتُ اعْطَيْتُ لِقَاءَ هَذَا الْقَوْمِ قَدْ زُتُّ أَنْ أَلْطَمَ وَجْهَ عُثْمَانَ إِلَّا لَطَمْتُهُ فَلَمَّا قُتِلَ وَوَضِعَ عَلَى سِرِيرِهِ فِي الْبَيْتِ وَالنَّاسُ يُحْيِيصُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ فَدَخَلْتُ كَأَنِّي أَصَلُّ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُ خُلُوفًا فَرَفَعْتُ الثُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتَيْهِ وَ لَطَمْتُهُ وَقَدْ يَلِسَتْ بَيَوتِي قَالَ ابْنُ سِيرِينَ فَرَأَيْتَهَا يَا بَسَّةً كَأَنَّهَا عُورَةٌ

(البداية والنهاية جلد ۱ ص ۱۹) ذکر صفۃ قتلاہ  
مطبوعہ بیروت تجدید

ترجمہ کیا: امام بخاری نے تاریخ میں جناب محمد بن سیرین سے نقل فرمایا کہ میں ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک شخص دیکھنے میں آیا۔ جو یہ کلمات کہہ رہا تھا۔ وہ اسے اللہ مجھے معاف کر دے۔ اور میرے خیال میں تو مجھے معاف نہیں کرے گا، اس کے یہ الفاظ سن کر میں نے کہا۔ بندہ خدا! یہ کلمات جو میں نے تجھ سے سنے۔ کسی سے بھی نہیں سنے (اس کی کیا وجہ ہے؟) وہ کہنے لگا۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ (یعنی قسم اٹھائی تھی۔ کہ اگر مجھے عثمان غنی کو تھپڑ مارنے کا موقع ملا۔ تو میں ضرور ایسا کروں گا۔ پھر جب انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی میت چارپائی پر رکھی گئی۔ اور لوگوں نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ میں بھی گویا اُن کی نماز جنازہ پڑھنے آیا۔ لیکن میں نے جب دیکھا۔ کہ یہاں میرے اور عثمان غنی کی میت کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہیں۔ تو میں نے اُن کے چہرہ اور داڑھی سے کفن



ہٹا کر انہیں تھپڑ مارا تھا۔ اب اس حرکت کی وجہ سے میرادایاں ہاتھ بے جان ہو گیا ہے  
ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اس بے جان ہاتھ کو دیکھا۔ یوں لگا جیسا کہ لکڑی ہے  
ملحد فکریہ :

سیدنا عثمان غنی کی میت کی توہین کرنے والے کا واقعہ امام بخاری نے اس  
شخص کی زبانی سنایا گیا۔ جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اور ثقاہت اور فقاہت  
کے ساتھ ساتھ تابعیت کا اُسے شرف حاصل تھا۔ جب صرف میت کو تھپڑ  
مارنے والے کی دنیا میں یہ سزا نظر آتی ہے۔ تو ایسے کی قیامت میں کیا سزا ہو  
گی ؟ اور پھر اس پر قیاس اُن لوگوں کا کیجیے۔ جو حضرت عثمان کے قتل میں شریک  
تھے جن کی محدث ہزاروی کو ہمدردی تڑپا رہی ہے۔ یہ واقعہ بھی ابن سیرین کی  
زبانی اس شخص کا تھا جس نے عثمان غنی کی میت کو تھپڑ مارا۔ اب درج ذیل  
واقعہ بھی ملاحظہ ہو جس کا تعلق آپ کی ذات سے بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ آپ کی بیوی  
کے ساتھ پیش آیا۔ وہ یہ ہے۔

## عثمان غنی کی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارنے والے کا شر

### ازالة الخفاء:

عن ابی قلابہ قال کُنْتُ فِي رَحْلَةٍ بِالشَّامِ سَمِعْتُ  
صَوْتَ رَجُلٍ يَقُولُ يَا وَيْلَهُ النَّارُ قَالَ فَخَفْتُ  
إِلَيْهِ وَإِذَا رَجُلٌ مَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ مِنْ  
خَفَيْنِ أَحْمَرُ الْعَيْنَيْنِ مُتَكَبِّئًا لِيُجِيبَهُ قَسَائِدُ عَنْ

حَالِهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ الذَّارِ  
فَلَمَّا دَخَلْتُ وَنَهْ صَرَخَتْ رَوْجَتُهُ فَلَطَمَتْهُمَا فَقَالَ  
مَا لَكَ قَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَأَعْمَى عَيْنَيْكَ  
وَأَذْخَلَكَ النَّارَ فَاحْذَرْنِي رَحِمَكَ عَظِيمَةً  
فَصَرَخَتْ هَارِبًا مَا بَثْنِي مَا تَرَى وَلَمْ يَبْقُ مِنْ  
دُعَائِهِ إِلَّا النَّارُ قَالَ فَخَفْتُ لَهُ بَعْدَ الْكَوَسِ حَقًّا  
(نخرجہما الملاء فی سیرتہ)

۱۔ ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۲ مطبوعہ آرام  
باغ کراچی)

۲۔ ریاض النضرۃ جلد سہم ص ۴۱ مطبوعہ  
بیروت جدید)

ترجمہ: ابولبابہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں اپنے ساتھیوں  
کے ساتھ تھا۔ کہ چاک ایک شخص کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا  
”ہائے اگ“ میں اس کے پاس گیا۔ تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ  
کٹے ہوئے ہیں۔ اور جوتی پہننے کی جگہ سے دونوں پاؤں بھی کٹے ہوئے  
ہیں۔ اور آنکھوں سے اندھا ہے۔ چہرہ کے بل زمین پر جھکا ہوا ہے  
میں نے اس سے اُس کا حال پوچھا۔ کہنے لگا۔ میں ان بدقسمت لوگوں  
میں سے ہوں جو عثمان غنی کو قتل کرنے کی خاطر اُن کے گھر پر حملہ آور  
ہوئے تھے۔ جب میں عثمان غنی کے قریب پہنچا۔ تو ان کی بیوی  
مجھ پر چلائی۔ میں نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر عثمان غنی نے کہا تجھے  
کیا ہو گیا۔ کہ تو نے میری بیوی کو تھپڑ مارا ہے! اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ



پاؤں کاٹے اور تیری آنکھوں سے تجھے محروم کر کے آگ میں داخل کرے  
عثمان غنی کی ان باتوں سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ اور میں وہاں سے  
بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر جو کچھ میرے مقدر میں تھا تم دیکھ رہے ہو۔ اب  
اُن بد دعاؤں میں صرف ایک ہی باقی رہ گئی ہے۔ وہ آگ میں جلنا ہے۔  
ہے۔ اب تو بلا بہہ کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ باتیں سن کر اسے کہا۔ دوری  
ہو تیرے لیے۔ اور خرابی ہو۔

### ملحہ فکریہ:

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بالواسطہ یا  
بلا واسطہ امانت کرنے والا دنیا میں بھی اللہ کی پکڑ سے نریج سکا۔ اسی طرح آج بھی اگر  
جو لوگ ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہتے ہیں عثمان کی گرفت سے نریج سکیں گے۔  
عثمان غنی کی مظلومیت جنہیں نظر نہیں آتی۔ اور قاتلان عثمان و باغیان علینہ سوم  
کی طرف داری میں سرگرداں ہیں۔ انہیں اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے کیونکہ  
ہر سکتا ہے۔ کہ اس وجہ سے ان کی گرفت ہو۔ فاعتبر وایا اولی الابصار۔

## مالک ابن اشتر کی موت

البدایۃ والنہایۃ:

فَلَمَّا سَارَ الْأَشْجَرُ إِلَيْهَا وَانْتَهَى إِلَى التَّلَازِمِ  
اسْتَقْبَلَهُ الْخَنَازِرُ وَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْخَرَاجِ  
فَقَتَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا وَسَقَاهُ شَرَابًا مِنْ عَسَلٍ فَمَاتَ  
وَمَنْهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ وَعَمَرَ أَهْلُ  
الشَّامِ قَاتِلُوا إِنْ يَلْبِسُ جُنْدًا مِنْ عَسَلٍ وَقَدْ كَرَّ

ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَارِيخِهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ قَدْ تَقَدَّمَ  
إِلَى هَذِهِ الرَّجُلِ فِي أَنْ يُمَحِّتَالَ عَلَى الْأَشْجَرِ لِيَقْتُلَهُ وَوَعَدَهُ  
عَلَى ذَلِكَ بِأَمْوٍ فَقَعَلَ  
ذَلِكَ وَفِي هَذَا الْفَصْلِ وَبِتَقْدِيرِ صِغَتِهِ فَمُعَاوِيَةُ  
يَسْتَحْبِزُ قَتْلَ الْأَشْجَرِ لَأَنَّهُ مِنْ قَتْلِهِ عَثْمَانُ  
وَالْمَقْصُودُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَأَهْلَ الشَّامِ فَرِحُوا إِخْرَاجًا  
مَشِيدًا لِمَوْتِ الْأَشْجَرِ النَّعْجِي.

البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۳۱۳ ذکر شود حضرت عثمان  
ثمان و ثلاثین۔ مطبوعہ بیروت طبع مجدد

توجہ کیا: جب اشتر مصر کی طرف چل دیا۔ اور قلم پر پہنچا۔ تو فاسا اس کے  
استقبال کے لیے آیا۔ جو ان دنوں خراج کی وصولی کے لیے یہاں آیا ہوا  
تھا۔ اس نے اشتر کو کھانا بھیجا۔ اور پانی میں لاشہ پلانے کے لیے ارسال  
کیا۔ اشتر اس خورد و نوش کے بعد فوت ہو گیا۔ جب اس کی فوتیگی کی خبر  
حضرت معاویہ عمرو بن العاص اور دوسرے اہل شام کو ملی۔ تو انہوں نے  
کہا۔ اللہ تعالیٰ کی فوج شہد میں بھی ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں یہ  
ذکر کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے اس آدمی کو پیغام بھیج رکھا تھا کہ حیلہ بہانہ  
سے اشتر کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس پر تہیں انعامات ملیں گے لیکن  
اس میں اعتراض ہے۔ اور اگر اسے درست تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو پھر  
یوں بات بنے گی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اشتر ایسے اشخاص  
کا قتل کرنا جائز تھا کہ جو نہ تو لوگ قتل عثمان میں شریک تھے۔ مقصد یہ ہے  
کہ جب اشتر مرا تو امیر معاویہ اور شاہی لوگ انتہائی خوش ہوئے۔







لَا تَقْتُلُوا إِلَّا مَنْ قَاتَلَكُمْ وَتَاكُفُوا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَتَلِكُمْ عِثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَكُفُّ عَنَّا قِيَامًا لَا تُرِيدُ إِلَّا قَتْلَهُ عِثْمَانُ وَلَا نَبْدُ أَمَّا أَحَدُاقًا كُتِبَ حَكِيمُ الْقِتَالِ وَلَمْ يَزِدِ الْمُنَادِي لِلْمُنَادِي فَقَالَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَمَعَ لَنَا قَارِئَانِ أَهْلِي الْبَصْرَةَ وَاللَّهُمَّ لَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَقْدِمْهُمْ الْيَوْمَ فَأَقْتَلَهُمُ قَبَادُ وَهُمْ الْقِتَالُ فَأَقْتُلُوا أَمْسُدُ قِتَالًا وَمَعَهُ أَرْبَعَةُ قُرَاقٍ فَكَانَ حَكِيمٌ بِحِيَالٍ طَلْحَةُ وَذُرَيْحٌ بِحِيَالِ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمَحْدَشِ بِحِيَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَتَابٍ وَحَرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ بِحِيَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَذَحَبَتْ طَلْحَةُ لِحَكِيمٍ وَهُوَ فِي ثَلَاثِيَّةٍ رَجُلٍ وَجَعَلَ حَكِيمٌ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ..... فَأُتِيَ عَلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ رَاشِدٌ سَأَلَهُ عَلَى الْغَيْرِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَكِيمٌ قَالَ قَتَلْتُ قَالَ مَنْ قَتَلْتُكَ قَالَ وَسَادِقِي فَأَحْتَمَلَهُ فَضَمَّهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَكَلَّمَ بِرُؤْيُ حَكِيمٍ وَأَكَّةُ لِقَائِهِ عَلَى رَجُلٍ رَأَى السَّيُوفَ لَتَاخُذُ هُمْ فَمَا يَتَعَنُّعُ وَيَقُولُ إِنَّا خَلَفْنَا هَذَيْنِ وَقَدْ بَايَعَا عَلِيًّا وَاعْرَظِيَاهُ الطَّاعَةَ ثُمَّ آقَبَا مَعَ الْفَيْنِ مَعَارٍ بَيْنَ يَطْلُبَانِ بِدَمِ عِثْمَانَ بْنِ عَفَانَ فَفَرَّقَا بَيْنَنَا وَنَحْنُ أَهْلُ دَارِ جَوَارِ

اللَّهُمَّ إِلَهُمَا لَمْ يَرِ يَدَ عِثْمَانَ قِتَادِي مُنَادٍ يَا خَبِثَتِ جَدَعَتِ حِلْمِي حَضَّتْكَ لَكَ كَالِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى كَلَامٍ مِنْ نَصَبِكَ وَأَصْحَابِكَ بِمَا رَكِبْتُمْ مِنَ الْإِمَامِ الْمَظْلُومِ وَفَرَّقْتُمْ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الدِّمَاءِ وَنِلْتُمْ مِنَ الدُّنْيَا فَذَقُوا بِاللَّهِ وَعَذَابُكُمْ وَبَلَّ وَانْتِقَامًا وَأَقِيمُوا فِيمَنْ أَنْتُمْ وَقَتْلُ ذُرَيْحٍ وَمِنْ مَعَكَ وَأَقْلَتِ حَرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ فِي تَقْرِيرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَجَّزُوا إِلَى قَوْمِهِمْ وَتَادَى مُنَادِي الزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ بِالْبَصْرَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ فِيهِمْ مِنْ قَبَائِلِكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَزَا الْمَدِينَةَ فَبَيَّاهُ يَوْمَ فَجِيئَ يَوْمُ كَمَا يُجَاءُ بِالْكَلابِ فَفَتِلُو (تاریخ طبری جلد ۱۵ ص ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳،



تھا۔ اور آج بھی وہی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! ہم تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے  
 اگر اللہ تعالیٰ تجھے قید کرادے گا۔ اور تجھ سے بدلے لے گا۔ یہ کہہ کر وہ  
 اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے بعد عثمان بن حنیف ان لوگوں میں  
 چلا گیا۔ جنہوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ سمجھے کہ بعبرہ  
 تمہارا رہنما مشکل ہے۔ لہذا وہ عثمان بن حنیف کو لے کر زابوقہ میں  
 دارِ رزق میں پہنچ گئے۔ سیدہ عائشہ نے حکم دیا۔ کہ تم اُسی سے لڑنا جو  
 اُسے لے۔ اور یہ اعلان کرادو۔ کہ جو قوم میں سے قاتل عثمان نہیں۔  
 ورنہ بچ جائے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلانِ عثمان کا ارادہ کیے ہوئے ہیں  
 ہم کسی پر اتنا دُکریں گے۔ حکیم نے لڑائی شروع کر دی۔ اور منادی  
 کہہ گا کوئی پروا نہ کی۔ یہ دیکھ کر جنابِ طلحہ اور زبیر نے کہا۔ قابلِ تعریف وہ  
 اللہ رب العزت کو جس نے ہمارے لیے بھری لوگ خود بخود جمع کر دیے  
 تاکہ ہم ان سے قتل عثمان کا بدلہ لے لیں۔ اے اللہ! ان میں سے آج  
 کی کو زندہ نہ چھوڑنا۔ اور ان سے خوب بدلہ لینا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ حکیم کے  
 ساتھ جارا اور بھی لڑ رہے تھے۔ اب حکیم کا مقابلہ طلحہ کے ساتھ، ذریج کا زبیر کے  
 ساتھ، ابنِ محمد بن عبد الرحمن بن عتبہ کے ساتھ، زوق بن زبیر کا عبد الرحمن  
 بن الحارث بن ہشلم کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ حضرت طلحہ نے  
 حکیم سے مقابلہ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے  
 و حواری کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی ٹانگ  
 کاٹ دی۔ وہ نزدیک ہوا۔ اور اس کی کٹی ہوئی ٹانگ کو پکڑ لیا۔  
 اگر اپنے مقابل کو مارا۔ وہ اس کے بدن کو لگی۔ اور اس کو گرا دیا۔ وہ اس  
 کے پاس گیا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ پس اس کے پاس ایک آدمی آیا۔

اور وہ دشمنوں کی حالت میں اپنا سر دوسرے شخص پر رکھے ہوئے تھا۔ اس  
 نے پوچھا اے حکیم تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ تجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ پوچھا  
 کس نے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا میری ٹانگ نے۔ اُس نے اسے  
 اٹھایا۔ اور اس کے ستر آدمیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اُس وقت حکیم نے  
 ایک ٹانگ پر کھڑے کھڑے کچھ باتیں کیں۔ وہ یہ کہ تلواریں ان کو  
 قتل کریں گے۔ جھوٹی خبریں نہیں۔ اور یہ بھی کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے طلحہ و  
 زبیر کو حلیف بنایا۔ حالانکہ انہوں نے علی المرتضیٰ کی بیعت کی تھی۔  
 اور ان کی اطاعت بھی قبول کی تھی۔ پھر ہم سے جنگ کرنے اور  
 عثمان غنی کے خون کا مطالبہ کرنے بھی آگئے۔ انہوں نے ہمارے  
 درمیان پھوٹ ڈال دی۔ حالانکہ ہم شہر والے ہیں۔ اے اللہ!  
 یہ خون عثمان کا طلب گار نہیں ہے۔ پھر منادی نے پکارا۔ اے  
 خبیث! جب تجھے اللہ کے عذاب نے آگھیرا تو تجھے اس شخص  
 کی باتیں یاد آگئیں۔ جس نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بغاوت  
 پر آمادہ کیا۔ تم امام مظلوم عثمان غنی کے خون کے مرتکب ہوئے۔  
 اور جماعت کو پھوڑ دیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا سمیٹی۔ لہذا اللہ تعالیٰ  
 کا انتقام اور عذاب چکھ۔ اور جن میں سے ہوا نہیں میں رہو۔ ذریج  
 اور اس کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ عرقوں اپنے ساتھیوں سمیت  
 بکھ کر قوم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر حضرت زبیر اور طلحہ کے  
 منادی نے بعبرہ میں یہ اعلان کیا۔ لوگو! تمہارے قبائل میں سے  
 جو شخص مدینہ کی لڑائی میں شریک تھا۔ اُسے ہمارے سامنے پیش کیا  
 جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو گتوں کی طرح گھسیٹ کر لایا گیا۔ اور پھر



قتل کر دیا گیا۔

## تاریخ طبری:

حدثنا عمر بن شعبه قال حدثنا ابوالحسن  
عن عامر بن حفص عن ابي صالح قال  
قتل حبيب بن جندب بن جندب بن جندب  
يقال له ضميم فمال رأسه فتعلق به  
فصان فجعله في قفاه..... قال عامر ومسلمة  
قتل مع حكيم ابنة الاشرف واخوه السعد  
بن جبلة.

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ مطبوعہ)

بیروت جدید)

ترجمہ: ابن حفص اپنے شیوخ سے نقل کر دیا کہ حبیڈ کے ایک آدمی نے  
حکیم بن جبلة کی گردن پر وار کیا۔ جس کا نام ضمیم تھا۔ اس سے اس کا سر  
جھک گیا۔ اور صرف کمال باقی رہ گئی۔ جس سے اس کا چہرہ کچلی طرف  
ہو گیا۔ ..... ظاہر اور سہل کہتے ہیں۔ کہ حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا  
اشرف اور اس کا بھائی رطل بن جبلة بھی قتل کر دیئے گئے۔

## لمحہ فکریہ:

حکیم بن جبلة وہ شخص ہے جس نے باغیان عثمان اور قاتلان عثمان میں  
بھر پور حصہ لیا۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کے وقت حضرت طلحہ و زبیر نے  
اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ ہم اب مطمئن ہیں۔ کہ جو مد مقابل ہمارے ہاتھوں  
مرنے گا۔ وہ ناحق نہیں۔ بلکہ قاتل عثمان ہونے کی وجہ سے اس کا انجام

ہو گا۔ حکیم بن جبلة وہی شخص ہے جس کی بہادری اور شجاعت کا رافضی جن گاتے ہیں کیونکہ  
اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تبر بازی کی تھی جس سے منع کرنے پر اس  
نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک عورت کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قتل عثمان پر  
شرکت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبر بازی کے عوض اس سے جو انتقام لیا۔  
اُس سطور بالا میں اس کی جھلک دیکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرا ظلم نہیں  
کرتا۔ لیکن لوگ اپنے اور خود ظلم کرتے ہیں۔

## فاعتبروا یا اولی الابصار



## مَحَلَّتْ شَهْرُ رُؤْي

کا

امیر معاویہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر مشتمل ایک فائدہ

الزام نمبر ۱۵ اور اس کا جواب ہم نے بالتفصیل تحریر کر دیا ہے۔ اس الزام کے دلیلیں  
”فائدہ“ کے عنوان سے بھی کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ جو بطور خلاصہ تین امور ہیں۔

امراؤں:

ایک لاکھ ستر ہزار مومن مہاجر و انصار کے قاتل امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ ”کہنا  
قرآن کی مخالفت اور لاعلمی ہے۔“

امردوں:

وہ مکالمہ جنہوں نے اس مسئلہ میں یہ کہہ کر دستخط کر دیئے۔ کہ ہم قرآن و حدیث  
کی بجائے علماء و مشائخ کی بات مانیں گے۔ یہ تمام مکالمے نے حمام المحرمین اور صوامع  
کے قتاوی کے مطابق، کافر، مرتد اور زندیق ہو گئے۔

امردوں:

اور جو ان ملاؤں کا ساتھ دے گا۔ وہ قرآنی آیات کے حکم کے مطابق ان ہی  
کے حکم میں ہو گا۔

جواب امراؤں:

جہاں تک ایک لاکھ اور ستر ہزار مقتولین کی تعداد کا معاملہ ہے۔ اس کا کوئی

قطعی اور تسلی بخش حوالہ موجود نہیں۔ محض ”محدث ہزاروی“ کی مقرر کردہ تعداد ہے۔ بہر صورت  
اگر اسے بھی تھے۔ تو ان کے قتل کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کی ذمہ داری قاتلان  
عثمان اور باغیان خلیفہ ثالث کے سر پر پڑتی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے بری  
ہیں۔ عبد اللہ بن سلام کا واضح ارشاد گزر چکا ہے۔ کہ اگر کسی قوم نے کسی نبی کے خلیفہ کو  
قتل کر دیا۔ تو اس کے بدلے ۲۵ ہزار قتل کر دیئے گئے۔ جب عام سینیوں کے  
خلیفہ کا یہ معاملہ ہے۔ تو ختم المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے قتل کی وجہ سے  
اگر ایک لاکھ ستر ہزار قتل ہونے مقدر ہو چکے تھے۔ تو اس میں امیر معاویہ کا قصور  
کیا تھا؟ رہا یہ معاملہ کہ حضرت امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ، ”کہنا قرآن کی مخالفت اور  
جہالت ہے۔“ تو امام غزالی، قاضی عیاض، ابن ہمام، امام عبد الوہاب شعرائی اور  
حضرت عوث الاعظم رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات میں سے ہیں۔ جو امیر معاویہ پر  
”رضی اللہ عنہ“ بولتے ہیں۔ ”محدث ہزاروی“ کی ان کے مقابلہ میں قرآن وانی  
اور علیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے اس مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا وہ ارشاد ذکر کرنا کافی ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی کسی دوسرے پر لعن  
کرتا ہے۔ تو اگر وہ ایسا ہی ہے۔ تو فہم اور نہ خود قاتل پر وہ لعنت لوٹ آتی ہے  
امام شعرائی اور عوث پاک تو بالاتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اب ان  
پر بالواسطہ لعنت کرنے والا خود ملعون شہرا۔ حضرت عثمان غنی کی درپردہ مخالفت  
اور ان کے باغیان و قاتلان کی غم خواری کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا سکتا۔ اللہ تعالیٰ  
ہدایت عطا فرمائے۔

## جواب امردوں:

جن ملاؤں نے قرآن و سنت کے مقابلہ میں اپنے علماء و مشائخ کی



بات پر منتظر کیے۔ اس سے مراد حق نواز ایم اللہ و تہ اور ایم ظہور الہی ہیں۔ اگر چنان کا ماروما علیہم معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ان کے دستخطوں کے بارے میں کچھ کہا جاسکتا ہے لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ تو واقعی ان پر فتویٰ لگے گا۔ اس سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے۔ کہ حسام الحرمین اور صوام ہندیہ وہ کتابیں ہیں۔ جن کی حقانیت اور بے رعایتی محدث ہزاروی وغیرہ کو بھی مسلم ہے۔ اگر ان کا مذکورہ فتوے ان ملاخوں پر فٹ آیا۔ تو اس کے ساتھ ہم ایک فتوے کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ حسام الحرمین اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی کی تصنیف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بدخواہوں کے بارے میں ان کا فتویٰ درج ذیل ہے۔

### احکام شریعت: مسئلہ

جمادی الاولیٰ ۳۲ھ علمائے اہل سنت والجماعت کی خدمت میں گزارش ہے۔ آج کل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بے عقیدہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگرچہ ضرور کی تصنیف کثیرہ میں بہت سے مسائل موجود ہیں۔ لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے۔ کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آل رسول یعنی امام حسن سے لو کر ان کی خلافت لے لی۔ اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے۔ کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔ عمرو کا یہ قول ہے۔ کہ وہ اہل صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔ ایک اور چوتھا آدمی جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے۔ اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔

(حق یہ ہے کہ وہ نرا جابل ہے)۔ وہ کہتا ہے۔ کہ سب صحابہ اور خصوصاً ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نعوذ باللہ لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اللہ کی لعش مبارک رکھی تھی۔ وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ (ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے۔ اور ان کو اہل سنت و جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے۔ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔

### جواب:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ ایک وہ جو قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اور راہ ضلالت میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ جو بعد میں (مشرف باسلام ہوئے) پھر فرمایا۔ **وَقَدْ وَعَدَ اللَّهُ الْمُحْسِنِينَ** دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ ان کو فرماتا ہے۔ **أُولَٰئِكَ عَدُنَا مُبَعَدُونَ**۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ **لَا يَسْمَعُونَ حَیٰثُ سَمِعُوا**۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ **وَهُمْ فِي مَا أَنتَبَهُتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ** لَا يَخْرُجُ عَنْهُمْ الْفَزَعُ الْأَعْبَرُ۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں ملے گی نہ کرے گی۔ **وَتَتَلَفَّضُ الْمَلَائِكَةُ**۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ **هَٰذَا يَوْمُ مَكْرَمٍ** اَلَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ یہ کہتے ہوئے کر رہے تھے کہ وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہے۔ ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا۔



کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**۔ اور اسے خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس لیے جو بکے وہ اپنا سر کھائے۔ خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء ابام قاضی بیان میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكُزْزِمِ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَقَدْ أَلَاكَ مِنْ كَلَابِ  
الْبَهَائِيَّةِ -

جو حضرت امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے۔  
ان چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے۔ زید بکر جھوٹے ہیں۔ اور جو تھا شخص سب بدلتا  
خبیثیت رافضی بزرگبرائی ہے۔..... یہ خبیثاء غَدَّ لَہُمْ اللہ تعالیٰ  
صحابہ کو ایذا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث  
میں ہے۔

مَنْ آذَى اِمْرًا فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ  
آذَى اللهَ فَيُوشِكُ اللهُ اَنْ يَأْخُذَهُ۔

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے  
مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب  
ہے کہ اللہ اس کو گرفتار کرے۔ والیباذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
کتبہ عید المذنب احمد رضا عفی عنہ۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۵۲، ۵۵)

10

اعلیٰ حضرت کی مذکور فتوے سے درج امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمہ خلافت میں لالچی کہنے والا  
 جھوٹا ہے۔

۲۔ جس کا عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ لہذا ان کی توہین گناہ ہے۔ یہ عقیدہ درست ہے۔

۲۔ فتح مکہ سے قبل اور اس کے بعد مشرف باسلام ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اس کا اظہار یوم فتح پر کیا تھا)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے جنتی ہونے کا وعدہ اپنے علم کے ہوتے ہوئے فرمایا کہ ان کے اُمتدہ اعمال کیا ہوں گے۔

۵۔ ان آیات کے مضمون کی شہادت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ طعن کرنا خود جہشی ہو رہا ہے۔

۶۔ قاضی عیاض کے ارشاد کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گشتِ  
”جہنمی“ کتنا ہے۔

۷۔ جھوٹی روایات اور واقعات کا ذبح کرنے کو صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنا اور ان کے مقابلہ میں فضائل و عظمت کی صریح آیات سے روگردانی۔ کسی سنی اور مسلمان کا کام نہیں ہے۔



## ملحد فکریہ:

محدث ہزاروی نے جن تلاؤں کا ذکر کیا۔ نہ ہم نے ان کی تحریرات دیکھیں۔ اور نہ ہی ان کی شکلیں۔ لیکن خود محدث ہزاروی کی تحریرات ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر، مرتد، زندیق اور منافق ایسے الفاظ سے لکھا ہے لہذا صاحب حسام الحرمین اعلیٰ حضرت کا فتوے اس کے بارے میں ہم نے اس لیے درج کیا۔ کہ ان کے فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ اقرار کیا جا رہا تھا۔ کہ شیخ صاحب اقتدار ہے اور اس کے فتاویٰ مبنی پر حقیقت ہیں۔ اب قارئین کرام آپ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی روشنی میں ”محدث ہزاروی“ کی حیثیت اور مقام معلوم کریں۔

مشک انت کہ خود بگوید نہ آنکہ عطار بگوید

فاعتبروا یا اولی الابصار

## امر سوم کا جواب:

جوان تلاؤں سے محبت اور دوستی رکھے گا۔ وہ بھی ان کے حکم میں ہوگا محدث ہزاروی کے اس فتوے سے مراد اگر یہ ہے۔ کہ مذکورہ تین مولوی چونکہ قرآن و سنت کے مقابل میں علماء و مشائخ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کافر ہوئے۔ اور کافر کو کافر جان کر دوست بنانے والا بھی کافر ہے۔ تو ہمیں یہ تسلیم۔ اور اگر مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہو۔ کہ چونکہ یہ تین مولوی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہتے ہیں۔ انہیں مسلمان جنتی سمجھتے ہیں۔ لہذا اس عقیدہ کی بنا پر وہ تینوں خارج از اسلام ہیں۔ اور جو بھی ان جیسا عقیدہ رکھے یا ان کے ساتھ اس عقیدہ کی بنا پر دوستی کا دم بھرے۔ وہ کافر ہے۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرح معاذا اللہ کافر منافق و غیرہ نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اور جو امیر کی توہین نہ کرے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ تو پھر یہ بات یہیں تک نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی زد میں حضرت امام حسن حسین اور بہت سے صحابہ کرام بھی آجائیں گے

امیر معاویہ کی ان حضرات نے بیعت کی۔ جن میں کریمین تو لاکھوں درہم بطور ہدیہ ان سے ہر سال قبول کرتے رہے۔ (جس کے ثبوت پر بہت سے حوالہ جات تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ کی مختلف مجلدات میں مذکور ہیں) تو محدث صاحب! بتلائیے۔ کافر و زندیق کی بیعت کرنے والا اور اس سے وظیفہ وصول کرنے والا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟ امام حسین میدان کر بلا میں یزید میسے فاسق و فاجر کی بیعت نہ کرنے کی بنا پر شہید ہوئے ایک طرف یہ ہمت و شجاعت اور دوسری طرف ایک کافر و زندیق کی بیعت کر لینا کیونکر ممکن ہو تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرات صحابہ کرام مجتہدین کریمین کے جنتی اور مسلمان سمجھتے تھے۔ کاش! محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو یہ بات سمجھا جائے اور اپنی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچاسکیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارِ -

واللہ اعلم بالصواب



توجہ حاصل: بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و  
عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے  
لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔ لاجرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو تنبیہ کا شوہر  
بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بتدرج“ کا حکم ذکر کیا۔ اور اس سے مراد بد مذہب  
ہے۔ یہاں کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے۔ اس سے محدث ہزاروی یہ دعوہ کر دینا چاہتا ہے  
کہ معاذاً علامہ تفتازانی ایسے جید علامہ نے بھی جب امیر معاویہ کے متعلق ایسا فتویٰ  
دیا ہے۔ تو ہمیں بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اور اس کے مطابق امیر معاویہ پر لعن طعن کرنا  
اور انہیں قابل بغض و عداوت سمجھنا چاہیے۔ لیکن حقیقت حال پر محدث ہزاروی نے  
جان بوجھ کر ردہ ڈالا تاکہ گمراہ کرنے میں آسانی رہے۔ آئیے علامہ تفتازانی سے پوچھتے  
ہیں۔ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک واقعی ایسے ہیں۔ یہاں کہ محدث ہزاروی  
نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے؟ جواب ملتا ہے۔

علامہ تفتازانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے

بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے ہی قائل ہیں

شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بَعَاثًا... يَقُولُ كَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَعَاثًا  
عَلَيْنَا وَكَيْسُوا كُفَّارًا وَلَا فَسَقَةً وَلَا ظَلَمَةً لِمَا  
لَهُمْ مِنَ النَّوَئِلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ  
أَدْلَمُ أَوْ خَطَا كُنَّا فِي الْإِجْتِهَادِ وَكَذَلِكَ لَا يَنْجِبُ التَّنْصِيفُ

الزام نمبر (۱۶)

دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع  
بتدرج ہے

اور بتدرج کا حکم شرعی یہ ہے۔ اَلْبَغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ  
عَنْهُ وَالْوَهَانَةُ وَالطُّعْنُ وَاللَّعْنُ (فتاویٰ رضویہ مکہ طبع بریلی)

جواب:

”محدث ہزاروی“ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کا پہلا  
باغی اپنے زعم باطل کے مطابق قرار دے کر پھر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے باغی  
بتدرج کا حکم ذکر کیا ہے۔ حوالہ مذکورہ میں ترجمہ گول مول کر دیا گیا۔ اور اپنے قاری کو  
یہ باور کرانے کی مکارانہ کوشش کی گئی۔ کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہی بات اعلیٰ حضرت  
بریلوی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہاں ہم یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت  
نے مذکورہ الفاظ علامہ متقی سعد اللہ والدین تفتازانی کے ذکر کیے۔ جو انہوں نے مقاصد  
اور شرح مقاصد میں لکھے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ:

حَتَمُ الْمُبْتَدِعِ الْبَغْضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ  
وَالْوَهَانَةُ وَالطُّعْنُ وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم  
حصہ دوم ص،، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔)



فَضْلًا عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِلَّهِ الْمَنَعُ عَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ إِخْوَانُنَا  
بَعُورًا عَلَيْنَا۔

(شرح مقاصد جلد دوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور)  
طبع جدید

ترجمہ: اور مخالف بائی ہیں۔ انہیں باغی اس لیے کہا گیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ہمارے ہی بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ لیکن زدہ کافر ہیں۔ اور نہ ہی فاسق و ظالم۔ کیونکہ بغاوت کے جواز پر ان کے پاس دلیل تھی۔ اگر وہ باطل ہی تھی۔ لہذا زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ ان حضرات نے اجتہادی غلطی اور خطا کی۔ اور ایسی خطا کا مرتکب اس کا حقدار نہیں۔ کہ اس کو لازماً فاسق کہا جائے۔ چر جائے کہ اسے کافر قرار دے دیا جائے یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا تھا کہ وہ شایموں پر لعنت نہ بھیجیں۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مستحق لعن طعن ہرگز نہیں۔ بلکہ خطائے اجتہادی کی وجہ سے اور دلیل کے ہونے کی وجہ سے وہ بالکل قابلِ لامنت نہیں۔ ہاں ان کی دلیل چونکہ باطل تھی۔ اس لیے بمقابلہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی حیثیت کمزور ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود انہیں ظالم و فاسق نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ کیونکر جائز ہو تا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ انہیں اپنا بھائی کہہ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ

خود علامہ نے دو ٹوک الفاظ میں ذکر فرمایا۔ کہ فاسق و فاجر ایسے الفاظ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موصوف کرنا یہ رافضیوں کا معمول ہے۔ اور ان کا مذہب ہے۔

### شرح مقاصد۔

وَمَا ذَهَبَ إِلَيْنَا الشَّيْبَعَةُ مِنْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ عَلِيٍّ كَفَرٌ  
وَمَنْ خَالَفُوهُ فَسَقَةٌ..... فَيُؤْنِ إِجْتِهَادَهُمْ وَجْهًا لَا  
يُحْتَمِلُ حَيْثُ لَمْ يَقْنِ قَوْلًا بَيْنَ مَا يَكُونُ بِتَأْوِيلٍ  
وَاجْتِهَادٍ الْخ

(شرح مقاصد جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۵)  
ترجمہ: شیعوں کا یہ مذہب کہ علی المرتضیٰ کے ساتھ لڑنے والے کافر اور ان کے مخالف فاسق ہیں۔ یہ ان شیعہ لوگوں کی دین پر انتہائی جبروت ہے۔ اور ان کی بہت بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس مقام پر یہ فرق نہ کیا۔ (اور نہ سمجھا) کہ اس کے پیچھے تاویل اور اجتہاد کا در فرما تھا۔

گویا علامہ تفتازانی کے مذکورہ الفاظ کے مطابق خود "محدث ہزاروی" ان لوگوں میں سے ہونے کی وجہ سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کفر شیعہ ہے اس لیے فتوے مذکورہ کے مطابق اہل سنت کو ایسے نام نہاد و پیر سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔ اور اگر اہل عصر کے فتاویٰ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بدعت باغی ہیں۔ اس لیے فتویٰ مذکورہ کے مستحق ہیں۔ تو یہ تاثر بھی پہلے تاثر کی طرح گمراہ کن اور لاعلمی کا مظہر اتم ہے۔ کیونکہ اہل معرفت نے ترجمہ حوالہ مذکورہ میں مبتدع کا معنی "بد مذہب" لکھا ہے۔ اور گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ حضرت جنتی اور کامل الایمان سمجھتے ہیں



بد مذہب وہ جو اہل سنت کے مسلمہ مقتدات کے خلاف ہیں۔ اگر امیر معاویہ اسی  
ایسے ہی تھے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو دہانچا  
بھائی نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں آپ نے خود ذکر کیا کہ اس  
کی زد میں آنے والا شخص ہے۔ جو اپنی سنی بیٹی کی شادی بد مذہب کے ساتھ  
کرے۔ گنا شادی کا مسئلہ اور کہاں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت  
کا واقعہ۔

مختصر یہ کہ امیر معاویہ کو جب علی المرتضیٰ اپنا بھائی فرمائیں۔ تو ایک کافرو  
زندیق کو اپنا بھائی قرار دینے والا بھی بد مذہب ہونے کی وجہ سے ان الفاظ  
کا مستحق قرار پائے گا۔ جو محدث ہزاروی نے ذکر کیے۔ اور دوسری طرف  
اعلیٰ حضرت تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن طعن کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور  
اسے جہنمی کہتے ہیں۔ ان شہادتوں کے ضمن میں ”محدث ہزاروی“ کو اپنی  
جگہ تلاش کرنی چاہیے۔

## فاعتبروا یا اولی الابصار

## الزام نمبر ۱

معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمان کا  
قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔

غایۃ امر ہر البغی والخروج  
شرح عقائد نقشبندی۔ خارجی ناصبی ملانے اس پر پردہ ڈالتے ہیں  
اور چھپاتے ہیں

جواب:

”محدث ہزاروی، انجمن عبارت شرح عقائد کے حوالہ سے نقل کی ہے  
اسے کمال چالاکی سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ ان الفاظ کا مصداق یعنی باغی اور  
خارجی ہونا امیر معاویہ ہیں۔ اور یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ قبل اس کے کہ  
اس دم بریدہ عبارت سے محدث ہزاروی کا استدلال کا جواب دیں۔  
ہم چاہتے ہیں کہ ”خارجی“ کی تعریف کر دیں۔ اہل سنت کے ہاں خارجی وہ  
لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی۔ اور جب  
امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے درمیان صلح کے لیے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ  
اشعری کو بطور ثالث مقرر کیا گیا۔ تو ان لوگوں نے لَعَنُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَا  
ابْنَ الْحَكَمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا نعرہ بلند کیا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ ثالث مقرر کرنے کی  
بنا پر علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کافر ہو گئے ہیں یعنی خارجی وہ شخص ہے



جو علی المرتضیٰ کو بھی کافر سمجھتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی نے جو امیر معاویہ کے بارے میں خارجی کا کفر ذکر کیا۔ یا اس کا سہارا علامہ تسفی کی عبارت غایۃ امیر معاویہ والخرج سے لیا۔ اس کا معنی اور مطلب اصطلاحی خارجی نہیں کیونکہ خارجی تو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ دونوں کے کفر کے قائل تھے۔ بلکہ یہاں خروج سے مراد یہ ہے کہ امیر معاویہ نے خون عثمان کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کی۔ اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ پر لڑائی ہو گئی اس لڑائی کو بغاوت اور راسی بیعت نہ کرنے کو خروج کہا گیا ہے۔ اسی معاملہ پر پہلے التزام کے جواب میں ہم نے علامہ تفتازانی کی عبارت پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ چونکہ امیر معاویہ کو بیعت نہ کرنا اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دلائل پر مبنی تھا۔ اگر وہ دلائل باطل تھے اس بنا پر ان کی یا اجتہاد ہی غلطی کہلائے گی۔ جس کی بنا پر ان کو فاسق و ظالم کہنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ انہیں ایسے الفاظ سے یاد کرنا شیعوں کا مذہب ہے۔ امام موصوف نے شرح عقائد میں دیتے گئے۔ الفاظ ایک بحث کے ضمن میں لکھے ہیں۔ بحث یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے اور خصومات کے بارے میں ہم اہل سنت کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں خصوصاً امیر معاویہ کا نام لے کر فرماتے ہیں۔

شرح عقائد:

وَبِالْجُمْلَةِ لَمْ يَنْقُلْ عَنِ السَّلَفِ الْمُجْتَبَدِينَ  
وَأَعْلَمَاءَ الصَّالِحِينَ حَبْرًا لِّلْعَنِ عَلَى مَعَاوِيَةَ  
أَحَدًا بِإِلَّاكَ غَايَةَ أَمْرِ هِمَّ الْبُغْيِ وَالْعُرُوجُ عَلَى الْإِيمَانِ  
وَهُوَ لَا يُتَجَبُّ لِّلْعَنِ

محدث ذکر الصحابہ

(شرح عقائد فلسفی ص ۱۱۰ مطبوعہ کراچی جدید) ویکف

متجہا:

خلاصہ کلام یہ کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی امیر معاویہ اور آپ کے ساتھیوں پر لعنت کرنے کا جواز منقول نہیں ان حضرات کے بارے میں انتہائی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے امام کے خلاف بغاوت کی اور اس کی اطلاع سے خروج کیا۔ لیکن یہ بات ان پر لعنت کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔

خلاصہ کلام:

شرح مقاصد میں لفظ "یعنی اور خروج" کس پس منظر میں کہا گیا۔ اور پھر اس کے بعد ان دونوں کے حامل پر کیا حکم لگایا گیا؟ محدث ہزاروی ایندکچنی نے یہ دونوں باتیں گول کر دیں۔ تاکہ قارئین کو فریب اور سچے بازی سے یہ باور کرایا جاسکے کہ تمام مسلمان اجماعی طور پر امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو "باہمی اور خارجی" کہتے ہیں۔ حالانکہ علامہ تفتازانی اسی عبارت سے ان حضرات کا اجماعی عقیدہ یہ بیان کر رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی پر لعنت کا جواز اجماع امت سے ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ احادیث مبارکہ جو فضائل صحابہ میں بالعموم مذکور ہیں۔ مثلاً جس نے کسی میرے صحابی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی! اچھا نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے والا عنقریب اسکی پکڑ میں آئے گا۔ یہ اور ایسی دیگر احادیث ہیں جس طرح علی المرتضیٰ سلیمان فارسی اور دیگر صحابہ کرام کو شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بوجہ صحابی رسول ہونے کے اس میں شامل ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ عمرو بن العاص بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کسی پر لعن طعن کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے۔



## چیلنج

”سب سے پہلا باغی اور منہر امیر معاویہؓ کی محدث ہزاروی کے پاس اس موضوع اور اپنے اس باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے صرف اور صرف علامہ تفتنازانی کی کتاب شرح عقائد اور شرح مقاصد کے سوا کوئی حوالہ نہیں۔ اور جو اس حوالہ میں ہے۔ وہ آپ کے سامنے آگیا۔ اب ہم محدث ہزاروی کو کھلے بندوں چیلنج کرتے ہیں۔ کہ علامہ تفتنازانی کی کسی کتاب سے کوئی ایک ایسی عبارت دکھادیں۔ جس میں انہوں نے امیر معاویہ کو کافر زندق اور مرتد وغیرہ کہا ہو۔ تو میں ہزار روپے انعام ملے گا۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَأُوقِئْ أَتَارَاتِكِ الْخ۔ اس کے برعکس ہم کچھ چکے ہیں کہ علامہ موصوف نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر کہنے والے کو بدعتی اور فاسق کہا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

## الزام نمبر

رسول خدا کا حکم از روئے قرآن مسنت یہ ہے کہ  
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةَ عِنْدَهُ مِنْ اللَّهِ الْخ  
حضورؐ نے فرمایا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا اور اس نے اسے نہ بتایا۔ دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔

جواب:

”وہ ایسوں کا حکم، ایسوں سے مراد محدث ہزاروی کی یہ ہے۔ جو علماء

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خارجی اور باغی نہیں کہتے۔ حالانکہ محدث ہزاروی کے نزدیک امیر معاویہ کا باغی خارجی ہونا علامہ تفتنازانی نے بالاجماع لکھا ہے۔ تو یہ نہ کہنے والے دراصل ایک مسئلہ کو جان بوجھ کر چھپا رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے۔ لہذا اس کے چھپانے والے یعنی امیر معاویہ کو باغی خارجی کی بجائے پکاروں اور منہر کہنے والے، دوزخ کی لگام دیئے جائیں گے۔

آئیے ذرا حقیقت حال بیان کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جھگڑے ہوئے۔ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان میں علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ اور امیر معاویہ غلطی پر تھے ان کی غلطی اجتہادی تھی۔ یہ شہادت یا مسئلہ تھا۔ جو ہم نے ہرگز نہیں چھپایا۔ بلکہ اب بھی اور ہر وقت اسے سر عام بتانے کے لیے تیار ہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ امیر معاویہ چوتھے (معاذ اللہ) خارجی نامی اور کافر و زندق ہیں۔ اور یہ بات اہل سنت کے کچھ ملانے جانتے ہوئے نہیں کہتے۔ اس لیے وہ حق کو چھپانے والے بنتے ہیں۔ تو ہم محدث ہزاروی وغیرہ سے دریافت کریں گے۔ کہ ذرا ان اکابر امت کی نشاندہی کر دی جائے جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہو۔ جو تم استعمال کرتے ہو۔ اگر یہی کتمان شہادت اور دوزخ کی لگام کا سبب ہے۔ تو پھر ساری امت کے اکابر اس میں شامل ہو جائیں گے۔ مگر کوئی بچے گا۔ تو محدث ہزاروی اینڈ کمپنی مثلاً امام شافعی شیخ عبدالقادر جیلانی۔ مجدد الف ثانی وغیرہ اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکا مومن صحابی رسول اور منہر سمجھا ہے۔ تو محدث ہزاروی کے فتویٰ کے مطابق یہ حضرات ظالم اور کتمان شہادت کے مرتکب ہوئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب کون ہوں گے؟ دامن کو ذرا دیکھو درابند قبا۔ دیکھو سبے حیا باش ہر چ خواہی کن کا مصداق کیوں بنتے ہو۔



## روحانی تجربہ

قبلہ پیر و مرشدی سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت  
کیلیا نوار شریف فرماتے ہیں۔ کہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
کا گستاخ ہو گا۔ اسے ولایت ہرگز نہیں مل سکتی کیونکہ یہ واقعہ میرے ساتھ  
بیعت چکا ہے۔ کہ میں نے سید ہونے کے ناطے سے حضرت امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ کی شان میں تھوڑی سی بے اعتیاطی برتی۔ تو اس کی وجہ سے میرے  
فیوض و برکات سبھی منقطع ہو گئے۔ دوسری طرف مجدد الف ثانی کا فیصلہ ہے  
کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد تاقیامت کسی ولی کو ان کے توسل کے بغیر  
ولایت نہیں مل سکتی۔ اب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو وہ محدث ہزاروی  
کی منطق پر دیکھیں۔ تو کچھ یوں دلیل بنے گی۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ کو پکا مومن اور جنتی سمجھا۔ اس بنا پر اپنے انہیں خارجی باغی نہ کہہ کر ظلم کیا۔  
اور اس سے بڑھ کر۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور امام حسن  
رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی تو اس واقعہ کے پیش نظر سرکار غوث  
پاک تو امیر معاویہ کو فاسق کہنے پر بھی آمادہ نہیں۔ لہذا محدث ہزاروی کے نزدیک  
سرکار غوث پاک جب ظالم ٹھہرے۔ تو پھر ان سے ولایت کی مہر لگانا کون  
تسلیم کرے گا۔ یعنی جسے محدث ہزاروی ظالم کہہ رہا ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو  
ولایت سے موصوف بھی ماننا ہو۔ تو اس سے کوئی پوچھے۔ کہ مجدد الف ثانی  
کے عقیدہ کے مطابق آج کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ جب تک اسے غوث  
پاک سے حقیقت نہ ہو۔ اور تم تو اپنے زعمِ باطل کے مطابق انہیں ظالم کہتے  
یا سمجھتے ہو۔ بھلا تم کو ولایت کس توسل سے ملے گی۔ چہ تو معلوم ہو کہ خانی ولایت

تو محدث ہزاروی کے پاس ہے نہیں ہاں شیطانی ولایت حد کمال تک ہزاروی  
میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے مطابق اس کے  
بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے۔ اور جہنم جائے۔ صاحب نسیم الریاض علامہ خجائی  
کے بقول ومن یكون یطعن فی المعاوۃ ذالک من کلاب  
المعاویۃ۔ اگر شیطان اپنے دوست کو جہنم میں ساتھ رکھے تو کوئی عجیب  
بات نہ ہوگی۔

نوٹ: شرح عقائد کی ایک ادھوری اور دم بریدہ عبارت محدث ہزاروی نے لکھ  
کر یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ  
ہے۔ کہ امیر معاویہ باغی اور خارجی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ امت کے  
کسی مجتہد اور صالح شخص نے آپ پر لعن طعن کو جائز قرار نہیں دیا۔ شرح عقائد کی مذکورہ  
عبارت پر یعنی لعن ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز  
اللعن علی معاویۃ کے حاشیہ پر وضاحت کی گئی ہے

## شرح عقائد: کے حاشیہ پر

وَلِهَذَا قُلْنَا لَا يَجُزُّ اللَّعْنُ عَلَى مَعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ  
عَلِيًّا صَالِحًا مَعَكَ وَقَدْ كَانَ مُسْتَحَقًّا لِلْعَنْ لَكَ  
لَا يَجُزُّ الصَّلَاحُ مَعَكَ

(شرح عقائد ص ۱۱۲ ویکف عن ذکر الصحابة الا بخیر)

ترجمہ: اسی لیے ہم کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ  
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ اس لیے اگر وہ  
لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ  
صلح کرنا باہرگز جائز نہ ہوتا۔



## الزام نمبر ۱۹

حضور نے بتدع کے حق میں فرمایا:-

مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِ تَاهَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ  
متفق علیہ (مشکوٰۃ)

جواب:

”محدث ہزاروی، چونکہ بزعم خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بالا کا مصداق بنایا۔ اور پھر ان پر مردود ہونے کا حکم بھی لگا دیا۔ حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج بالا ارشاد اُن پر منطبق نہیں ہوتا۔ بلکہ احتمال قوی نہیں بلکہ بوجہ یہ ارشاد خود محدث ہزاروی اینڈ کمپنی پر منطبق ہوتا ہے۔ انہیں دراصل علامہ تفتازانی کی ایک عبارت سے غلط فہمی ہوئی۔ عبارت یہ ہے۔

شرح مقاصد:

إِنْ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ مَعَاوِيَةَ لَإِنَّ قَتْلَهُ  
عُثْمَانَ لَمْ يَكُنْ كَوَاقِبًا بَلْ ظُلْمَةً وَأَنَّهُ  
لَعَدَمِ الْوَعْدَةِ إِذْ شَبَّهِهُمُ - (شرح مقاصد

جلد دوم ص ۲۰۶)

ترجمہ: اسلام میں سب سے پہلا بغاوت کرنے والا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان غنی کے قاتل باغی نہ تھے بلکہ ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان کے شبہات اور دلائل کسی کام کے نہ تھے علامہ موصوف

کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ خلیفہ وقت کے خلاف جس شخص نے باولائل اور قوی شبہات کی بنا پر بغاوت کی وہ امیر معاویہ ہیں۔ وہ دلائل و شبہات کیا تھے؟ یہی کہ حضرت عثمان غنی کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ورنہ ہم اہل شام علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کریں گے۔

اب دلیل کے ساتھ بغاوت کی ابتداء کرنا اور عام اصطلاح میں مبتدع یا مبتدعی دونوں کو محدث ہزاروی ایک سمجھ بیٹھا۔ اور عام مبتدع کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے دلیل کے ساتھ پہلے اختلاف کرنے والے پر چسپاں کر دیا۔ اس غلط طریقہ استدلال سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ معاذا اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی مبتدع اور مردود کہتے ہیں۔ گویا بارگاہ رسالت سے امیر معاویہ کا مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں جس ”محدث“ کا ذکر ہے۔ اور جسے مردود کہا گیا ہے۔ وہ اور ہے اور جسے علامہ تفتازانی نے ”اول باغی“ کہا۔ وہ اور ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکورہ خود ”محدث ہزاروی اینڈ کمپنی“ کے لیے تازیانہ نہیں بن سکتا؟ وہ اس طرح کہ آج تک کسی دور میں امت مسلمہ کے اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یمن طعن کیا نہ کیا۔ اس کی ابتداء یہ لوگ کر کے مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود نہ ٹھہریں گے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار



## الزام نمبر ۲

اللہ فانی کائنات کا حکم ہے۔ وَلَقَدْ تَلَّيْنَا عَلَى الْحَقِّ بِالنَّبَاطِلِ  
۱۰ اَلْبَقَرَةُ آیت ۲۱ خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ کی بغاوت باطل  
ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بڑے بھلے کی پہچان کریں۔  
جواب اول:

مذکورہ بالا آیت کریمہ اہل کتاب کی ایک کر توت پر نازل ہوئی۔ ان کا دلیہ تھا۔  
وہ حق و باطل کو گھول میں کر بیان کرتے تھے۔ تاکہ امتیاز نہ رہنے کی وجہ سے لوگ کسی سے  
نہ نہ چڑھیں۔ لیکن محدث ہزاروی آیت کریمہ کا شان نزول کچھ یوں بیان کرتا  
ہے۔ کہ آیت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ  
کا ارشاد ہے۔ مسلمان! حق (یعنی خلافت راشدہ) کو باطل (یعنی بغاوت امیر معاویہ)  
کے ساتھ غلط غلط نہ کرو۔ بلکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھو۔ اور امیر معاویہ کو باطل پر  
ی طرح علی المرتضیٰ کو مستحکم اور بھلا سمجھو۔ اور ان کے مقابلہ میں آنے والے امیر معاویہ  
گنہگار اور بُرا سمجھو۔ دونوں کو حق نہ سمجھو۔ اور نہ ہی دونوں کو مستحکم بھلا کہو۔ بات ٹھیک  
ہے۔ لیکن محدث ہزاروی کا انداز دھوکہ دہی بتاتا ہے۔ کہ اس کی نیت کیا ہے۔  
م بار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادِ غلطی پر تھے اور ان کے  
باپ علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ لیکن اجتہادِ غلطی کو دشمنی اور عنادِ غلطی قرار دے لینا  
بھی حماقت ہے۔ یہی فرق محدث ہزاروی نے پیش نظر نہ رکھا۔ جس کی بنا پر خود  
منازع اور دوسروں کو گستاخی کی ترغیب دی۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے  
اوت باطل اور عنادِ ہستی تو پھر اکابرین امت ان پر وہی فتویٰ دیتے جو

محدث ہزاروی کو جو ہے۔ اگر علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں انا بطلانِ عنادی کی دلیل ہے  
اور پھر اس پر کفر و نفاق کا فتویٰ چسپاں کرنا ہے۔ تو پھر سیدہ عائشہ صدیقہ طحاویہ اور زبیر  
وغیرہ حضرات کے بارے میں کہا کہو گے؟ یہ وہ حضرات ہیں۔ جن کے بارے میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دے دی ہے۔ جنتی شخص اللہ تعالیٰ  
کی رحمت کا مستحق ہوتا ہے۔ نہ کہ اس پر لعنت ہوئی ہے۔ اس لیے ان حضرات پر لعن طعن  
کرنا بارشادِ رسول اللہ خود اپنے اوپر لعن طعن کرنا ہے۔ ان تمام حضرات کی اجتہادِ غلطی  
کی وجہ سے یہ ایک گنا ثواب کے پھر بھی مستحق ٹھہرے۔ اگر اجتہادِ صحیح کا ثواب علی المرتضیٰ  
نے لوٹ لیا۔ کجا استحقاقِ ثواب اور کجا ان پر لعنت کا جواز؟ کیا محدث ہزاروی ایضاً  
کپنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ قول بھی یاد نہ آیا۔ جو مصنف ابن ابی شیبہ  
میں مذکور ہے۔ کسی نے پوچھا۔ یا علی! اصفین میں مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا  
حکم ہے؟ فرمایا۔ سب جنتی ہیں۔ علی المرتضیٰ جنتی نہیں جنتی کہیں۔ یہ انہی کو باطل کے بھاری  
کہہ کر کبھی مبتدع کا خطاب تھوپے اور کبھی کافروں و منافقین کی گولی مارنے کی کوشش  
کے۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

دہا گندے ستھرے اور بڑے بھلے کا امتیاز و پہچان تو اللہ تعالیٰ نے اس کا  
فیصلہ بھی فرما دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سے کسی نے پوچھا۔ کہ امیر معاویہ  
اور عمر بن عبد العزیز دونوں میں سے زیادہ مرتبہ کس کا ہے؟ فرمایا۔ جس روز امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔  
تو ان کے گھوڑے کے سٹم سے لگ کر اڑنے والا اعتبار عمر بن عبد العزیز سے  
بہتر ہے۔

صاحب نسیم الریاض نے اسی موضوع پر کیا خوب تحریر فرمایا۔



## نسیم الریاض :-

مَنْ شَتَّمَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَبَا بَكْرًا وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ أَوْ عَلِيًّا أَوْ مَعَاوِيَةَ أَوْ عَمْرُو  
بْنَ الْعَاصِ ابْنَ وَائِلِ السَّهْمِيِّ قَاتِلَ كَاثِرٍ أَعْلَى  
ضَلَالٍ كُفْرٍ قَتِيلٍ وَلَمْ يُقَوْلْهُ بَلْ قَالَ أَرَأَيْتَ  
قَبْلَ إِسْلَامِهِمْ قَاتِلَ فِيهِ تَكْذِيبًا لِرَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِجْبِيعِ الْأُمَّةِ وَهَذَا أَمَدُ هَبْ  
مَا لَكَ وَلَمْ يَذْكُرْ اسْتِثْنَائِيَهُ هُنَا وَإِنْ شَتَّمْتَهُمْ  
أَيَّ شَتَّمَ الصَّحَابَةَ بِغَيْرِ هَذَا الْمَذْكُورِ مِنَ  
الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ بَلْ شَتَّمَ بِمَا هُوَ مِنْ جِلَاسِ  
مُشَاطَمَةِ النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فَيَعْمَا يَجْرِي  
بَيْنَهُمْ نِكَلٌ آتَى عَرُوقَ نَكَالٍ لَا شَدِيدٌ إِيمَانِيُتَعَدُّ  
مِنْ ضَرْبِ مُثْلِهِمْ وَنَحْوِهِ - (نسیم الریاض جلد ۱  
ص ۵۶۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

## ترجمہ :- جواب ثانی

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً ابو بکر صدیق ،  
عمر، عثمان، علی، معاویہ اور عمرو بن العاص کو کہا کہ یہ حضرات گمراہ اور  
کافر تھے۔ تو اس کو قتل کیا جائے۔ اور اس کی کوئی تاویل قبول  
نہ کی جائے۔ بلکہ اگر وہ کہتا ہے کہ میری مراد ان کے اسلام لانے سے  
پہلے کی حالت تھی۔ تو بھی نہ تسلیم کی جائے۔ کیونکہ اس کے ایسا کہنے میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت کی تکذیب لازم آتی ہے

یہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب۔ اس جگہ آپ سے کوئی استثنائی  
صورت ذکر نہ کی ہوگی۔ اور اگر کسی نے حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کو  
مذکورہ الفاظ کی بجائے یعنی گمراہ اور کفر کے علاوہ کوئی اور گالی دی جیسا کہ  
عام لوگ ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں۔ تو اسے سخت ترین تعزیر لگائی  
جائے۔ جس سے اس کو شدید درد ہو۔

## لمحہ فکر میرا :-

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب نوکر کیا جو دراصل  
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ ہے۔ جو ان نسیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۴ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَخَاضِرِيَّةٌ... قَالَ جِلْدُهُ  
جو میرے کسی صحابی کو گالی بکے اسے کوڑے مارو۔ اسے سزا دو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا یہ ارشاد غور فیصلہ کر دیتا ہے کہ کون گندہ ہے اور کون ستھرا کون برا ہے۔  
اور کون بھلا ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضور  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہی کافی ہے۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اگر جان  
بوجھ کر گستاخانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وعزیز بننا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے ”میرے تمام صحابہ مادل ہیں“ اس فیصلے  
کے بعد کسی اور کے فیصلہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہوگی۔

## فاعتبروا یا اولی الابصار



## الزام نمبر ۲

سات امور پر مشتمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ (اجْعَلُوا آيَمَتَكُمْ حُرُوفًا كَمَا  
 آيَمَةُ نَبِيِّكُمْ) امام ان کو بناؤ جو تم میں بہترین ہوں۔ معاویہ، اللہ رسول کا باغی اور منافق  
 آل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت  
 کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے والا،  
 سود کے بیوہ پار کرنے والا ہے۔ جو تلاوت فی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے ہیں  
 وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے پر اللہ کی رضا کا کفر کہنے والے ہیں۔  
 ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے۔ نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا  
 سلام رشتہ پیار روا ہے۔ ان سے تعاون تو لے مسلمان کو انہی جیسا بنا دینے  
 والا ہے۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے ہیں درج ذیل ہیں

امراول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے بارے میں فرمایا۔ اچھے شخص کو امام بناؤ۔

امردوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا باغی اور منافق ہے۔

امرسوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ کو گالیاں  
 دینے والا ہے۔

امر چہارم: اس نے صحابہ کرام اور آل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔

امر پنجم: شراب پینے پلانے والا اور سود کاروبار کرنے والا ہے۔

امر ششم:

امیر معاویہ کو دور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والا کفر بکتاہ ہے۔

امر ہفتم:

امیر معاویہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی  
 جائے۔ اور اس سے رشتہ ناظر باطل ختم کر دیا جائے۔

”مذکورہ سات عدواموں کے بالترتیب جوابات“

جواب امراول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حق ہے۔ کہ امام اچھا ہی ہونا چاہیے۔  
 اس سے مراد امامت مضر یعنی کسی مسجد کا امام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر اور اولیٰ  
 یہ کہ اس سے مراد امام المسلمین (خلیفہ) لیا جائے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
 کو دونوں امامتیں نصب ہوئیں۔ اور اسے عملی طور پر تسلیم کرنے والوں میں امام حسن  
 حسین جیسے بزرگ بھی شامل ہیں۔ کتب حدیث و تاریخ میں یہ بات درجہ شہرت کھتی  
 ہے۔ کہ حسنین کہ عین نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر کے ان کی امامت کو بڑی  
 وفلافت کو تسلیم کیا۔ اور ان کی اقتداء میں نمازیں بھی ادا کیں۔ اب اس جگہ محدث  
 ہزاروی وغیرہ سے کوئی یہ دریافت کرے۔ کہ حسنین کہ عین نے امیر معاویہ کی بیعت



انہیں اچھا سمجھ کر کہتی یا برا؟ علاوہ ازیں امیر معاویہ کی طرف سے ہر سال بیش بہا جو تحائف یہ حضرات قبول فرماتے رہے۔ وہ اچھا امام سمجھ کر یا برا؟

جواب امر دوم:

(معاذ اللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرستے اور کافر ہی رہے صرف منافقانہ طور پر مسلمان ہوئے؟ یہ نظریہ اور عقیدہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اس کے ایک پسندیدہ بزرگ کا حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔ اس سے آپ خود فیصلہ کرنے میں مطمئن ہو جائیں گے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:

(اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مَا دِيًّا مَهْدِيًّا وَاهْدِيَهُ) قَوْلُهُ  
وَاهْدِيَهُ تَحْمِيْمًا لِأَنَّ الدِّهْنِيَّ كَانَ يَمْدَنُ قَوْلَهُ قَوْلًا  
يَتَّبَعُهُ كُلُّ أَحَدٍ فَكَمُلَ ثَمَرُ تَكْمُلِهِ وَإِذَا قَبِلَ  
إِلَى الْمَعْنَى الثَّانِي كَانَ مَهْدِيًّا تَأْكِيْدًا وَقَوْلُهُ اهْدِيْ  
تَكْمِيْلًا يَعْنِي أَنَّهُ كَامِلٌ مَّكْمُلٌ وَلَا إِزْتِيَابَ أَتَى  
دُعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ  
كَانَ هَذَا أَحَالَهُ كَيْفَ يَزِيدُ تَابٌ فِي حَقِّهِ وَمَنْ  
أَرَادَ زِيَادَةً بَيَانٍ فِي مَعْنَى الْهَدَايَةِ فَاعْلَمْ  
يَفْتُوحُ الْغَيْبِ - (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۴۲۸)

مطبوعہ ملتان طبع جدید) باب جامع المناقب فضل ثانی)  
ترجمہ: (اے اللہ معاویہ کو ہادی مہدی بنا دے۔ اور اس کے ساتھ  
ہدایت عطا فرما) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں  
”واہد بہ“ فرماتا پچھلے کلام کی تہنیت ہوگی۔ کیونکہ جو شخص (یعنی امیر معاویہ)

ہادی اور مہدی کا مصداق بن کر عظیم کامیابی حاصل کر چکا۔ اس کی ہر شخص اتباع کرے  
گا۔ سو وہ کامل ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا معنی کیا جائے۔ تو وہ مہلک یا تباہی کا  
بے گارہ اور ”اھد بہ“ اس کی تکمیل ہوگی۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
کامل اور مکمل تھے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہی ہوتی ہے۔ لہذا جس کی حالت یہ ہو (یعنی وہ  
ہادی مہدی ہو۔ اور دوسرے کے لیے سبب ہدایت بھی بنا ہو) اس کے بارے  
میں کس طرح شک کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ہدایت کے معنی میں کسی کو زیادہ  
تحقیق کی گئی درکار ہو۔ تو اسے فتوح الغیب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

محہ فکریہ:

لا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہادی  
مہدی اور کامل مکمل فی الایمان ہونے میں شک کرتا ہے۔ ہمیں اس کے اسلام میں شک  
ہے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مجسم ہیں۔ جو مستجاب  
ہوتی۔ لہذا ہادی اور کامل و مکمل کے منکر کے بارے میں جب یہ حکم تو محدث  
ہزاروی اینڈ کمپنی جو امیر معاویہ کو کافر منافق کہہ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ حکم  
ہو سکتا ہے۔ یہی کہ ان ناہنجاروں اور عاقبت بربادوں کا اسلام سے کوئی تعلق  
نہیں ہے۔ یہ لوگ پرلے درلے کے منکار، حیلہ باز اور کذاب ہیں۔

جواب امر سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آل پاک و صحابہ کرام کو گالیاں دیتے تھے۔ محدث ہزاروی  
کا یہ الزام ان روایات کے بل بوتے پر ہے۔ جو ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی  
تاریخ میں درج کیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر  
اپنے تمام گورنروں کو حکم دیا تھا۔ کہ علی المرتضیٰ کو گالی دیں۔ اس قسم کی روایات واصل



الزام مذکورہ کی بنیاد میں لیکن ذرا اس پہلو سے دیکھیں کہ محمد بن جریر طبری خود اہل تشیع میں سے اور روایت مذکورہ کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ دونوں کفر شدید ہونے کے ساتھ کذاب اور وضاع بھی ہیں۔ ان کی روایات کی نصوص قرآنہ اور تصریحات حدیثیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے فتاویٰ پر محدث ہزاروی کو بھی یقین ہے) ایسی روایات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

### احکام شرعیات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کسی صحابی پر طعن کرے۔ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر روایات کا ذکر ہے ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمایا۔ کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اور اللہ کو خوب خبر ہے۔ جو کچھ تم کو گئے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جو کوئی بچے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم ریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَذَاكَ مِنَ كَلَابِ الْمَاوِيَةِ (احکام شرعیات حصہ اول ص ۵۴)

### لمحہ فکریہ:

چونکہ محدث ہزاروی بار بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لعن طعن کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی متعدد دفعہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ تحریر پیش کرنا پڑی۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے ایسے تمام لوگوں کے ایسے منہ بند کر دیئے۔ کہ اب حق قبول

کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے پاس نہ رہا۔ ورنہ ازلی بدگشتی تو ان کے ساتھ ہے ہی وہ احادیث کو جن کے ہمارے کچھ لوگ حضرات صحابہ کرام کے مابین اچھے برے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک طرف اور دوسری طرف آیات قرآنیہ ہیں۔ بھلا کلام الہی سے بڑھ کر کس کلام میں ہوگا۔ اسی نے تمام صحابہ کے بارے میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بروز قیامت فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود فرمایا جا رہا ہے۔ کہ ان حضرات کے اعمال انتقال تک اس اللہ واحد علام الغیوب کے سامنے تھے۔ اس نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر ان جھگڑاؤں اور تنازعات کو جانتے ہوئے اس کے بعد جو کچھ ان صحابہ کرام کے ساتھ سلوک ہونے والا تھا۔ اس کا پہلے سے ہی اعلان فرمادیا۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اللہ کے فیصلہ سے ناغوش ہو کر یا ان کی تکذیب کی سعی کرنے میں مصروف ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کے بقول اپنا سر کھائیں جہنم جائیں۔ یا علامہ خفاجی کے ارشاد کے مطابق ہادیہ کے کتے کہلائیں گے۔ یہیں کیا اعتراض۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

### جواب امر چہارم و پنجم:

۹۹ جنگیں کرنا، اور شراب پینا پلانا اور سودی کاروبار کرنا ان کے متعلق ہم الزام نمبر ۱۱، ۱۲ میں بالتفصیل گفتگو کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ شراب پینے کی روایت مجمع الزوائد کے حوالے سے ”حرام شراب“ کے لفظوں سے مذکور نہیں۔ اسی طرح سود کھانے کی روایت مجتہد فید اور مؤثر روایت ہے۔ ایک مجتہد ہونے کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے اسے جائز قرار دیا۔ اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جواب امر ششم: امیر معاویہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والا کفر بختاب ہے



محدث ہزاروی نے اس کی تقریر کچھ یوں ہے کہ چونکہ امیر معاویہ نے علی المرتضیٰ پر لعن طعن کر دیا۔ اس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و رضا کی دعا مانگنا گویا کفر بکتاہے۔ جہاں تک حضرت علی المرتضیٰ پر لعن طعن والی روایت کا معاملہ ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے تمغہ جعفری جلد پنجم ص ۱۸۸ تا ۱۸۹ پر کر دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی روایات قطعاً قابلِ حجت و استدلال نہیں۔ پھر ان کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن کا اثر کیوں کر پہنچ گیا۔ لہذا جو شخص ویسا نہ ہو جیسا مخالف اسے قرار دے رہا ہے۔ تو پھر مخالف کا الزام صرف مخالفت کے دل کی بھڑاس ہی ہوگی۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد الف ثانی، غوث اعظم، شہاب الدین ہزاروی وغیرہ اکابر ہیں۔ اگر بقول محدث ہزاروی یہ حضرات کفر بکنے والے ہیں۔ تو پھر خدا حافظ۔

### جواب امر ہفتم

امیر معاویہ کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنے والے کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں۔ اور اس سے رشتہ ناظر درست۔

ذرا دل تصام کرتائیے۔ کہ حسنین کریمین کی نمازوں کا کیا بنا جو انہوں نے خود امیر معاویہ کے پیچھے ادا فرمائیں۔ یہاں تو امیر معاویہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والے کی امامت کا حکم بتایا جا رہا ہے۔ وہاں تو خود امیر معاویہ امام اور ان کی اقتداء کرنے والے نو جوانانِ جنت کے سردار۔ اسی طرح رضی اللہ عنہ کہنے والے امت کے اکابر کے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں کی نمازوں کا حشر بھی اس فتوے کی زد میں ہے امام حسن کا جنازہ اور ان کی بیمن ام کلثوم بنت علی کا جنازہ سعید بن العاص اموی نے پڑھایا۔ جو مکہ کا گورنر تھا۔ یہ گورنر بھی بنی امیہ سے تعلق کی بنا پر امیر معاویہ کو

رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے تھا۔ اسی طرح مروان بن حکم نے حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی کا جنازہ پڑھا۔ کیا یہ نمازیں درست تھیں؟ اگر نہیں تو یہ حضرات نماز جنازہ کے بغیر دفن ہوئے اور اگر درست تھیں۔ تو محدث ہزاروی کے فتوے کا جنازہ مکمل کیا۔ رہا رشتہ ناظر تو چند رشتے ملاحظہ ہوں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے چھ رشتے ناظر

- ۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔
- ۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک اور بہن ہند بنت ابی سفیان سے علی المرتضیٰ کے بھتیجے عبداللہ بن عمارش نے شادی کی۔
- ۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی سیلی کا نکاح امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس سے علی اکبر پیدا ہوئے۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی لباہ بنت عبید اللہ بن عباس کا عقد ولید بن عتبہ بن ابی سفیان یعنی امیر معاویہ کے بھتیجے کے ساتھ ہوا۔

۵۔ رطبہ بنت محمد بن جعفر یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی کی شادی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ کے پوتے سے ہوئی۔

۶۔ امام حسن کی پوتی نعیمہ کا عقد امام معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔

ان رشتے ناظروں کے بارے میں محدث ہزاروی کی گلفشانی دیدنی ہوگی۔ اور پھر اگر کوئی یہ پوچھ بیٹھے۔ کہ ایسے رشتوں سے جو تمہارے نزدیک ناجائز تھے۔ ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تمام مفاسد اور برے نتائج دراصل حسد و بغض کی پیداوار ہیں۔ جسے محدث ہزاروی دل سے لگائے اور امیر معاویہ پر لعن طعن کا ادھار کھائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ



نوٹ:

اد پر ذکر کیے گئے رشتے کوئی فرضی نہیں۔ بلکہ ان کی پوری تحقیق و حوالہ جات ہم نے تحفہ جعفریہ جلد دوم ص ۳۰۴ تا ۳۱۱ پر رقم کر دیئے ہیں۔ وہاں ان کی تسلی کی جا سکتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## الزام نمبر ۲۲

حضرت امیر معاویہؓ کی صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا کفری کام ہے

معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاعلان باغی طاعنی کافر منافق منکر مخالفت ہو کر اسی حال پر رہا ہے۔ اس دشمن اسلام و ایمان کو اصحاب پاک میں ملانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَوَّعُوا وہ کفر کے ساتھ فتح مکہ میں آئے اور اسی کفر کے ساتھ باغی خارجی ہو کر دین اسلام سے نکل گئے۔ ۴۰ مائدہ۔ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پھوٹا لایا ہوا ہے۔ یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و متک کرنے والے ہیں۔ حضرت امام عظیم ابوحنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے۔ کہ وہ باغی خارجی کافر مرتد زندیق ہے

اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے نکل کر طلاق ہو گئی ہے۔ اور اس سے پہچانہ مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے۔ اور ان کے پیچھے نماز نہ ان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ (رواۃ و رسولہ اعلیٰ)

حدیث ہے۔ اَيُّاهُمْ قَوْمٌ لَا يُضِلُّوْكَ كُفْرًا لَا يَنْتَبِهُوْكَ عَنْهُ فَنَادَى سَامُ الْحَرَمِيْنَ اُورْتَوِيْ صَوَامِ هِنْدِيَه كَيْ تَمِيْنَ سَوَايَكِ مَشَافِخَ عِلْمَادٍ اُورْتَقِيَانِ اَيْنَ كَيْ تَمَامُ قَتُوْكَ كَافِرًا سَاقِي مَرْتَدٍ زَنْدِيقٍ هُوْنِي كَيْ تَمَادِيَه پَرِستُوں اُور اِس پَرِشِي اَللّٰهُ عِنْدَ كَيْنِي دَالُوں پَرِ بِلَا كَم وَ كَا سَت لَگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر و مرتد ہیں۔ کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو دُرُود کرے یا اس بارہ بحث و جہت مزاحمت تکرار کرے ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تائید و دوستی کرے رشتہ چاہے آشنا ئی روارکھے۔ وہ بھی انہیں جیسا دشمن دین و ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔ قَوْمٌ يَّتَوَكَّلُوْكُمْ مِنْكُمْ فَلاَ تَنْفَعُكُمْ فِىْهِ مِنْهُمْ شَيْْءٌ مَّائِدَہ آیت ۵۱ اللہ کافران ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوْا قَوْمًا عَصَبَ اللّٰهِ عَلَيْهِمُ السَّعِيْرُ ممتحنہ آیت نمبر ۱۱۲ اللہ کا حکم ہے۔ لَا تَتَّبِعُوْا الْمُجْرِمِيْنَ ۵۲ ہود آیت ۵۲ اللہ کا حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدُوْا بَعْدَ الذِّكْرِ يٰۤمَعْ الْقَوْمُ الظَّالِمِيْنَ ۱۶۸ النعام آیت ۱۶۸ اے اہل اسلام اے اہل دین اسلام کے باغی ظالم دشمن اہل اصحاب معاویہ کو ماننے اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ ورنہ جبر چاہا ہوا انجام سوچ لو۔

جواب:

مذکورہ الزام و راصل سات امور کا مجموعہ ہے۔

امرا و اولیٰ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی کافر منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔



امردوم: امیر معاویہ کو مہابی شمار کرنا کفر ہے۔

امرسوم: قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ الْخ امیر معاویہ رض اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں آتری۔

امر چہارم: امام اعظم رض کے نزدیک ایسا شخص کافر مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔

امد پنجم: معاویہ پر پستوں پر حسام الحرمین اور صوام ہندیہ کے تمام فتوے لاکو ہوتے ہیں۔

امر ششم: معاویہ پر پستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر۔

امر ہفتم: معاویہ کو ماننے اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔

جواب امرا اول:

جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت کا معاملہ تھا (کہ جس کی بنا پر انہیں کافر و منافق و مرتد قرار دیا جا رہا ہے) ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ یہ اجتہادی غلطی کی بنا پر سب کچھ ہوا۔ اور اجتہادی غلطی پر بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گن شراب و اجر کا مشرورہ ہے۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ تھا۔ جو امیر معاویہ نے پیش کیا تھا۔ یہ کوئی شرعاً ناجائز مطالبہ نہ تھا۔ بات بڑھی اور معاملہ لڑائی تک پہنچ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاویہ آرائی ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انتقال فرمایا۔ تو یہی امیر معاویہ بنے۔ کہ امام حسن و حسین ان کی بیعت کرتے۔ اور ان کی امامت و خلافت کو علماً بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر محدث ہزاروی ایندکینہ کی منطق دیکھی جائے۔ کہ امیر معاویہ باغی تھے۔

کافر و مرتد تھے۔ اسی پر مرے۔ تو یہ سوال خود بخود ذہن میں ابھرے گا۔ کہ جس کے باپ سے بغاوت کی گئی وہی اپنے باپ کے باقی اور کافر و مرتد کی بیعت کر رہے ہیں۔ اب کافر و مرتد کی بیعت کرنے پر حسین کو یمن کے بارے میں کیا ہو گئے؟ معلوم ہوا کہ جو اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ وہ حسین کو یمن کے علم میں تھی۔ اور یہ دونوں شاہزادگان انہیں ممکن سمجھتے تھے۔ ان حضرات نے جس سال امیر معاویہ رض سے بیعت کی۔ اور جس سے بہت بڑے فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ اسے ”عام الجماعة“ کہا گیا ہے۔ اس لیے پہلے تو امیر معاویہ رض کے اختلافات کو بغاوت کا نام دینا ہی زیادتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ حسین کا بیعت کر لینا اس لیے ہے کہ شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے۔ اور امیر معاویہ رض کی خلافت کی صحت کی دلیل بنتا ہے۔ اسی مسئلہ پر سرکارِ حضرت اعظم رض نے گفتگو فرمائی۔ ملاحظہ ہو۔

شواہد الحق:

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ  
بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ  
بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَخُسَّةٌ عَنِ الْخِلَافَةِ  
وَقَسْلِيمَةٌ إِلَى مُعَاوِيَةَ لِرَأْيِ رَأْيِ الْحَسَنِ وَمُضِلَّةٌ  
عَامَّةٌ تَحَقَّقَتْ لَهُ وَهِيَ حَقٌّ وَمَا الْمُسْلِمِينَ وَ  
تَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَسَنِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ يَصْلَحُ اللَّهُ  
تَعَالَى بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ  
هَوَّجَبَتْ إِمَامَتَهُ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَسَعَى عَامَةً  
عَامَ الْجَمَاعَةِ لِإِذْ تَفَاعَى الْخِلَافَ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاتِّبَاعِ



الْكَلِّ لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَنْهَ لَمْ يَكُنْ هَذَا  
مُنَادِيَةً فَالْتَفَتَ فِي الْخِلَافَةِ -

(دشوا هذا الحق صفحہ نمبر ۴۰، مطبوعہ مکتبہ النور الجیلانی -)  
ترجمہ ۱۔ بہر حال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انتقال اور امام حسن  
کی دستبرداری کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح  
اور ثابت ہے۔ امام حسن نے امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری اس  
رائے کی بنا پر کی تھی کہ اسی میں جملت عامر تھی۔ یہی کہ مسلمانوں کی  
خونریزی کی حفاظت ہو گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول  
کی تحقیق ہو گئی: ”بے شک میرا بیٹا (امام حسن) سید ہے۔ اللہ تعالیٰ  
اس کے سبب مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کر دے گا“  
لہذا امام حسن کے دستبردار ہونے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت  
واجب ہو گئی۔ اسی بنا پر اس سال کا نام ”عام الجماعة“ پڑا۔ کیونکہ تمام  
لوگوں کے مابین اختلاف ختم ہو گیا۔ اور امیر معاویہ کی خلافت پر نئے  
اتفاق کر لیا۔ کیونکہ یہاں کوئی تیسرا آدمی ایسا نہ تھا۔ جو مسئلہ خلافت  
میں جھگڑنے والا ہو۔

محکم فکریہ :

سرکارِ نبوتِ پاک رضی اللہ عنہ کو امام حسن و حسین سے جرنیسی تعلق ہے۔ اس کی  
حدیث ہزاروی کو ہوا بھی نہیں لگی۔ خود اپنے گھر کی بات بیان فرماتے ہوئے کہا  
کہ حسن کی دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق ہونے میں کوئی عذر  
باقی نہ رہا۔ اس لیے تمام موجوداتِ مسلمہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ سرکارِ نبوتِ پاک  
اپنی وسعتِ نظر کا تحدیثِ نعمت کے طور پر یوں ذکر فرماتے ہیں۔ فَطَرْتُ

إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا - كَخَزَنَةِ لَيْلَةٍ عَلَى حُمْرٍ اقْتَصَالٍ - میں اللہ کے  
شہروں کو لگاتار اس طرح دیکھتا ہوں۔ کہ جس طرح ہاتھ پر رکھارانی کا دانا۔ تو جن کی  
وسعتِ نظر کا یہ عالم کہ انہیں تو امیر معاویہ کی خلافت، واجب اور صحیح نظر آ رہی ہے۔  
اور محدث ہزاروی سے دن کے وقت چوٹی نظر آئے۔ وہ ان کی شان میں  
انہوں کی طرح بکتا جاتا ہے۔ حق وہی ہے۔ جو سیدنا حضرت اعظم کے ارشادات  
میں موجود ہے۔

جواب امر دوم:

”امیر معاویہ کو صحابی کہنا کفریہ کام ہے“ اس بارے میں ہم محدث ہزاروی سے  
دریافت کرتے ہیں کہ ”صحابی“ کی تعریف جو کتب میں موجود ہے۔ اسے تسلیم کرتے  
ہو یا نہیں؟ اگر تسلیم ہے۔ تو اہل سنت کی کتب معتبرہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔  
”صحابی“ کہا گیا ہے۔ اور اگر وہ تعریف تسلیم نہیں بلکہ تمہارے نزدیک اپنی بنائی  
ہوئی تعریف ہے۔ تو اسے اپنے پاس ہی رکھو۔ جماعت کو چھوڑنے کی وجہ سے  
”شَدَّ فِي النَّارِ“ کا مصداق بنو۔ جہاں تک امیر معاویہ کے صحابی ہونے کا معاملہ  
ہے۔ تو خود عبداللہ بن عباس ایسے مجتہد صحابی اس کا اظہار فرماتے ہیں۔

قطبِ الجنان:

وَمِنْهَا ثَنَاءُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى مَعَاوِيَةَ  
وَهُوَ مِنْ أَجْلِ آلِ بَيْتٍ وَالتَّابِعِينَ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ  
وَجْهَ الْكَرِيمِ - فَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ  
قَالَتْ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مَعَاوِيَةَ أَفْ تَرَى كَعْبَةَ  
فَقَالَ إِنَّهُ فَفِيهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنتَكَ صَحَبَ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِنْ أَجْلِ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ



أَمَّا أَقْلَانِ الْيَتْمَانِ أَحَبُّ الْمَرَاتِبِ عَلَى الْوُطْلَانِ  
وَمِنْ فَتْرَةٍ عَنَّا نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَيْنَ  
عَبَّاسٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَقِّبْنِي فِي الدِّينِ --- وَأَمَّا ثَانِيًا  
فَقَدْ وَرَّهَذَا الْوَصْفَ الْجَلِيلَ لِمُعَاوِيَةَ مِنْ  
عَظَمَةِ مُنَاقِبِهِ كَيْفَ وَكَذَلِكَ رَلَهُ وَمِنْ  
حَبْرِ الْأُمَّةِ وَتَرْجَمَانِ الْقُرْآنِ وَابْنِ عَسْوِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَمْرِو عَيْنِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْقَائِمِ بِنُصْرَةِ عَلِيٍّ فِي حَيَاتِهِ وَ  
بَعْدَ وَفَاتِهِ وَصَحَّ ذَلِكَ عَنْهُ فِي الْبُخَارِيِّ الَّذِي هُوَ  
أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَإِذَا تَبَتَّ مَعَ هَذِهِ الْكَلَامَاتِ  
فِي الرُّوَاةِ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ ذُكِرَ فَقَدْ  
اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ أَهْلُ الْأَصُولِ وَالنُّزُولِ عَلَى أَنَّ  
الْفَقِيهَةَ فِي عُرْفِ الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِ  
وَقُرُونِ آخِرِينَ بَعْدَهُ هُوَ هُوَ الْمُحِبُّ  
الْمُطْلَقُ -

(تطهير الجنان واللسان ص ۲۰-۲۱ مطبوعہ مصر)

مصر طبع جدید

ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے  
کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی تعریف کی۔ ابن عباس  
رضی اللہ عنہ اہل بیت کے جلیل القدر افراد اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیروں  
میں سے ہیں۔ صحیح البخاری میں جناب عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ امیر معاویہ ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے  
ہیں فرمایا۔ وہ فقیہ ہیں ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے۔ ابن عباس کا یہ جواب امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ کے مناقب کے سلسلہ میں ایک مینار ہے۔ اول یوں کہ خود  
فقہ اعلیٰ مرتبہ علی الاطلاق رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود  
ابن عباس کے لیے ان النّاس سے دعا فرمائی۔ اے اللہ! اسے دین کی  
(سمجھ عطا فرما۔ دوسری وجہ سے یوں کہ وہ فقیہ۔ کالفظ امیر معاویہ کے  
حق میں اس شخصیت کی زبان سے نکلا۔ جن کے خود مناقب عظیم ہیں۔  
جو جبر الامۃ اور ترجمان القرآن ایسے عظیم لقب رکھتے ہیں۔ جو حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے چچا زاد اور علی المرتضیٰ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو علی المرتضیٰ کے  
ان کے زندگی اور ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے معاون رہے  
اور پھر یہ روایت صحیح بخاری میں ہے جو کتاب اللہ کے بعد احکامات  
کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ان غریبوں اور کمالات جو کہ روایت اور مروی عنہ  
میں ہیں۔ یہ ثابت ہوا کہ امیر معاویہ فقیہ ہیں۔ تو یہاں پر اصول و فروع کے  
تمام علماء اس بات پر متفق ہوئے۔ کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین اور  
ان کے بعد کے اجداد کرام کے ہاں فقیہ کالفظ مجتہد مطلق کے لیے  
بولاجاتا ہے۔

توضیح:

مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے بارے  
میں دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فقیہ ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی صحبت (صحابی ہوئے) کا شرف حاصل ہے۔ جب ایسی شخصیت جو بارگاہِ مآلات



سے ”فقد فی الدین“ کی مستجاب دعا پائیں جنہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خارجوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے ان پر اعتماد کریں۔ اس کے بعد امیر معاویہ کے صحابی ہونے میں اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اسی روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امیر معاویہ کو باغی کہنا خود بغاوت ہے۔ کیونکہ بقول ابن عباس آپ فقیدہ (مجتہد مطلق) تھے اور مجتہد مطلق کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دم عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی اجتہادی رائے علیحدہ قائم کی۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو تسلیم نہ کیا۔ تو اس سے ان کا باغی ہونا ثابت نہ ہوگا۔ یہی بات تطہیر الجنان نے صراحتاً ذکر کی ہے۔

### تطہیر الجنان:

مَوَ الْمُجْتَبِهْدُ الْمُطْلَقُ وَ اِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَعْمَلَ بِاجْتِهَادِ نَفْسِهِ وَلَا يَحْجُوزُ لَهُ اَنْ يَقْلِدَ خَيْرَهُ فِي حُكْمٍ مِنَ الْاَحْكَامِ بِوَجْهِ كَمَا مَرَّ وَ حَيْثُ يَنْتَجِ مِنْ ذَاكَ عُدْوَانٌ فِي مَعَارِ بَيْنَهُ لِعَلِّي تَكْرَمُ اللَّهُ وَجْهَهُ وَ اِنْ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ - (تطہیر الجنان ص ۲)

ترجمہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق تھے۔ اور یقیناً ان پر واجب تھا۔ کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں۔ اور یہ جائز نہ تھا۔ کہ کسی دوسرے مجتہد کی کسی حکم میں کسی وجہ پر تقلید کرتے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑے کئے۔ ان میں وہ معذور تھے۔ اگرچہ حق علی المرتضیٰ کے حق میں تھا۔

جواب: امر سوم: ”قَدْ خَلَقْنَا بِالْكَفْرِ وَ هُوَ قَدْ خَرَجَ بِلَهُ“

اس آیت کریمہ سے ثابت کیا گیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سچے دل سے نہ اسلام لائے اور پھر جیسے آئے ویسے ہی نکل گئے۔ ہم محدث ہزاروی ایٹھ کمپنی کو حلیف کرتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ کا شان نزول یہ دکھا دیں۔ کہ یہ آیت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو منہ مانگا انعام پائیں۔ گویا محدث علیہ علیہ کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے وقت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اب اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے ایک امیر معاویہ بھی تھے۔ تو دراصل صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان و اسلام پر اعتراض نہیں بلکہ ان تمام صحابہ کرام پر اعتراض ہے۔ جو فتح مکہ کے وقت مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان میں ایک شخصیت حضرت عباس کی بھی ہے اب یہی کفر و ارتداد کا فتویٰ ان کی طرف بھی رخ کرے گا۔ اور یوں ادھر سے اپس لوٹ کر محدث ہزاروی کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ تفاسیر و احادیث کی کتب میں آیت مذکورہ کا شان نزول اہل کتاب کے ایک گروہ کو بتایا گیا۔ جو تھوڑی دیر کے لیے اسلام لایا۔ اور پھر چھوڑ گیا۔ لیکن فتح مکہ کے روز ایمان لانے والے صحابہ اور اس سے قبل و بعد سب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ ”وَكُلًّا وَعَقَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ“۔ سب سے ہمارا اچھا وعدہ ہے۔ یہ نص مریخ ان کے قطعاً متبی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کے خلاف محدث ہزاروی انہیں کافر و زندق اور مرتد کے خطاب دے رہے ہیں۔ ہر ذی عقل مسلمان یہی کہے گا۔ کہ اس محدث کا دماغ چل گیا ہے۔ اللہ کی چٹکار کا نشانہ بنا ہوا ہے۔

### نوٹ:

اگر حضرت عباس کے بارے میں اس مقام پر کوئی یہ کہے۔ کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ لہذا ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ امیر معاویہ بھی اس سے پہلے مسلمان ہو



چکے تھے۔ فتح مکہ کے واقعہ سے ایک سال پہلے عمرہ القضاء کے موقع پر امیر معاویہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھونے کی خاطر آپ کی حجامت بنائی تھی۔ آپ اس سفر میں انہیں ساتھ لائے تھے۔ لہذا دونوں حضرات کا معاملہ یکساں ہے۔

### جواب امر چہارم:

”ایسے آدمی کا حکم امام اعظم کے نزدیک کافر اور زندیق اور مرتد ہے، المحدث ہزاروی کا ایسے آدمی“ سے مراد (سیاق و سباق کے حوالہ سے) وہ شخص ہے جو امام و خلیفہ حق کے خلاف بنوادت کرے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے کس کتاب میں اس کے بارے میں مذکورہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں دکھا دو۔ تو منہ مانگا انعام دیں گے۔ امام اعظم کی احتیاط تو یہاں تک ہے کہ یزید تک پر مراحۃ کفر کا فتوے نہ دیا۔ اگرچہ امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ عقائد جعفریہ جلد دوم میں یزید کے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے۔ بہر حال امام اعظم کی طرف ایسے من گھڑت فتوے کی نسبت ایک عیارانہ ہی نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنی کی چال ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اجلہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کا تب وحی کہتے ہوں۔ تو امام اعظم سے یہ فتویٰ کیونکر متوقع کہ وہ انہیں معاف اللہ کافر زندیق اور مرتد کہیں۔

### جواب امر پنجم:

حسام الحرمین میں تین سو ایک مشائخ کا فتوے معاویہ پرستوں پر لگتا ہے۔ ان کی بیویوں کو طلاق ہو گئی الا۔ محدث ہزاروی سے ہم پوچھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں مذکورہ فتوے کیا امیر معاویہ کے ماننے والوں پر لگایا ہے؟ آپ تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن اور بغواء دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی کتاب ہے۔ جب امیر معاویہ کے خلاف پر یہ فتوے تو ان کے

عالمی اور نام لیوا کے بارے میں تو یہ فتوے ہرگز نہ ہوگا۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے مذکورہ باتیں دراصل ان لوگوں کے بارے میں کہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ گویا محدث ہزاروی کا فتوے خود اعلیٰ حضرت پر بھی چسپاں ہوگا۔ اور یہی نہیں بلکہ حضرات صحابہ کرام ائمہ مجتہدین، اولیاء امت ان میں سے کسی کی بیوی کا نکاح قائم نہ رہے۔ اور پھر اس کے مفاسد جو ہیں۔ وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس لیے معاملہ کچھ الٹ سا ظلم ہوتا ہے۔ وہ یوں کہ ان تمام حضرات کو معاویہ پرست کہہ کر محدث ہزاروی نے اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ان کی ازواج کا نکاح ختم کر دیا۔ لیکن اس کثیر تعداد میں رابع العقیدہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر محدث ہزاروی کا اسلام دایان جاسمارا۔ اب اپنے نکاح کی خیر منائے۔ یکاش کوئی اس کی بیوی اور بچوں کو آگاہ کرتا۔ کہ تمہارے ابا جان نے کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں۔ اور اپنے کرتوتوں سے تمہاری حالت ناگفتہ بہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت مرحمت فرمائے۔

### جواب امر ششم:

”معاویہ پرستوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ معاویہ پرست تو وہ لوگ ہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن صحابی رسول اور جنتی مانتے ہیں ان لوگوں کو کافر کہنا یا سمجھنا بعد کی بات ہے۔ اس سے زیادہ اہم خود امیر معاویہ کی ذات کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر کہے۔ تو اس کے بارے میں محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا فتوے اس سے بھی سخت ہونا چاہیے۔ کیونکہ معاویہ پرستوں کو کافر ہی لیے کہا گیا۔ کہ انہوں نے امیر معاویہ کو کافر نہیں سمجھا۔ یعنی کسی کے کفر کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن خود کافر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی اگر کافر ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفر کا منکر ان سے بھی بدتر ہوگا۔ ہم اس سے قبل امت کے چند اکابر حضرات کی اس بارے میں تحریرات پیش کر چکے ہیں جن



میں امام شرفانی، سرکارِ خزائن، پاک مجددِ الف ثانی وغیرہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان، صحابی اور جنتی فرمایا۔ لہذا ان کا کفر بہت شدید ہو۔ معاویہؓ ان کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب نص قرآنی سے منع ہے۔ اب محافل گیارہویں شریف بھی ناجائز ہو گئیں۔ ایسے ہی ”محدثوں“ کے بارے جو صرف اپنے آپ اور اپنے چیلے چاٹوں کو مسلمان سمجھتا۔ اور امت مسلمہ کو بعد اکابر کے دائرہ اسلام سے خارج کہتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَكَّ شَكَّ فِي النَّارِ۔ جو جماعت سے نکل گیا۔ وہ جہنمی ہوا۔ امت مسلمہ کے اکابر کو محدث نے کافر بنایا۔ لیکن خود محدث کو حدیثِ رسول نے جہنمی کر دیا۔ اور آپ ہی کے ارشادات نے امت مسلمہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ فرمایا: میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عقائدِ باطلہ سے توبہ کی توفیق دے۔ (۱۱ مین)

جواب امر ہفتم:

امیر معاویہ کو ماننے والے اور خدا و رسول کو نہ ماننے والے سے بچنا ضروری ہے۔ گویا جرحِ شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان مانتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ اور جو اللہ و رسول کو ماننے اس کے لیے لازم ہے۔ کہ وہ امیر معاویہ کو مسلمان نہ سمجھے۔ محدث ہزاروی نے اس منطق کے ذریعہ بھی اپنے سوا تمام امت مسلمہ کو خدا و رسول کا منکر بنا ڈالا۔ اس کا حجاب ہو چکا ہے۔ لہذا مزید کی ضرورت نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## الزام نمبر ۲۳

فقہاءِ احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حکمران تھے

پیارے برادرانِ ملت و دین و ملک ہیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمن ملت و ملک کی طاقت کے مقابلہ میں طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظامِ خلافت اور مکمل دستور اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و قہر کا ناقابلِ انکار اعلان ہے۔ کہ نظامِ خلافت و دستور اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ جسے فتنہ بنوادت نے تباہ کیا۔ بس کائناتِ دین و ایمان میں خلافت راشدہ سے بغاوت چودہ طبق میں وہ ظلمِ عظیم ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتاب و سنت میں لعنت کا شمار نہیں۔ فتح القدر جلد ۲ ص ۶۳ طبع بیروت پر ہے۔ دو یہ جتویر معاویہ، تصریح ہے معاویہ کے ظالم ہونے کی مسلمان مومن بے اختیار کسی کی نہ بگاڑنے رب کی سزا ۱۰ یتَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۱۰ بقہ ص ۲۴ امیر کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ تفسیر احکام القرآن ابو جرح ص ۶۹ طبع بیروت میں خلاصہ کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی عہد نہ کوئی عہد ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاة ص ۱۷۱ میں علامہ



والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكَانُوا صُلَاحِقِينَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ  
مہارقی الاربار شرح مشارق الانوار جلد ۱ ص ۱۷۹ طبع مصر میں ہے۔ وَكَانُوا  
صُلَاحِقِينَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ معاویہ اینڈ کو اس مشہور متواتر حدیث سے  
طاعنی باغنی ظالم مبتدع ہوئے۔ اور باغنی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرح مقاصد جلد ۱  
ص ۲۷۰ طبع لاہور پراور فتاویٰ رضویہ کتاب الزکاة باب المحرمات ص ۵۲ طبع برہنہ پری  
لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔  
روگردانی کریں۔ اس کی تزییل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

**محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں**  
جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امروا قول اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد و وقت  
کی ضرورت ہے۔

امرد دوم : ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔

امرد سوم : فتح القدریہ میں امیر معاویہ کے لیے جو بمعنی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا۔  
لہذا نہیں ظالم کہنا پڑے گا۔

امرد چہارم : ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔

امرد پنجم : مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاعنی باغنی اور ظالم کا  
لفظ امیر معاویہ کے بارے میں موجود ہے۔

جواب اول :-

دشمن کے خلاف اتحاد و اتفاق بہت مبارک لیکن دشمن کون؟ اگر محدث ہزاروی  
کے نظریہ کے مطابق دشمن ملک و ملت وہ لوگ ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور انہیں کافر و زندیق نہیں کہتے۔ اُن کے خلاف اتحاد و اتفاق

ہونا چاہیئے۔ تو پھر محدث ہزاروی نے اپنے چیلے چانٹوں سمیت ایک مخالف گروپ  
تشکیل دے دیا ہے۔ اب وہ اس اپیل کے ذریعہ چاہتے ہیں کہ کچھ اور لوگ بھی  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان کے ساتھ آئیں لیکن ایسا  
ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر دشمن سے مراد دیوبندی و ابائی وغیرہ مخالفان اہل سنت میں  
تو جب ہمارے فتویٰ کے مطابق امت کے تمام اولیاء اصفیاء علماء بوجہ عدم تکفیر  
معاویہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ تو انہیں اپنے ساتھ ملا کر ان دیوبندیوں  
و ابائیوں کے خلاف اتحاد و اتفاق کی اپیل کا کیا معنی۔ پھر بہت سے دیوبندی اور  
دہابئی بھی امیر معاویہ کو مومن و مسلمان سمجھتے ہیں اس لیے اتحاد و توفیق کی یہ اپیل بھی  
سے اسی طرح بالاتر ہے۔ جس طرح محدث ہزاروی کی دوسری تحریرات و اہیات ہیں۔

**جواب امر دوم :**

دو ظالم پر کتاب و سنت میں بے شمار لعنتیں ہیں، لفظ ظالم سے مراد محدث  
ہزاروی کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے ظالم پر لعنت  
والی آیات و احادیث امیر معاویہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ  
قرآن کریم کا ظلم تمہیں زیادہ ہے۔ یا باب العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔  
یہی علی المرتضیٰ ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ اور ان کے رفقاء پر لعنت بھیجنے سے  
منع فرما دیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ کا ایک  
حدیث ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح شرح مقاصد کی عبارت بھی ذکر ہو چکی۔  
کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل شام (یعنی امیر معاویہ اور اُن کے ساتھی) ہمارے  
دینی بھائی ہیں ماحول نے ہم پر بغاوت کی۔ لیکن اس بغاوت کی بنا پر وہ نہ کافر ہیں  
نہ فاسق۔ اس لیے کوئی شخص اُن پر لعنت نہ کرے مصنف ابن شیبہ جلد ۱ کا حوالہ  
بھی گزر چکا ہے۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے



میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ ان حوارجات کو سامنے رکھا جائے اور رادھ محدث ہزاروی کے ان کے اجتہاد کو دیکھا جائے۔ ایک طرف علی المرتضیٰ کے جن کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ ہوئی۔ اور دوسری طرف چاچا عمارہ مخزومہ (محدث ہزاروی) جو باہم جنگ کرتے ہیں۔ وہ ان سے کہیں زیادہ قرآن و سنت کے عالم تھے۔ وہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنتی اور دینی بھائی فرمائیں۔ اور یہ کنوئیں کا مینڈک ان کی ذات پر ناروا حملہ کرے۔ سورج پر تھوکنے والے پر تھوک واپس آیا کرتا ہے۔

### جواب امر سوم:

فتح القدیر میں امیر معاویہ کے لیے ”مجتہد“ کا لفظ استعمال ہوا۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صاحبِ جوہرِ ظالم تھے۔ ان کا ظالم ہونا ایک معتد مسلمان کے حوالے سے ہے اس لیے جب یہ ظالم ہوئے۔ تو وہ تمام نعمتیں جو قرآن و سنت میں ظالم کے لیے ہیں۔ وہ امیر معاویہ پر پڑیں۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ محدث ہزاروی کو اپنے باطل مسلک کی خاطر کہیں سے اُٹ پٹانگ مل جائے وہ دلیل بن جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے اُسے کبھی اجماع امت کے عنوان سے اور کبھی کسی اور مسوَر کُن انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے ایک لفظ لے کر قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اہل سنت حنفی مسلک کا ایک بہت بڑا علامہ جب امیر معاویہ کو جائز (ظالم) کہہ رہا ہے۔ تو پھر ایرے حیرے کو اس پر کیوں اعتراض؟ ہم کہیں گے۔ کہ اگر واقعی تمہیں صاحبِ فتح القدیر کی تحقیق و تصانیف پر یقین ہے۔ تو فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ جس طرح ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف حسام الحرمین اور ایک اور عالمِ تصنیف مسوَر ہندیہ کے بہت سے فتوے محدث صاحب نے جڑ سے لگتے۔ ہم نے انہی حضرات کے وہ فتاویٰ پیش کئے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق کیے تھے۔ اب اگر اعلیٰ حضرت

کی شخصیت تمہارے نزدیک مسلم ہے۔ کیونکہ تم نے ان کے فتویٰ کو پیش کر کے تسلیم کر لیا (تو پھر ان کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ کو کافر و ظالم کہنے والا جہنمی ہے۔ اور بلاویہ کا مستحق ہے۔ اور اگر آپ کی شخصیت مسلم نہیں۔ تو پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر ان کا نام استعمال کیوں کر رہے ہو۔ اسی طرح صاحبِ فتح القدیر کا معاملہ بھی ہے قبل اس کے کہ ہم حوالہ مذکورہ کے بارے میں کچھ لکھیں۔ پھر یہ بات دہراتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی ہوئی۔ اور یہ لڑائی اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ ہمیں تسلیم ہے۔ کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کی جانب تھا۔ لیکن اس کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرد مرتد قرار نہیں پاتے۔ دوسری بات یہ کہ باطنی کا لفظ جہاں امام برحق کے خلاف بلاویہ اور بلادیل خروج اور بغاوت کرنے والے پر بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے کسی دلیل کا سہارا لے کر امام کی مخالفت کی ہو۔ اسی طرح لفظ ”ظالم“ بمعنی زیادتی کرنے والا اور بمعنی فاسق و فاجر اور کافر بھی ہے۔ ان چند باتوں کے بعد ہم اصل الزام کی طرف آتے ہیں۔

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت ایک مسئلہ کی تحقیق میں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک عادل حاکم اگر کسی کو قضاۃ کا عہدہ پیش کرے۔ تو اس کی طرف سے اس کو قبول کر لینا کوئی جرم نہیں کیا اگر اس عادل حاکم کے خلاف بغاوت کرنے والا کسی کو یہی پیش کش کرے۔ تو اسے قبول کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس مسئلہ کے متعلق صاحبِ ہدایہ نے فرمایا۔ کہ سلطان جائز (ظالم) سے عہدہ قضاۃ قبول کرنا درست ہے۔ اور اس کی دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کے عہدے حضرات صحابہ کرام نے قبول کیے تھے۔ باوجود اس کے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

صاحبِ فتح القدیر نے ہدایہ کی اس عبارت کو یاد اور چونکہ اس سے ایک



وہم پڑتا تھا کہ مسئلہ اپنے مقام پر درست لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بطور مثال پیش کر کے صاحب ہدایہ نے اُن کے جائز ظالم ہونے کی تصریح کر دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ثاویم آخر جائز اور ظالم خلیفہ تھے۔ لہذا آپ کو اب انہی الفاظ سے یاد کرنا درست قرار پایا۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے صاحب فتح القدر بکھتے ہیں۔

### فتح القدر

هَذَا أَقْصَرُ رِيحٍ بِجَوْرِ مَعَاوِيَةَ وَالْمَرَادُّ فِي خُرُوجِهِ  
لَا فِي أَقْصَبِيَّتِهِ شُمْرًا لِمَا يَسْتَمِرُّ إِذَا شَبَّتْ أَكْثَرُ وَلِي  
الْقَضَاءِ قَبْلَ تَسْلِيمِ الْحَسَنِ لَهُ وَأَمَّا بَعْدَ تَسْلِيمِهِ  
فَلَا وَكَيْسُ ذِي الْإِلَهِ الْعَامِ الْعَامِ الْمُحَاجَّةِ مَعَ فَتْحِ الْقَدْرِ

جلد ۳۶۱ مطبوعہ مصر

ترجمہ کیا، یہ تصریح اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا۔ اس میں امیر معاویہ جائز تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنے فیصلوں میں ظالم تھے۔ پھر یہ بات کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ صحابہ نے عہدہ قضا قبول کیا اور یہ قبول کرنا جائز و ظالم حاکم سے قبول کرنا ہے اس وقت ثابت ہو سکتی ہے جب یہ ثابت کیا جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو چھپ قضا کا عہدہ پیش کیا تھا۔ اس وقت امام حسن نے خلافت سے دستبرداری نہیں فرمائی تھی۔ اور اگر اس پیش کش کے وقت سے پہلے امام حسن دستبردار ہو چکے تھے۔ تو پھر جائز حاکم سے عہدہ قبول کرنے کی یہ مثال درست نہ بنے گی۔ کیونکہ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیحہ ہو گئی۔ اس سال کو

عام الحماجرہ کا نام دیا گیا۔

گویا وہ وہم جو صاحب ہدایہ کی عبارت سے پڑتا تھا۔ کہ امیر معاویہ کو دم آخر تک جائز کہنا جائز ہو گیا۔ اور اسی ظلم جو پران کا انتقال ہوا۔ لہذا اب اگر انہیں کوئی شخص ظالم کہتا ہے۔ تو صاحب ہدایہ کے قول کے مطابق درست ہے۔ اس وہم کو صاحب فتح القدر نے صاف فرما دیا۔ فرمایا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امیر معاویہ کو جائز کہنا اس وقت تک درست تھا۔ جب تک امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری نہ فرمائی تھی۔ جب وہ دستبردار ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ اب امیر معاویہ پر جائز کا اطلاق قطعاً غلط ہے۔ اس لیے بقیہ دور خلافت ان کا ظالم نہ نہیں بلکہ عادلانہ گزرا۔ اور اسی پران کا انتقال ہوا۔ لہذا اب کوئی شخص اُن کو جائز و ظالم نہیں کہہ سکتا۔ امام حسن کی دستبرداری کے بعد جن صحابہ کرام نے امیر معاویہ سے عہدہ قضا قبول کیا۔ وہ اس مسئلہ کے تحت داخل ہی نہیں ہو کر کسی ظالم حاکم سے عہدہ قضا قبول کرنا درست ہے یا نہیں؟

اب آئیے صاحب فتح القدر کے مشرب و مسلک کی طرف امیر معاویہ کے بارے میں ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ امیر معاویہ کے مناقب کی بحث میں ہم ان کا نظریہ بیان کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ وہ بغاوت سے قبل امیر معاویہ کو کافر و منافق کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اگرچہ علی المرتضیٰ کے خلاف لڑنے کی وجہ سے ان کو باغی کہا گیا۔ لیکن یہ بغاوت اجتہادی غلطی کی بنا پر تھی۔ لہذا اس کی وجہ سے بھی آپ پر لعن طعن کرنا جائز نہیں۔ اور کچھ جب امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری فرمائی اور ان کی بیعت کر لی۔ تو اب انہیں کافر کہنا تو دور کی بات ہے۔ باغی اور ظالم کہنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر محدث ہزاروی ایذا کینی کو فتح القدر پر اعتراض ہے۔ تو پھر انہیں یہی عقیدہ



و نظریہ اپنا ناچاہیئے جو ہم نے سطور بالا میں بالا اختصار بیان کیا۔ یہ لوگ خود معن طعن کرنے والے اور دوسروں کو اس کی تزیین دینے والے اور صاحبِ فتحِ القدر و لائل سے اس کے عدم جواز پر زور دینے والے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کرام آپ حقیقت منکشف ہو گئی ہوگی کہ ہم نے اوپر جواب کے شروع میں کچھ کہا تھا۔ بات وہی ہے یعنی یہ لوگ اپنا اوسیدہ حاکم کے لئے ہر کی عبارتیں سیاق و سباق سے ہٹا کر اور کمالِ مکرو فریب کے ساتھ پیش کر کے قارئین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہمارا حقیقی جیسی کسی کی تحقیق نہیں۔ اس لیے دوسروں کی باتیں چھوڑو۔ اور ہماری دم مضبوطی سے تھامو۔ ہم پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ملو مستقیم دکھائے۔ اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم؛

احکام القرآن کے حوالے سے لَا یَنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ کے تحت یہ ثابت کیا گیا کہ چونکہ معاویہ ظالم ہے۔ اس لیے اسے کوئی عہد اور عہدہ نہیں مل سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ محدث ہزاروی نے اس آیت کو بھی اپنے مقصد کے لیے توڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو چند کلمات سے آزمایا۔ تو آزمائش میں پورا اترنے پر فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، میں تمام لوگوں کے لیے تمہیں امام بنانے والا ہوں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جوش دیکھا۔ عرض کیا: قَالَ وَ مِنْ دَرَجَتِیْ میری اولاد میں سے بھی (امام ہوگا) تو جواب آیا۔ لَا یَنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امام بنائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دیگر انبیاء کرام کی طرح نبی ہونے کے علاوہ ایک اور خصوصیتِ خطا کی جارہی ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء کرام کی تعلیمات ان کے امتیوں یا

ایک مخصوص زمانے کے لوگوں تک محدود ہوئی تھیں۔ لیکن اسے ابراہیمؑ تمہاری تعلیمات کا کافی حصہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بھی اسی طرح جائز رکھوں گا۔ جس طرح تمہاری امت کے لیے ہے۔ اور پھر وہ تعلیمات ناقیامت لوگوں کا معمول بنادینے کی وجہ سے تمہیں اس طرح تمام آنے والے لوگوں کا امام بنا دیا گیا ہے۔ یہ امت دراصل نبوت ہی ہے۔ نبوت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں۔ جیسا کہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ اب ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا جا رہا ہے کہ میرا یہ عہد منصبِ امامت و نبوت ظالم کی نہیں ملے گا۔ احکام القرآن کی اصل عبارت ملاحظہ ہو احکام القرآن:-

(لَا یَنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ) اِنَّهُ السَّبُّوْكَ وَ عَنْ مُجَاهِدٍ اَقَامَ اَدَاةَ اَنَّ الظَّالِمَ لَا یَكُوْنُ اِمَامًا وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُ قَالَ لَا یَلْزَمُ الْوَفَاَ یَعْلَمُ الظَّالِمُ فَاِذَا هَمَّ عَلَیْكَ فِی ظُلْمٍ فَاَنْقُضْهُ وَقَالَ الْحَسَنُ لَیْسَ لِقَوْمِ حَنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ یُعْطِیْهِمْ عَلَیْهِمْ خَیْرًا فِی الْاٰخِرَةِ قَالَ الْبُزْجَرِیُّ جَمِیْعٌ مَا رَوٰی مِنْ هَذِهِ الْمَعَانِیْ یَحْتَمِلُهَا الْلفْظُ وَ جَائِزٌ اَنْ یَكُوْنَ جَمِیْعُهُ مَرَاو اللّٰهُ تَعَالٰی وَ هُوَ مُحْتَمِلٌ عَلٰی ذٰلِكَ عِنْدَ کَافِلٍ یَجُوْزُ اَنْ یَكُوْنَ الظَّالِمُ نَبِیًّا وَ لَا خَلِیْفَةً لِنَبِیِّ وَ لَا حَاضِبًا وَ لَا مَنْ یَلْزَمُ النَّاسُ قَبُوْلُ قَوْلِهِ مِنْ اُمُوْر الدِّیْنِ مِنْ مُنْفَرِقِیْ اَوْ شَاقِدِیْ اَوْ مُتَعَدِّیْ عَنْ النَّبِیِّ تَخْبَرًا۔ (احکام القرآن الجزء الاول ص ۷۷ مطبوعہ بدیر و ن زبیر ایت لَا یَنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ)







میں حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رقمطراز ہیں دوکر عمار یا سر کو قتل کرنے والا امیر معاویہ ہے، لہذا وہ طاعنی باطنی ظالم ہوا۔ اس لیے ایسے شخص پر لعن طعن جائز ہے۔ اس کے بعد محدث ہزاروی نے کہا کہ یہ شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے مطابق ایسے شخص پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔

قارئین کرام! اجمال تک مرقات شرح مشکوٰۃ کی عبارت کا معاملہ ہے۔ تو اس میں ظالم باطنی کا لفظ ہمیں نظر نہیں آیا۔ بالفرض اگر ان میں لیا جائے۔ تو پھر شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے حوالہ جات بیکار ہوں گے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن سے منع کیا ہے۔ اور معنی سے روکا ہے بشرح مقاصد میں ہے۔ لَيْسُوا كُفَّارًا وَلَا مُشْكِكًا وَلَا ظَلَمَةٌ۔ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی نہ تو کافر و فاسق تھے۔ اور نہ ہی ظالم، فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ ہوا امیر معاویہ پر لعن طعن کرے۔ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ جہنمی کتا ہے۔ اب اس طرف آئیے۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعی ماسب مرقات ملا علی قاری کے نزدیک ظالم باطنی ہے۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے ان کے کلام سے ثابت کر کے شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے فتوے سے لعن طعن کا جواز بلکہ وجوب پیش کیا ہے۔

## امیر معاویہ کے متعلق صواب مرقاۃ ملا علی قاری کے نظریات

### مشکوٰۃ:

وَعَنْ عَمْرِأ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَ لِكُلِّ نَوْءٍ رَحْمَنٌ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا ثُمَّ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى مُدَى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ قَبْلَ يَوْمِهِمْ أَهْتَدَيْتُمْ لِهَيْدَتِهِمْ (رواه زرین)

(مشکوٰۃ ص ۵۵۴ باب مناقب صحابہ الفصل الثالث)

مطبوعہ نور محمد کراچی)

### ترجمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کرام کے اختلاف کے بابت سوال کیا۔ جو میرے پردہ کر جانے کے بعد رونما ہوں گے۔ تو میری طرف اس نے وحی کیا۔ اے محمد



یقیناً تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں بعض بعض سے اقویٰ ہیں۔ اور سبھی نور ہیں۔ لہذا جس نے ان کے اختلاف میں سے کسی کو لے لیا۔ وہ میری طرف سے ہدایت پر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اصحاب ستاروں جیسے ہیں۔ ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔

### مرقات شرح مشکوٰۃ:

قَالَ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّينِ الظَّاهِرَانِ مَرْكُومَةُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَلَا خِلَافَ الدِّينِ فِي الدِّينِ مِنْ غَيْرِ اخْتِلَافٍ لِلْعُرْضِ  
الدُّنْيَوِيِّ فَلَا يَشْكُلُ بِاخْتِلَافٍ بَعْضُ الصَّحَابَةِ  
فِي الْخِلَافَةِ وَالْأَمَارَةِ قُلْتُ الظَّاهِرَانِ اخْتِلَافَ  
الْخِلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ اخْتِلَافٍ فُرُوعِ الدِّينِ  
النَّاشِئِ عَنْ اجْتِهَادِهِمْ كُلِّ لَامِنِ الْعُرْضِ الدُّنْيَوِيِّ  
الصَّامِرِ عَنِ الْحِظِّ النَّسْفِيِّ.

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰)

ترجمہ: سید جمال الدین نے کہا کہ اختلاف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اختلاف دینی ہے۔ جو دنیوی غرض نہ رکھتا ہو۔ لہذا آپ کے اس ارشاد پر یہ اشکال وارد نہ کیا جائے کہ بعض صحابہ کرام نے خلافت اور امامت میں اختلاف کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اختلاف خلافت بھی ظاہری طور پر دینی فروعی اختلاف کے ضمن میں آتا ہے جو ہر ایک کے اپنے اپنے اجتہاد سے پیدا ہوا۔ اس میں بھی کوئی دنیوی غرض دینی جو غرضات نفسانی کا حصہ لیے ہوئے ہو۔

### ۲۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَرَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَنْصَتَ وَلَمْ يَتَعْصَبْ وَلَمْ يَتَقَسَّفْ  
وَلَمْ يَلْزَمْ الْأَقْيَاصَ فِي الْإِعْتِقَادِ لِكَلَّا يَتَعَافَى فِي جَارِهِ  
سَبِيلَ الرِّشَادِ مِنَ الرِّهْضِ وَالنَّصَبِ بِأَنْ يُجِيبَ  
جَمِيعَ الْأَلْوَانِ وَالصَّحَابِ - (مرقات شرح مشکوٰۃ

جلد ۱ ص ۱۷۱ باب فی المعجزات فصل اول)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو انصاف پر چلا۔ اور تعصب و ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اعتقاد میں اس نے صحیح راستہ اختیار کیا۔ اور اس نے رفض و نصب کو چھوڑ کر بھلائی کا راستہ اپنایا۔ یعنی تمام آل رسول اور صحابہ کرام سے دوستی کا عقیدہ رکھا۔

### ۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَلَا يَشْكُلُ بِاخْتِلَافِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ فِي الْخِلَافَةِ وَالْإِمَارَةِ  
قُلْتُ الظَّاهِرَانِ اخْتِلَافَ الْخِلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ اخْتِلَافِ  
فُرُوعِ الدِّينِ النَّاشِئِ عَنْ اجْتِهَادِهِمْ كُلِّ لَامِنِ الْمَقْصُودِ الدُّنْيَوِيِّ

الصادر عن الحفظ النسفي - (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰ باب مناقب صحابہ)

حاصل ترجمہ: صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف خلافت اور امامت میں ہوئے یہ فروع دین سے ہے۔ اصول دین سے نہیں۔ اور پھر یہ ان کے درمیان جو اختلاف ہے۔ یہ اجتہادی ہے۔ عنادی یا نفسانی نہیں ہے۔

شرح شفاء: ملا علی قاری: بر حاشیہ نسیم الریاض  
وَقَالَ سَعْنُونٌ مَنْ كَثُرَ اتِّعَادُ أَوْ أَصْحَابِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَوْ عُمَّانَ أَوْ غَيْرَهُمَا



كُمَاوِيَةَ وَعَمْرُو بْنِ الْعَاصِ يُؤَجِّجُ بِصَيْغَةِ الْمَجْهُولِ  
مُتَعَلِّقًا أَوْ مُشَدَّدًا -

(شرح شفاء جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ: سمون کہتے ہیں۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً  
علی المرتضیٰ یا عثمان غنی یا ان دونوں کے علاوہ جیسا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص  
رضی اللہ عنہم کو کافر کہتا ہے۔ اُسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

۵۔ شرح شفاء: ملا علی قاری،

وَحَكُّ ابْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ سَحْنُونٍ  
فَيَمْنَنْ قَالَ فِي ابْنِ بَكْرٍ وَعَمْرٍ وَعُثْمَانُ وَحَلِيٍّ  
أَنَّهُمْ أَيْ كَلَّمَهُمْ كَانُوا فِي ضَلَالٍ وَكُفْرٍ قَتَلَ  
وَمَنْ شَتَمَ عَمْرًا أَوْ عَمْرًا أَوْ عَمْرًا أَوْ عَمْرًا  
مِنَ الصَّحَابَةِ كُمَاوِيَةَ وَحَلِيٍّ بِمِثْلِ لُبِّ الْقَتْلِ  
نُكِّلَ الْإِتْكَالَ الشَّدِيدَ -

(شرح شفاء ملا علی قاری برعاشیر نیم ارباض جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ:

سمون نے ابو محمد بن ابی زید نے حکایت کی کہ جو شخص ابوبکر صدیق،  
عمر فاروق، عثمان غنی، اور علی المرتضیٰ ان سب کو گمراہ اور کافر کہتا  
ہے۔ اُسے قتل کر دیا جائے۔ اور جو ان خلفائے اربعہ کے علاوہ  
کسی صحابی مثلاً معاویہ وغیرہ کو گالی بکتا ہے۔ اسے عبرت ناک  
سزا دی جائے۔

ملحد فکریا:-

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے بارے میں ہم نے چند اقتباسات  
پیش کیے۔ ان میں صاف یہاں کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی اختلاف کو وہ  
اجتناد ہی اختلاف سمجھتے تھے۔ اور سب صحابہ کرام کو بلا استثناء امیر معاویہ  
وغیرہ اسماں ہدایت کا درخشندہ ستارہ کہتے تھے۔ اور ان کے باہمی اختلاف  
کو دنیوی غرض اور نفسانی خواہشات سے دور سمجھتے تھے۔ اور پھر خلفائے اربعہ  
میں سے کسی کی تکفیر کرنے والے کے قتل کا حکم اور دیگر صحابہ کرام پر لعن طعن  
کرنے والے کو عبرت ناک سزا تجویز کرتے تھے۔ اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ  
کا محبوب و منظور نظر سمجھتے تھے۔ جو رفض و نصب سے ہٹ کر اہل سنت کے  
راستے یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ تھا۔ ملا علی قاری کا نظریہ اس سے  
آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقول محدث  
ہزاروی طاعنی باعنی ظالم کافر مرتد وغیرہ کہنا تو کجا ایسے قائل کی سخت ترین سزا  
کے حق میں تھے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

❦



## الزام نمبر ۲۲

بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علی اور انکی  
محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا  
بکواس خطبہ جمعہ میں ۱۲۰ سے جاری کیا  
اور کرایا

اور حدیث سے یہ رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ  
جس نے علی کو گالی دی۔ بے شک اس نے مجھ کو گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی  
بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۲۷، الطبع بیروت  
پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوام ہند پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء  
مشائخ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے اس مجرم پر لگ گئے جس نے اللہ رسول  
کی زمین ہتک گالی، لعن طعن کے خبیث جرم کا ارتکاب کیا۔ چاہے غیر القرون کا ہو یا  
بعد کا چاہے کوئی عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی ہو یا غیر صحابی چاہے کوئی مطیع ہو  
یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا مروان چاہے یزید ہو یا  
اس سے مزید چاہے مجتہد ہو یا نادان۔

اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سیدہ ہواغیر  
سیدہ چاہے تلہ ہو یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نصرت خزان ہو یا تبرہ باز چاہے اپنا ہو  
یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر یہی فتویٰ ہے۔ یہ کسی فرقہ یا فرقہ سے ضد و تعصب کی بنا  
پر نہیں دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔ وَالْجُمْلَةُ قَوْلُ الظَّالِمِ  
حُكْمُهُمْ كَقَارِئٍ مُّتَسَدِّدٍ وَنَ خَارِجُونَ عَنِ الْإِسْلَامِ

يَا جَمَاعَ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبِزَارِ  
وَالدَّرُورِ وَالْعَرَبِ وَهَذَا فِي الْخَيْرِيَّةِ وَمَجْمَعِ  
الْأَنْصَارِ وَالْأَمَّارِ وَالْمُخْتَارِ وَخَيْرِهَا مِنَ الْمَعْتَمَدَاتِ  
الْأَسْفَارِ فِي مِثْلِ هَؤُلَاءِ الْكُفَّارِ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ وَ  
عَدَايِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔

جوان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین  
اور فتاویٰ صوام ہند پر مذکور خود پرٹھو پھر سوچو کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا۔ اور  
فلان کتاب و سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا میں اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر  
ایسوں کی خوش اعتقادگی کی کتاب کا نام یہاں بغاوت کی بجائے۔ بہار شریعت رکھنا۔  
اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا فرمانُ الْيُؤْتِيكُمُ الْيَقِيْنُ اَلَّذِي كُنتُمْ فِيْكُمْ وَ اَلَّذِي كُنتُمْ فِيْكُمْ  
تکمیل الایمان نہ ماننا بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کرنا کیا قرآن پاک  
پر ایمان ہے۔ یا کفر معاذ اللہ ایک مومن کو عداقت کرنے والے کا حکم فُجْرًا وَّ جَوْرًا  
خَالِدًا فِيْهَا وَ عَصَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَ لَعَنَ الْاِيَةَ تَرْضَىٰ نَعَىٰ اِيَكُ لَاحِ  
ستر ہزار مومن مسلمان مہاجرین و انصار قتل کیے کر کے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا  
قرآن پاک کا کھلم کھلا کفر مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد  
امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤل: امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں علی المرتضیٰ پر



لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔

امرد دوم:

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینا رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا ان میں سے چاہے کوئی اسے بخیر یا اعلیٰ ہو کسی کی استثناء نہیں۔

امرد سوم: امیر معاویہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔

امرد چہارم: جو لوگ امیر معاویہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام ”بہار شریعت“ کہہ جائے بہار بغاوت ہو نا چاہیے اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔

امرد پنجم:

ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو رضی اللہ عنہ کہنا قرآن کریم کی کلی مخالفت ہے کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔

جواب امرا قل:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الزام کہ انہوں نے اپنے دور خلافت میں علی المرتضیٰ پر لعن طعن کا سلسلہ خطبہ میں شروع کیا۔ یہ روایت تاریخ طبری میں ہے۔ اور جن راویوں سے مذکور ہے۔ ان میں لوط بن یحییٰ اور ہشام بن محمد سائب البکلی بھی ہیں۔ ہم اس روایت کی مفصل تحقیق و بحث تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۴۱ پر کر چکے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو علامہ طبری جو اس کا مؤجد ہے۔ وہی قابل استدلال و حجت نہیں۔ علاوہ ازیں اس روایت کے مذکورہ دونوں راوی کثر شیعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کذاب بھی ہیں۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی تعریف و اچھائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اس واقعہ کی عروכתب شیعہ تو یکسوئی

ہیں۔ وہ اس طرح کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جب امیر معاویہ کے حضور مناقب و مناقب بیان کیے گئے۔ تو امیر معاویہ سن کر زار و قطار رو بنے لگے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

امالی شیخ صدوق:

عن الاصبغ بن نباتہ قال دخل ضرار بن ضمیر  
النمشی علی معاویہ بن ابی سفیان فقال له صفی  
علیاً قال..... فَاِذَا اَتَيْتُمْ فَحَنُّ وَثَلِ اللّٰهُ لَوْ لَمْ يَنْظُرْ  
فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَدِّتِي مِنْ صِفَتِهِ فَقَالَ ضَرَارٌ رَحِمَ  
اللّٰهُ عَلِيّاً كَانَ وَاللّٰهُ طَوِيلَ الشَّهَادَةِ قَلِيلَ الرَّقَادِ  
يَشْلُوْا احْتَابَ اللّٰهُ اَنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافِ الثَّمَارِ..  
قَالَ فَبَكَى مُعَاوِيَةُ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا ضَرَارُ كَلَامُكَ  
كَانَ وَاللّٰهُ عَلَيَّ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ۔

۱۔ امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱ / المجلس الحادی

والتسعون مطبوعہ قم جدید ۲۰ حلیۃ الابرار

جلد اول ص ۳۳۸ مطبوعہ قم

ترجمہ: ضرار بن ضمیر ہشامی ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ کچھ علی المرتضیٰ کی خوبیاں بیان کرو کہا جب آپ تبسم فرماتے تھے۔ تو گویا موتی جھڑتے تھے۔ امیر معاویہ نے فرمایا۔ کچھ اور بیان کرو۔ ضرار بولا۔ علی المرتضیٰ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ کم سونے والے، زیادہ شب بیدار اور رات دن قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے۔ یسین کرا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمائے لگے۔ پس کرو ضرار۔ خدا کی قسم! علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ خدا



البرصن پر رحم فرمائے۔

**ملحد فکریہ:**

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف فرمائش کر کے سنتے اور سن کر زار و قطار روتے ہیں۔ تو پھر ان کے بارے میں یہ کہنا۔ کہ انہوں نے اپنے دور میں خطبہ کے دوران علی المرتضیٰ پر لعن طعن کا رواج دیا۔ ان دونوں میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ایسی روایات جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علی المرتضیٰ پر لعن طعن کرنا منقول ہے۔ وہ کسی مخالفت کی تراشی ہوئی ہیں۔ اور ناقابل وثوق ہیں

**امر دوم کا جواب:**

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینے والا دراصل اللہ و رسول کو گالی دیتا ہے جب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا الزام لگایا گیا۔ سرے سے اس کا وجود نہیں۔ تو پھر اس پر تفریع بٹھانا زنی حماقت ہوگی۔ اور پھر اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا چسپاں کرنا دوسری حماقت ہوگی۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومن کامل اور جنتی ہیں۔ اس لیے انہیں ماننے والے ان فتوؤں کی زد میں نہیں آسکتے محدث ہزاروی ان فتاویٰ کی ہمہ گیری کو اپنے مذہب مقاصد کی خاطر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ وہ فتوے ہر ایک پر جاری ہوگا۔ چاہے وہ صحابی ہو یا غیر صحابی سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت نے کہاں کسی صحابی پر ایسا فتوے لگایا ہے۔ یہ تقسیم اس لیے کرنی پڑی کہ حضرت امیر معاویہ کو داخل کرنے کی اہمک شورش مقلی۔ حالانکہ آپ ان میں ہرگز داخل نہیں۔ پھر کسی صحابی پر کفر کا فتوے لگ جائے۔ تو اسے صحابی کون مانے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اس تعمیم میں محدث ہزاروی کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقلی۔

اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

**جواب امر سوم:**

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے والا کافر ہے۔ ہم اس بارے میں کچھ کہے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابی کہا۔ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ”جوامعہ“ اور ترجمان القرآن کے القاب عطا ہوئے۔ ان کے علاوہ بالعین کلم تبع تابعین اور امت کا اجماع انہیں صحابی مانتا ہے۔ اسے مسلمانوں کو یک کلم کافر قرار دے دینا دراصل اپنے کفر کی تصدیق کرنا ہے۔ اور خبیث باطنی کا انہما مقصود ہے

**جواب امر چہارم:**

باقی رہا بہار شریعت کا نام بہار بغاوت ہونا چاہیے تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی اور مومن ہونے کی بات ہی نہیں۔ بلکہ عبادات و معاملات اور نکاح و طلاق کے تقریباً تمام مشہور مسائل اس میں موجود ہیں۔ لہذا اگر اسے بہار بغاوت کہا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کتاب کے ہر ایک مسئلہ میں ایمان و اسلام سے بغاوت ہے۔ اور وہ بھی مسائل محدث ہزاروی اور ان کے حیلے چاٹنے ان پر عمل پیرا ہیں لہذا جو باطنی کی کچھ مسائل پر عمل کرنے کی بجائی۔ اور انہیں بہار شریعت کا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا۔ یہ بات محدث ہزاروی کو کڑی لگی۔ اس بنا پر اس کی کتاب مورد الزام ٹھہری۔ تو پھر قرآن کریم، کتب تفاسیر اور کتب امارت کو کیا کہو گے۔ کیونکہ ان میں کسی کے اندراج بالآ اور کسی میں تفصیلاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان و جنتی ہونے کا تذکرہ ہے معلوم بھی ہوتا ہے۔ کہ عداوت اور حسد کی آگ نے محدث ہزاروی کا باطن اتنا جلا دیا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم وغیرہ کو مورد الزام ٹھہرا دیں گے۔

**جواب امر پنجم:**

”ایک لاکھ ستر ہزار مومنوں کا قاتل امیر معاویہ“ اس الزام کی کئی مرتبہ تردید ہو چکی ہے۔ ان احباب کی شہادت دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی



وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ لہذا ان کے قتل کے ذمہ دار وہ باغی ہیں اور قاتلانِ عثمان ہیں جن سے قصاص کا مطالبہ کیے جانے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ ان تفصیل کی تکرار کی ضرورت نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

نوٹ:

ان جو ہمیں مدد الزامات کے بعد محدث ہزاروی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں ناڑے کے کچھ طلباء نے اس کے خلاف فتویٰ چھاپا جس میں علماء و مشائخ کا محدث ہزاروی سے اختلاف کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی حاجی زمان نامی شخص ہے۔ جس پر محدث ہزاروی کے کتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم نے چونکہ علمی اور عوامی الزامات کا جو اب دینا تھا۔ وہ دے دیا۔ اس قسم کے ذاتی الزامات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ہم اس کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات بہر حال حق ہے۔ کہ علماء و مشائخ کرام کا محدث ہزاروی کے ساتھ اتفاق نہیں۔

## نعرہ حق چاریار

بدعت ہے اور جاہلوں کی اختراع ہے ہزاروی

نعرہ حقیقی جاہل بے علموں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہیں۔ اور ناقابل قبول ہے۔ دلائل اختیار و منکر معروف نہیں۔ یمن کی شانِ پیامبر ﷺ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ حدیث میں ہے۔ جنتیوں کی ۲۰ صفیں ہوں گی جس میں اتنی میری امت کی اور چالیس باقی انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے۔ جو جنت میں ہوگی۔ یا اس سے مراد آلِ اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں۔ تو باقی ایک لاکھ تیس ہزار نو سو پچاس ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یا حق ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابلِ مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے۔ بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے۔ حضور کے سب یا حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ آپ کے نہیں۔ بلکہ مطلقاً باغی ہیں۔

جواب:

حق چاریار کا نعرہ لوہرائوں ہے۔ نعرہ خلافت۔ حق چاریار۔ اس نعرے کی اصل یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے عقائد و نظریات یہ کہتے ہیں۔ کہ تین خلفاء ابوبکر، عمر فاروق



عثمان رضی اللہ عنہم حلیفِ ناحق تھے۔ انہوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کیا رکھا۔ اور یہ کہ یہ تینوں ظالم تھے۔ (معاذ اللہ) صرف اور صرف خلافت حضرت علی المرتضیٰ علی المرتضیٰ کا حق تھی۔ اہل تشیع کے اس نظریہ کے ابطال اور اہل سنت اپنے عقیدے کے انہماک کے لیے اس نعرہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گویا باوازیہ و غرضی یہ کہتا ہے کہ میرے عقائد کے مطابق چاروں خلفائے رسول حق تھے۔ صرف علی المرتضیٰ حق پر اور ان سے پہلے تینوں ناحق ہوں یہ ہرگز نہیں۔ اس لیے اس نعرے کا مقصد خلفائے اربعہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ واضح کرنا ہے۔ اور اہل تشیع کے صرف ایک کو حق کہنے کی تردید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے نزدیک تمام صحابہ کرام میں سے صرف یہی چار حق پر تھے۔ اور بقیہ تمام (معاذ اللہ) حق سے دور تھے۔ اس نعرے سے ایک اور بات واضح کرنا بھی مراد ہے۔ وہ یہ کہ ان چاروں خلفائے باہن جو فرضی اختلافات اور من گھڑت واقعات کے ذریعہ دشمنی اور عداوت ثابت کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ چاروں باہم شیعہ و شکر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”رَحِمَآءٌ بَيْنَهُمْ“ کی تصویر تھے۔ نعرے کی اصلیت واضح کرنے کے بعد اب ہم اس دلیل کی طرف آتے ہیں جس کا سہارا محدث ہزاروی نے لیا۔ یعنی اگر چار ہی حق پر ہیں۔ تو ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھیانوے صحابہ کرام حق پر نہ رہے اس طرح کل قیامت کو ۱۲۰ مصلحین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی کس طرح پوری ہوں گی؟ ہم اس دلیل کو بے دلیل کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں جس سے قارئین کرام کو محدث ہزاروی کی علمیت کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

ۛ

## محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں تین مثالیں

### مثال اول:

بعینہ یہی بات حضرت انبیائے کرام کے بارے میں کہی جاسکتی ہے یعنی جب کوئی شخص ”وہ محمد رسول اللہ“ کہتا ہے۔ (اور یقیناً ہر مسلمان یہ کہتا ہے)۔ تو اس نے ان الفاظ سے فقط سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب ایک لاکھ اور تیس ہزار نو سو چھیانوے پیغمبروں کی نبوت اور رسالت کا اس میں کوئی ذکر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی رسالت کی تکذیب یا عدم اقرار لازم آئے گا۔ جس کی بنا پر ایک بنیادی اسلامی عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے ایسا قائل ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کی نبوت پر ایمان لایا جائے۔

### مثال دوم:

محدث ہزاروی کا ایک نعرہ ہے ”بختِ پاک“ یعنی صرف پانچ شخص ہیں جو پاک ہیں۔ اور ان کے علاوہ سبھی ناپاک ہیں۔ اور یہ لازم ہے کہ پاک لوگوں کے سوا جنت میں کوئی نہ جائے گا۔ لہذا بختِ صرف پانچ آدمی ہوئے۔ بقیہ تمام دوزخی۔ ان پانچ میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی دوسری شخصیت علی المرتضیٰ اور تیسری امام حسن چوتھی امام حسین اور پانچویں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قراتی نہیں بلکہ صاحب امت ہیں۔ امتی صرف چار ہو گئے۔ اب ان چار حضرات سے ۱۲۰ مصلحین کس طرح



پوری ہوں گی؟ اور خود محدث صاحب کہان ہوں گے۔

مثال سوم:

اسی طرح جب کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" عمر رضی اللہ عنہ کو "قاروق" عثمان رضی اللہ عنہ کو "غنی" کہتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا صدیق صرف ابو بکر ہیں۔ کوئی صحابی اس صفت سے موصوف نہ تھا۔ تو سب کا کاذب ہونا لازم آیا۔ فاروق صرف عمر ہی ہوں۔ دوسرے تمام صحابہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور عثمان غنی کے ماسوائے تمام صحابہ کرام میں بغل و کجوسی موجود ہو۔ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن محدث ہزاروی کے قانون کے مطابق یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا قانون جسے "مفہوم مخالف" کہا جاسکتا ہے اپنے محل وقوع پر غلط ہے۔ اور اس قانون کی زد سے شاید ہی کوئی بچے۔

نوٹ:-

تمام تر زور اس بات پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہ مانا جائے۔ انہیں رضی اللہ عنہ کی دعا نہ دی جائے۔ انہیں صحابی رسول نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں قاتل، ظالم، کافر، زندیق، مرتد اور باغی و طاعنی مانا سمجھا جائے۔ اور جو انہیں ایسا نہ سمجھے مانے وہ بھی کافر ہے۔ اب اس عقیدے کے ماننے والے اہل تشیع تو یہی ہی ان کے ساتھ ساتھ محدث ہزاروی اینڈ لکھنؤ بھی شامل ہو گئی۔ لیکن محدث ہزاروی چونکہ اپنے آپ کو رافضی شیعہ کہلانے کی بجائے سنی کہلاتے ہیں۔ اس طرح وہ اہل تشیع کو بھی شاہد مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ جب امیر معاویہ کو مسلمان سمجھنے والے ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ کافر ہیں۔ تو چار پانچ صحابہ کرام کے علاوہ سب کو مرتد کہنے والے کب مسلمان ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ہمارا خیال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مسلمان ہوں۔ بہر حال ہمارے خیال کے مطابق اگر وہ

اہل تشیع کو مسلمان نہیں مانتے۔ تو باقی مسلمان بھی رہ گئے۔ جو ان کے طرف دار ہیں۔ یعنی محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چانٹے اب کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کی ۱۲۰ صفیں انہیں پورا کرنا ہوں گی۔ اور صفت بھی ایسی کی جس میں کروڑوں آدمی ایک صف میں ہوں گے۔ تو پتہ چلا کہ جب یہ لوگ ماجھے گامے سب اکٹھے ہو جائیں۔ تو ۱۲۰ گنا ایک صف بھی نہ بنا سکیں گے۔ اس لیے انہیں اپنی ٹھوکر پانا چاہیے اور اکثریت کے عقائد و نظریات کی طرف رجوع کر لینا چاہیے۔ اور امت کے تمام اولیاء کرام، علمائے عظام اور مجتہدین ذی وقار کے نقشب قدم پر چل کر اپنی ماقبت ہر باب ہونے سے بچالیں۔ اور رافضیوں کو خوش کرنے کی بجائے اہل سنت کو اپنا بھیس۔ کیونکہ سنی کہلاتے ہیں۔ جب تک ان عقائد و نظریات باطلہ سے سچی توبہ اور رجوع نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کی کوئی بات اہل سنت کے لیے دھجت بن سکتی ہے۔ اور نہ ہی اس سے حق چھپ سکتا ہے۔ ہاں رافضی عرش ہوں گے۔

## محدث ہزاروی کے اشتہار کے مخد اور مراجع

۱	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹	شرح عقائد نسفی سعد الدین تفتازانی
۲	شرح مقاصد علامہ تفتازانی	۱۰	ارشادات امام اعظم ابوحنیفہ
۳	مسلم شریف، مسلم بن حجاج	۱۱	فتح القدیر محمد بن عبد الواحد المعروف ابن ہمام
۴	مندانام احمد بن حنبل امام احمد بن حنبل	۱۲	احکام القرآن ابو بکر جصاص
۵	طحاوی شریف، ابو جعفر طحاوی	۱۳	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری
۶	حسام الحرمین مولانا احمد رضا بریلوی	۱۴	در مختار
۷	مواہم ہندیہ مولانا جشت علی	۱۵	فتاویٰ غیریہ علامہ خیر الدین رحلی
۸	فتاویٰ رضویہ، علامہ فخرت فاضل بریلوی	۱۶	مشکوٰۃ شریف ولی الدین محمد بن عبد اللہ



## چیلنج

ان سولہ عدد مزاح سے مختلف مقامات پر محدث ہزاروی نے جوابات سے یہ ثابت کرنے کی سرگوشش کی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔ وہ کافر، مرتد اور زندین ہے۔ اُن کو مسلمان ماننے والے بھی کافر ہیں۔ اُن سے کوئی رشتہ ناظر حرام ہے۔ ہم آخر میں محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ان کتب کے مصنفین میں سے کسی ایک کا مصراحت کے ساتھ وہ عقیدہ ثابت کر دیں جو خود محدث ہزاروی کا ہے تو فی حوالہ پچاس ہزار روپیہ نقد العام پائیں خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (صاحب الجرمین فتاویٰ رضویہ) کے ارشادات چونکہ بہت جگہ بطور حوالہ ذکر کیے ہیں۔ ان کا کوئی واضح قول و فتویٰ اپنے حق میں ثابت کر دیں۔ تو فی حوالہ ایک لاکھ روپیہ نقد العام دیا جائے گا۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا لَنْ

فَلَعَبٌ بِرُؤْيَا أُولَى الْأَبْصَارِ لَا

## محکمت ہزاروی

کے رسالہ بنام ”مخبر نامہ“ کی چھ عدد تحریرات

جس رسالہ سے ہم اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کا نام ”مخبر نامہ“ ہے۔ جس کی مقصدیت ان الفاظ کے ساتھ نمایاں طور پر رسالہ کے نام سے ادب والی سطریں موجود ہے: ”کائناتی مسائل کا حل بسمانی خلافت و دستور اسلام“ یہ ”مخبر نامہ“ شمالی قیعد ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۷ء کا ہے۔ اور اس کی سرپرستی کرنے والے یہ حضرت ہیں ”امیر تحریک خلافت ابوسعود سیّد محمد شاہ محدث ہزاروی خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ“

تحریر اول: علم مصطفیٰ کے امین علی اور من علی المرتضیٰ ہیں۔ خبر نامہ میں ۲۔ تحریر دوم: ہر صحابی بقاضائے عشق اسی امید میں تھا کہ اسی کا نام پکارا جائے گا۔ مگر دوسرے روز مسلم کائنات نے اپنے وہی داعی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ خبر نامہ تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت بابرکت سے یہ شان خدا و اعطاء ہوئی۔ کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہؓ اور بالخصوص خلفاء ثلاثہ کو جب بھی کوئی مشکل علمی، عملی، روحانی، دنیاوی و اخروی پیش آئی۔ تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ مشکل کشا ہی کی طرف رجوع کیا۔ خلافت صدیقی میں منکرین زکوٰۃ کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو خلیفہ راشد ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے دیا۔ متعدد صحابہؓ شہید ہوئے کہ حضرت عمرؓ نے مرض کی کر یہ لوگ زکوٰۃ کے علاوہ تمام ارکان اسلام کے قائل ہیں مگر پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ کیسے ان کے خلاف اعلان جہاد



کہتے ہیں۔ آپ کے پاس شرعی دلیل کیا ہے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا بظاہر اس وقت میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں، مگر میرے ایمان و قلب کا یہی فیصلہ ہے۔ اگر تم جہاد میں شریک نہیں ہوئے تو صدیق اکیلا ہی ان منکوحین کے خلاف جہاد کرے گا۔ اس وقت خلیفہ راشد اور دیگر صحابہ عجیب کش مکش اور مشکل میں مبتلا ہو گئے۔ اتنے میں خلیفہ راشد کے مشیر اور ان سب کے مشکل کشا علی المرتضیٰ تشریف لائے۔ اور پوچھتے ہیں: کیوں پریشان ہو۔ حضرت صدیق و فاروق سارا قصہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ مسکرا کر ان سب کی مشکلیں یوں حل فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ المسلمین ابو بکر نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ حق ہے۔ یہ منکرینِ زکوٰۃ ان تمام قرآنی آیات سے منحرف ہیں۔ جن میں اللہ نے اَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ کا حکم دیا ہے۔ ایک آیت قرآنی کا منکر مرتد ہے۔ تو یہ لوگ تو متعدد آیات قرآنی کے منکوحین۔ لہذا ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ یہی جہاد فاروقی سے متعدد واقعات رونما ہوئے۔ جن میں آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشکلیں حل فرمائیں۔ خبر نامہ ص ۵۰۵

### تحریر چہارم:

عشق کی حق دار صرف ذاتِ مصطفیٰ ہے یا وہ ذاتِ مرتضیٰ ہے جسے مصطفیٰ کے واسطے سے ایسا قرب حق ملا۔ کہ اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اس علی کو تمام انبیاء سے جدا اور تمام اولیاء سے زیادہ فضیلت عطا ہوئی یعنی حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ نے ایک ایسی خصوصی شان عطا کی ہے۔ جو کسی نبی ولی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ آپ ہم نام مولے ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ اپنا نام عطا کیا ہے۔ خبر نامہ ص ۸

### تحریر پنجم:

مولوی بہت کم ہیں۔ اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں

قطارِ رجال کا زمانہ ہے جس دن باقی ماندہ بھی نہ ہوں گے۔ نہ زمین نہ آسمان رہے گا قیامت برپا ہوگی۔ خبر نامہ ص ۸

تحریر ششم:

شرعی طور پر بیوی سے محبت کرنے سے جنابت ظاہری ہوتی ہے طہارت ظاہری یعنی غسل سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور زانی جب ہمک قلبِ سلیم سے توبہ نہ کرے۔ اور اس پر شرعی حد جاری نہ ہو جائے۔ اس کی طہارت باطنی نہیں ہوتی۔ باطنی طور پر جنبی ہی رہتا ہے۔ ہانیوں ناصبیوں کو اللہ تعالیٰ نے طہارت باطنی کی مرتے دم توفیق ہی نہ دی۔ کوئی مافی کلال باطنی اول کی بغاوت سے توبہ ثابت نہیں کر سکتا۔ عام طور پر چہالت سے لوگ جنابت باطنی کے غسل کی اہمیت کو نہیں جانتے تاکہ ہر بندہ جنابت سے پاک اپنی پاکی کا نتیجہ جانے۔ دلوں کی ناپاکی گندگی ظلم اور بغاوت ہے۔ خبر نامہ ص ۹

### چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید

#### تردید تحریر اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم شریفہ کا واحد امین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اگر اس حصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو لازم آئے گا۔ کہ بقیہ تمام صحابہ کرام سے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہیں۔ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ وہ ان میں ”امین“ نہیں تھے۔ ان حضرات میں حضرت ابو ہریرہ عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بھی شامل کیونکہ ان میں سے کوئی علی المرتضیٰ نہیں پھر وہی ابو ہریرہ کہ جن کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یادداشت کے لیے انہیں چادر پھلنے کو کہا۔ اُس میں آپ نے دو ہاتھ بھر علم ڈال کر اسے سینہ سے لگانے کا



حکم دیا۔ اس کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ کو لاکھوں کی تعداد میں احادیث کبھی ذہن سے نہ اتریں۔ عبداللہ بن عباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا اسے اللہ ابن عباس کو دین کی فقہ عطا فرما۔ علاوہ ان کی کتب احادیث کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دیگر صحابہ کرام کی مرویات کئی گنا زیادہ ہیں۔ اس لیے اگر انہیں امین نہ کہا جائے۔ اور ان کی امانت کی تصدیق نہ کی جائے تو دین کا ایک معتبر حصہ ختم ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی کا صرف اور صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امین علوم مصطفیٰ قرار دینا بایں وجہ کہ ان میں شیعیت کا اخلاط ہے اور نہایت محض دکھلاوے کی ہے۔

### تردید نہ تحریر دوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ”وصی رسول“ میں مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی۔ کہ میرے وصال کے بعد میرا جانشین اور خلیفہ علی المرتضیٰ ہے۔ اس امر کی تفصیل ہم نے تحفہ جعفریہ جلد اول میں کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دار فانی سے انتقال فرمانے کا وقت آیا تو اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گود میں آپ کا سر اندر تھا۔ اس آخری وقت میں اگر وصیت فرمائی تھی۔ تو اس کے روایت سیدہ عائشہ صدیقہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ آپ سے کسی کتاب حدیث میں ایسے مضمون کی کوئی ایک روایت موجود نہیں ہے اس لیے ”وصی رسول“ کا عقیدہ ہم اہل سنت کا عقیدہ نہیں۔ ہاں کتب شیعہ میں اس بارے میں مواد موجود ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے آخری وقت حضرت عباس اور دیگر اہل بیت سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میری جانشینی اختیار کرے؟ حضرت عباس نے عرض کی۔ میں اس بوجہ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ نے اسے قبول کر لیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَذَا اخِي يَفِي وَ وَصِي وَ اخِي۔ یہ میرا خلیفہ، وصی

بنائی ہے۔ اس سے شیعہ یعنی افد کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد بلا فصل خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے مینوں خلفاء غاصب اور ظالم ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اہل شیعہ کی اذان میں ”علی وصی رسول اللہ“ کے الفاظ موجود ہیں۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ”وصی رسول“ کا عقیدہ کن کا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس عقیدے کی تبلیغ کر کے اپنے آپ کو کن لوگوں میں شمار کر چکا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

### تردید نہ تحریر سوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشکل کشا باذن اللہ ضرور ہیں۔ مگر ان کی اس صفت کا مطلب یا انداز بیان یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کئی دوسرے عظیم المرتبت صحابی کی میں شان میں گستاخی لپکتی ہو۔ یہی واقعہ جو محدث ہزاروی نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مشکل کشائی میں ذکر کیا۔ اور اس میں ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ کرام کے علم و فکر کو معمولی حیثیت دی۔ اسی واقعہ کو اہل سنت علماء نے بھی صدیق اکبر کی کمال ذہانت اور خدا داد بصیرت کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ کو جس انداز سے محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ اس میں جان بوجہ کراصل باتوں کو یا تو ذکر ہی نہ کیا گیا۔ اور جنہیں ذکر کیا گیا۔

وہ بھی اپنے مطلب کو پیش نظر رکھ کر غلط بحث کر دیا۔ آئیے اس واقعہ کو تمام باتوں سمیت بحوالہ دیکھیں۔ تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

### ریاض النضرہ:

حَقَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا ثَوَّقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْتَمَخَفَ أَجْوَبُكَ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ حُمَيْرُ بْنُ بَكْرٍ كَيْفَ ثَقَّلَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا  
لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصمتي ماله  
وكنته الا بحقه وحسابه على الله فقال اؤجر  
والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة  
فان الزكاة حق المال والله لو منعوني عقالا  
كانوا يؤدونها الى رسول الله لكانت لهم عاقبة  
منعها وقال عمر فوالله ما هو الا ان رأيت  
ان الله شرع صدرا بيني وبين القتال فعرفت  
انه الحق اخرجاه وعنه كما قبض  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت  
العرب وقاتلوا لودى كعدة فقال ابن بكر  
لو منعوني عقالا لجاهدتهم عليو فقلت يا  
خليفة الرسول الله تألف الناس وادخني بهم  
فقال لي اجبتا في الجاهلية وخوار في الاسلام  
انه قد انقطع الوحي وتزال الدين او ينقص  
وانا حثي خرج به الناس بهذا اللفظ ومعناه  
في الصحيحين - رايض النفوس كوشدة باسهم جلاله (مكة)  
ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہو گئے تو کچھ عرب  
قبائل نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ جب ان کے خلاف ابو بکر صدیق  
نے جہاد کا اعلان فرمایا۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ اے ابو بکر! آپ

ان لوگوں سے کس بنا پر جہاد کریں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد  
گرمی ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے خلاف اس وقت تک جہاد کرنا  
نہیں۔ جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس کلمہ کا اقرار کر لیتا  
ہے۔ تو اس نے اپنی ذات اور مال و اسباب محفوظ کر لیا۔ ہاں اگر کسی کی  
حق تلفی ہو تو دوسری بات ہے۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ یہ  
سن کر صدیق اکبر بولے خدا کی قسم! میں ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جو  
نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔  
خدا کی قسم! اگر انہوں نے ایک رستی دینے سے انکار کیا جو وہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کو ادا کرتے تھے۔ تو بھی میں ان سے ضرور جہاد کر دینگا پس عربین الخطاب  
بولے۔ خدا کی قسم! میں نے یہی جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کا سینہ  
جہاد کرنے کے لیے کھول دیا ہے۔ مجھے ان کی حقانیت معلوم ہو گئی یہ روایت  
بخاری اور مسلم دونوں نے بیان کی ہے۔۔۔۔۔ حضرت عمر بن الخطاب ہی  
بھی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اٹھا  
لیے گئے۔ اور کچھ عرب دین سے پھر گئے۔ اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں ادا  
کریں گے۔ ابو بکر صدیق نے کہا۔ اگر انہوں نے ایک رستی زکوٰۃ کی دینے  
سے انکار کیا تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ میں نے کہا۔ اے رسول اللہ  
کے خلیفہ! لوگوں سے مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔ مجھے کہنے لگے۔ تم  
اسلام لانے سے قبل اتنے سخت اور اسلام لانے کے بعد اتنے نرم و کھجور  
وجی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ کیا لوگ دین میں نقص  
کمی کریں اور وہ بھی میری زندگی میں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے! یہ روایت ان الفاظ  
سے نسائی نے ذکر کی ہے۔ اور اس سے ملتا جلتا معنی بخاری و مسلم میں مروی



ہوا ہے۔

توضیح :-

نسائی اور اس کا ہم معنی مضمون بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ وہ آپ نے دیکھا۔  
 محدث ہزاروی نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق سے جب عمر بن الخطاب نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ اور دلیل پوچھی۔ تو وہ کوئی دلیل پیش نہ کر سکے۔ ان کی پریشانی کو حضرت علی نے حل کر دیا۔ حالانکہ اصل واقعہ میں عمر بن الخطاب کے دریافت کرنے پر بلکہ جہاد سے منع کرنے پر ابو بکر صدیق نے دوز بردست و دلائل پیش فرمائے۔ جن کو سن کر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہکا راہ گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ابو بکر صدیق کا سینہ اس معاملہ میں کھول دیا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ وہی حق ہے۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ مانعین زکوٰۃ کیا انکار زکوٰۃ کے حکم کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام میں ہیں کہ ان سے جہاد نہ کیا جائے؟ یعنی نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق ہرگز قابل قبول نہیں۔ دوسری دلیل یہ کہ جب بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام ہم تک مکمل طور پر پہنچا دیئے۔ اب نئی وحی آئے اور وہ پہلے سے موجود حکم زکوٰۃ کو منسوخ کر دے یہ ناممکن ہے۔ اس لیے میری زندگی میں اس قسم کی حرکتیں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے یہ کہا جا رہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ کیا یہ رفض و تشیع ہیں؟ محدث ہزاروی کی طرح اہل تشیع اسی پر زور دیتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ کو بے علم اور معاند مذہبی سے عاری بنا کر پیش کیا جائے۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کا مشکل کشا ثابت کیا جائے۔ مانعین زکوٰۃ کا یہی واقعہ علما نے اہل سنت نے حضرت صدیق اکبر کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس کو تنقیدیں ابو بکر اور منقبت علی المرتضیٰ کے روپ میں بیان کر رہا ہے۔ اس سے محدث ہزاروی کی نظریاتی حدود کا پتہ چل سکتا ہے۔

ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی

ثابت ہوتی ہے کہ منقبت صدیق

ایک ضمنی اعتراض

ریاض النضرہ کی جو عبارت پہلی سطور میں مذکور ہوئی۔ اس سے تو واقعی ابو بکر صدیقؓ کی منقبت بیان ہوتی ہے۔ لیکن اس عبارت سے ذرا آگے والی عبارت میں خود صاحب ریاض النضرہ کے الفاظ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے دینے کی بنا پر ابو بکر صدیق نے اعلان جہاد کیا تھا۔ لہذا واقعہ کا دار و مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر ہونے کی وجہ سے یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت بنتا ہے نہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یا اہل النضرہ کی اگلی عبارت ملاحظہ ہو۔

ریاض النضرہ:

وعن یحییٰ ابن عمر عن ابیہ عن جده قال  
 لَمَّا امْتَنَعَ مَنْ اِمْتَنَعَ مِنْ دَفْعِ الزَّكَاةِ اِلَى اَبِي  
 بَكْرٍ جَمَعَ اَبَدُ بَكْرٍ اصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ فَنَشَأَ وَهُمْ  
 فِيْ اَمْرِ هُوَ خَائِفٌ لِّمَنْ اَعْلٰیہُ فَقَالَ لِعَلَّیْ  
 مَا قَسَدْتُ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ اَقُوْلُ لَكَ اِنْ تَرَكَتَ



شَيْئًا وَمَا آخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ مِنْهُمْ فَكَانَتْ عَلَى  
خِلَافِ سَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ أَمْثَلُ لِي قُلْتُ ذَاكَ  
لَا قَاتِلَ لَكُمْ وَإِنْ مَتَّعُونِي عَقْلًا - اخرجہ ابن  
السمان فی الموافقة -

دریاض النضرہ جلد اول صفحہ ۱۴۷ (۱۴۷ ذکر شدہ)

قرجہ: یعنی ابن عمر اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔  
کہ جب کچھ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو ابو بکر  
صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔  
انہوں نے اس بارے میں مختلف مشورے دیے۔ پھر ابو بکر صدیق نے  
علی المرتضیٰ سے کہا۔ اے ابوالحسن! آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمائے گئے  
اگر تو نے ان اشیاء زکوٰۃ میں سے ایک بھی چھوڑ دی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔ تو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا منی الف ہو گا۔ ابو بکر  
یقین کر لے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر ان میں سے ایک رتی کے زکوٰۃ کے  
طور پر نہ دینے پر بھی جہاد کروں گا۔ اس روایت کو ابن سمان نے موافقت  
میں ذکر کیا۔

جواب اقل:

روایت سابقہ جو نسائی شریف میں موجود ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اس کی معنوی  
تائید بخاری و مسلم بھی کرتی ہیں۔ اس لیے ایسی صحیح روایت کے مقابلہ میں ابن سمان کا  
قول کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس لیے محدث ہزاروی کے من گھڑت واقعہ کی اس سے  
اگرچہ تائید ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب دوحہ: اس روایت میں کوئی ایسا لفظ دکھا دو۔ کہ جس کا معنی مشہور ہو

دالے بیان کردہ معنی سے من جلتا ہو۔ یعنی ابو بکر صدیق سخت پریشان تھے۔ اور کہہ رہے  
تھے۔ کہ جہاد کے فیصلے کے حق میں میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ پھر علی  
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منہیں کر فرمایا۔ تم بے علمی کی بنا پر پریشان ہو۔ اس کی دلیل قرآن  
کریم میں موجود ہے۔ جب اس قسم کا کوئی لفظ اس روایت میں موجود نہیں۔ تو پھر محدث  
ہزاروی کا ہتک آمیز رویہ کہاں سے ثابت ہو گا؟ علاوہ انہیں اس روایت میں اتنا  
موجود ہے کہ جب اس قسم کا کوئی مشورہ دینے پر ابو بکر صدیق نے اعلان جہاد فرمایا۔  
لیکن اس احتمال کو کن رو کرے گا۔ کہ آپ نے اعلان جہاد اب اس لیے کیا۔ کہ پہلے  
صرف ان کی اپنی رائے اور اپنے دلائل تھے۔ اب ان کی تصدیق کچھ صحابہ کرام اور  
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمادی۔ گویا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ العین زکوٰۃ کے خلاف  
جہاد کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ اسی رائے کی توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی کر  
دی۔ لہذا یہ واقعہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں شمار ہو گا۔ کہ ایسے صاحب الرائے  
تھے۔ کہ ان کی تائید و توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق کی اس واقعہ  
پر صحابہ کرام نے بھی حقانیت کی توثیق کی۔

دریاض النضرہ:-

عن ابی رجا العطار دی قال دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ  
فَرَأَيْتُ النَّاسَ مُبْجَعَيْنَ وَرَأَيْتُ رَجُلًا يُقْبِلُ  
رَأْسَ رَجُلٍ وَهُوَ يَقُولُ أَنَا فِدَاكَ وَذِكْرُكَ أَنتَ  
لَهْلَكْنَا فَطَلْتُ مِنَ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْمُقْبِلِ قَالَ ذَاكَ عَمْرُو  
يُقْبِلُ رَأْسَ ابْنِ بَكْرٍ فِي قِتَالِهِ أَهْلَ التَّوَدَةِ إِذْ مَتَّعُوا  
الرَّكُورَةَ حَتَّى آتَوْا بِهَا صَاحِبِهَا - اخرجہ ابن  
الصفرة فی فضائلہ



عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كَرِهْنَا ذَاكَ لَمْ نَحْمِلْهُ نَا فِي  
الْأَوَّلِ نَسِيحًا وَكَأَيُّنَا رَشِيدًا الْكَوْلَا مَا فَعَلَ أَبُو بَكْرٍ  
لَا لِحَدِّ النَّاسِ فِي الزَّكَاةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَجْعَ  
الْقَلْبِي (دریاض النضرہ جلد اول ص ۱۲۸) ذکر شدہ بابہ

ترجمہ: ابو جہاد الطائری کہتے ہیں۔ میں جب مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔  
تو لوگوں کا ایک مجمع دیکھا۔ اور اس میں ایک شخص دوسرے کے سر کا بوسہ  
لے رہا ہے۔ اور کہہ رہا تھا۔ میں تم پر قربان۔ اگر تم نہ ہوئے تو ہم ہلاک ہو  
جاتے۔ میں نے کسی سے پوچھا۔ یہ دو لوگ کون کون ہیں؟ کہا کہ بوسہ  
دینے والے عمر بن الخطاب ہیں اور جن کا سر چمایا جا رہا ہے۔ وہ ابو بکر صدیق ہیں اسکا وہ ابو بکر صدیق  
کا انیسین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ نے ان کے خلاف جہاد  
کیا یہاں تک کہ وہ سرنگوں ہو کر پلٹ آئے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ انیسین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کو ہم چننا  
نہ سمجھتے تھے۔ پھر جب جہاد ہوا۔ اور اس کے نتائج سامنے آئے۔ تو ہم  
سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پر تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں  
بہترین رہنما پایا ہے۔  
جو کچھ انہوں نے کیا ذکر کرتے۔ تو زکوٰۃ کے معاملہ میں لوگ قیامت تک  
بے دین ہو جاتے۔

## حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام

### ریاض النضرہ:

حِينَ إِذْ تَدَّ النَّاسُ وَهَمَّتْ بِالْأَمْرِ مَا لَمْ  
يَقُمْ بِهِ خَلِيلُهُ نَبِيٌّ فَتَهَضَّتْ حَيْنَ وَهَنَ  
أَصْحَابُكَ وَبَرَزْتَ حِينَ اسْتَكَاثُوا وَقَوَّيْتَ  
حِينَ ضَعُفُوا وَلِزِمْتَ وَنَهَاجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ هَمُّوا كُنْتَ خَلِيفَةً حَكَمًا  
لَمْ تَنَازَعْ وَلَمْ تَصْدَعْ بِرِغْمِ الْمُنَافِقِينَ وَكَبَّتْ  
الْكَافِرِينَ وَكَرِهَ الْحَاسِدِينَ وَغَيَّطَ الْبَاقِينَ ثُمَّ  
بِالْأَمْرِ حِينَ فَشَلُوا وَثَبْتَ إِذْ اسْتَعْمَقُوا وَمَضَيْتَ  
بِنُورِ اللَّهِ إِذْ اقْفُوا فَاتَّبَعُوكَ فَلَمْ تَزَلْ وَكَانَتْ  
أَخْتَصَلَتْهُمْ صُرُتًا وَأَعْلَاهُمْ حُفُوفًا وَأَمْتَكُهُمْ  
كَلَامًا وَأَصْوَمَهُمْ مَنْطِقًا وَأَطْوَلَهُمْ صُمُتًا  
وَأَبْلَغَهُمْ حَوْلًا وَأَشَجَّعَهُمْ نَفْسًا وَأَعَزَّهُمْ  
بِالْأُمُورِ وَأَشْرَفَهُمْ عَمَلًا كُنْتَ وَاللَّهُ لِلدِّينِ  
يَكْتُمُونَ (الرياض النضرہ جلد دوم ص ۲۶۲)  
ذکر ثناء علی رضی اللہ عنہ عند وفاته



**ترجمہ:** اسے ابو بکر صدیق رحمہ اللہ وہ شخصیت ہو کہ جب کچھ لوگوں نے ازداد کی راہ اپنائی۔ تو تم نے معاملہ کو درست کرنے کے لیے ایسا اقدام کیا۔ جو کسی نبی کا قلیفہ نہ کر سکا۔ جب تمہارے ساتھی کمزوری دکھانے لگے تو تم نے کام کر دکھایا۔ جب وہ سامنے آئے سے گھبرائے تو نے سامنا کیا۔ جب وہ کمزور ہوئے تو تو نے انہیں قوت پہنچائی۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے روگردانی کا ارادہ کیا۔ تو تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ تم وہ قلیفہ برحق ہو۔ کہ جن سے کسی نے جھگڑا نہ کیا۔ اور منافقین و کافرین و حاسدین کو ہاک و ذیل کرنے سے تمہارا کچھ نہ بچا۔ اور تم نے لوگوں کے بزدل ہونے کے وقت انتقامت دکھائی اور ان کے پیچھے ہٹنے کے وقت تم نے ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ اور تم اللہ کے نور رواں دواں رہے۔ جب لوگ ٹھہر چکے ہیں۔ لوگوں نے تمہاری اقتدار میں ہدایت پائی۔ تم ان میں سے آواز کے اعتبار سے سب سے آہستہ آواز والے تھے۔ اور مرتبہ سے سب سے بلند گفتگو میں سب سے زیادہ معتبر بولنے میں سب سے کم بولنے والے، ان میں سب سے بڑے بہادر معاملات کو سب سے زیادہ بہتر سمجھنے والے عمل میں تمام سے بڑھ کر شریف اور بخدا دین کے لیے تم بادشاہ تھے۔ جیسا کہ شہد کی مکینوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

**امام باقرؑ کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل**

**کشف الغمہ:**

وعن عروۃ بن عبد اللہ قال سألت أبا جعفر محمد بن علی

علیہ السلام عن حلیۃ الشیوخ فقال لا بأس بہ قد حلی أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سنیۃ قلت فتقول الصدیق؟ قال هو ثب و ثبۃ واشتبل القبلۃ و قال یغمر الصدیق یغمر الصدیق یغمر الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ لہ قولاً فی الدنیا ولا فی الآخرۃ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمة جلد دوم ص ۱۲۷)

فی معاجز الامام ابی جعفر الباقر مطبوعہ تبریز

**ترجمہ:** عروہ بن عبد اللہ کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا تلوار پر زیورات لگانے درست ہیں؟ فرمایا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ تحقیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیورات چڑھا رکھے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر وہ اچھلے اور تلبغ ہو کر فرمائے گئے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے وہ کیا خوب صدیق تھے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے۔ جو شخص انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اس کی کوئی بات اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچی نہ کرے۔

**ملخص فکرمیا:**

خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل پر جو جامع الفاظ منقول ہیں۔ ان کو بھی آپ نے پڑھا۔ اور پھر امام باقر رضی اللہ عنہ نے منکر کی تشفی اور تسلی کے لیے جو حوالہ دیا۔ اسے بھی آپ مد نظر رکھیں۔ اور دوسری طرف محدث ہزاروی کی بے مغز باتوں کو بھی دیکھیں۔ خود فرق واضح ہو جائے گا۔ کہ محدث ہزاروی نے یہ سب تانا بانا اسی لیے کیا تاکہ ابو بکر صدیق کی فضیلت کو کم کرے۔



جائے۔ یوں اس نے اپنے اندر شیعیت کے پردے کا نیچ ثابت کر دکھایا۔ کہاں ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ گھڑنا کہ ان کے پاس النین زکوة کے خلاف جہاد کرنے کی کوئی دلیل شرعی نہ تھی۔ اور کہاں خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان کو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے بڑا صاحبِ علم فرمانا۔ ایک مسلمان کی نظر میں علی المرتضیٰ اور اہلِ باقر رضی اللہ عنہما کے قول کے مقابلہ میں ایک گٹھے گڑے نام نہاد و محدث کی باتوں کا کوئی وزن نہیں ہو سکتا۔

خاعتبر وایا اولی الابصار

ترجیمہ: تم حیرت چھارو!

اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو اپنا نام ”مولیٰ“ عطا فرما کر ایسا مقام عطا کر دیا جو کسی نبی ولی کو حاصل نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامیہ میں سے ”مولیٰ“ اسم ہے یا نہیں۔ اس بحث کو تھوڑی دیر کے لیے ہم چھوڑ کر پہلے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ فضیلت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ کوئی غیر نبی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور اہل تشیع کا نظریہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ دونوں نظریات کو سامنے رکھ کر محدث ہزاری کی بات کو دیکھیں۔ تو صاف نظر آئے گا۔ کہ وہ شیعیت کی ترجیحی کر رہا ہے۔ اور اس عقیدہ سے اُس نے اپنے شیعوں پر مہر ثبت کر دیا ہے۔

اب آئیے اصل بات کی طرف وہ یہ کہ ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا علم محدث ہزاری کو کون ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی باتیں یا تو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں۔ یا پھر احادیث رسول کے ذریعہ ان تک رسائی ہو سکتی ہے۔ کسی اور کو تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اس

ابگا نہیں کرتا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اس عطا نے الہی پر کون سی نص تھا کہ پاس ہے؟ مَا كُنَّا أَبْرَهُمَا نَكْفُرُهُنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اسی مقام کو اور واضح کرنے کے لیے دو باتیں پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مزید قتل ہو سکے۔

۱۔ تاریخ اور سیرت کی تقریباً تمام کتب متداولہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء میں سے ”مولیٰ“ کا نہیں بھی موجود نہیں۔

۲۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ کتاب ہے جس کے مصنف نے اہل بیت کے ہر فرد کے القاب، اسماء اور کنیت وغیرہ سبھی درج کیے ہیں۔ اسی طرح یقین مقال میں بھی جو روایات کے نام والقاب و کنیت وغیرہ تفصیل سے بحث کرتی ہے۔ ان دونوں شیعہ مسلک کی تفصیلی اور حقیقی کتب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظ ”مولیٰ“ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

نوٹ ۱۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک حدیث کے الفاظ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاةٌ۔ جس کا میں (محمد) مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے۔ اس سے مقابلہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اگر صرف مولیٰ کے لفظ کو دیکھا جائے۔ تو اسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اس لفظ کا استعمال فرمایا۔ لہذا محدث ہزاری کی یہ بڑا لگانا کسی نبی کو یہ نام نہ لا۔ غلط ہو گیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابہ کرام کے لیے لفظ مولیٰ کا استعمال فرمایا۔ تو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تفصیل کہاں سے آگئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ ”مَوْلَاةٌ“ میں لفظ ”مَوْلَا“، موضوع اور ”مَوْلَاةٌ“ محمول ہے۔ نحو منطق کے ابتدائی قواعد جاننے والا طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ اسم کا اسم پر حمل نہیں ہو کرتا۔ بلکہ وصف کا حمل نام



پر ہوتا رہے۔ لہذا لفظ مولیٰ علی المرتضیٰ کا نام نہیں بلکہ وصف ہے۔ جسے بے علمی سے محدث ہزاروی نام داد اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کا اکبر رہا ہے۔

## پہلی کتاب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے پر محدث ہزاروی اور ان کے چلیے چائے قرآن کریم سے تو کجا کسی منہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت کر دیں۔ تو منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ ورنہ تسلیم کر لیں کہ ہمارا دعوے باطل ہے۔

## ترجیدِ تحریرِ یزید جبر:

”مولوی ختم ہو چکے ہیں۔ قحطِ الرجال ہے۔ باقی ماندہ ختم ہونے پر قیامت آ جائے گی۔“ محدث ہزاروی کی اس بے پڑکی عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور انہیں اتنے بڑے جھوٹ پر کھل کر داد دیں۔ مشاہدہ کو کس ڈھٹائی کے ساتھ جھٹلایا جا رہا ہے۔ امتِ مسلمہ میں دو چار نہیں لاکھوں کی تعداد میں علماء حق اور اولیاء اللہ موجود ہیں۔ جو خدا داد صلاحیت کے ساتھ اس کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ”قیامت تک چالیس ایسے آدمی ہر دور میں موجود رہیں گے۔ جن کی مصلحتِ ابراہیم علیہ السلام والی ہوگی۔ گویا محدث ہزاروی ضمنی طور پر اس ارشادِ نبوی کی تکذیب کر رہا ہے۔ ہاں اگر مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہم عقیدہ (محدث ہزاروی کے ہم عقیدہ) ختم ہو چکے ہیں۔ اور صرف چند باقی ہیں۔ اور اس عبارت سے اُن کا مطلب یہ ہے۔ کیونکہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر و مرتد کہے وہ بھی کافر اور اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر۔ اس طرح امتِ مسلمہ میں سے صرف یہی چند مولوی بچے رہیں گے۔ اور ان کی بدولت زمین و آسمان

قائم ہیں۔ جب یہ کوٹ کر گئے۔ تو دنیا و مافیہا ختم ہو جائے گی۔ اور قیامت تک قائم ہو جائے گی۔ تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچ اور عقیدہ ہو۔ تو پھر ”مولوی“ اسمِ گرامی ہی مولوی ہوں گے۔ دوسرے تمام اکابرینِ امت، علماء ربانین اور مشائخ عظام مولوی تھے نہ اب ہیں۔ اور نہ ان کو مولوی کہا جاسکتا ہے۔

## ترجیدِ تحریرِ یزید جبر:

بامنی ناصبیوں کو روحانی ظہارت نہ ملنے کی وجہ سے وہ باطنی طور پر ناپاک ہوتے ہیں۔ محدث ہزاروی کا اس سے مقصد یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اس کے نزدیک بامنی ناصبی ہیں) باطنی اور روحانی طور پر نہیں تھے۔ اُن کی اس جنابت سے پاکیزگی کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اور امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ مسلمان صحابی اور جنتی کہنے والے بھی بامنی ناصبی کے طرفدار ہونے کی وجہ سے روحانی باطنی طور پر پلید ٹھہرے۔ محدث ہزاروی کی یہ غبیث تحریر صرف اسے اور اُس کے چند نام لیواؤں کو ظہارت کا منصب عطا کرے گی۔ ان کے سوا تمام اکابر امتِ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ صحابی اور جنتی کہتے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو بھی ناپاک اور مرنے کے بعد بھی اُن کی ناپاکی قائم۔ یا تو یہ کہہ لیجئے کہ عبداللہ بن عباس، امام شافعی، سرکارِ غوثِ پاک امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مجددِ ملت ثانی سرہندی یا یہ سب لوگ روحانی نجس ہیں۔ جن کو مخلوقِ خدا غوثِ پاک کہتی ہے۔ محدث ہزاروی کی غباثتوں نے انہیں غوثِ ناپاک یا غوثِ پلید (معاد اللہ) بنا دیا۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان بھی فیصلہ کرے گا کہ محدث ہزاروی ایک شیعی ہے۔ اور محض تھنخ اور بناوٹ کے طور پر شعی بن کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور کچھ بھولے بھلے لوگ اس کے غبیث جال میں پھنس کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک و پاک بندوں پر ناروا اور



بے ایمانہ الزامات لگا کر سورج کی طرف تھوکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم غلوں نیت سے عرض گزار ہیں۔ کہ ان حقائق کو غیب اچھی طرح پڑھیں۔ اور پھر اپنے دل کے دروازہ پر دستک دیں۔ کہ کیا آواز اندر سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیؑ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں کی محبت عطا فرمائے۔

فَاجْتَبِرُوا يٰۤاُولِيَ الْاَبْصَارِ

## باب دوم

نکاح ام کلثومؓ با حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے  
متعلق محمود ہنزاری کے بدعتیہ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا  
فاروق اعظم سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ  
ہے

(معاذ اللہ)



باب دوم؛

نِكَاحِ اُمِّ كَلْثُومٍ بِأَحْضَرَتِ عُمَرَ  
مُتَعَلِّقُ مُحَمَّدٍ هَزَارُوِيَّ كَيْ بَدَعَقِيدَه

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا  
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نکاح ایک من گھڑت افتاء ہے  
(معاذ اللہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عمر بہت  
الخطاب رضی اللہ عنہ سے نکاح کا انکار بھی شیعہ کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کا ایک پس منظر  
ہے۔ وہ یہ کہ اگر اس عقد کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی  
سادات کرام سے دشمنی اور علی المرتضیٰ کی ان سے ناراضگی کے تمام افسانے دھرے  
کے مھرے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ  
اہل بیت کے دشمن تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اچھا نہیں سمجھتے تھے  
اہل تشیع کے اس نظریہ پر جس قدر دلائل ہیں۔ ہم نے ان کا بالاستیعاب جواب  
دیا ہے۔ جو تحفہ جعفریہ جلد دوم میں بالخصوص اور دیگر مجلدات میں مختلف مقامات  
پر بالعموم مذکور ہیں۔ ہم نے خود ان کی کتب معتبرہ سے اس عقد کو ثابت کیا ہے۔



اور یہ بھی کہ علی المرتضیٰ نے یہ عقد رضا و رغبت کیا تھا۔ یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ محدث ہزاروی اس مسئلہ میں جہاں جمہور اہل سنت کے خلاف چلا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ میں اہل تشیع کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسے من گھڑت افسانہ قرار دیا۔ اور کسی سنی کی کتاب میں اس کے وجود کا انکار کیا۔ اور یہ کہا کہ جن کتب اہل سنت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ وہ موضوع واقعہ ہے۔ اور دعویٰ کیا کہ قیامت تک اسے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ ہم پہلے محدث ہزاروی کی من و عن عبارات نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ محدث ہزاروی نے یہ مسئلہ اپنی تین تصنیفات جامع النیرات۔ شرافت سادات۔ السیف الملول میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”محمود هزاروی کابیان اول“

جامع الخیرات : اور جو نقل محض ہیں مثلاً اُم کلثوم کے عقد کا اقترا یا حضرت عمر کے روئض کی کتب و کامیوں میں ہے۔ ہم اہل سنت کی بعض کتب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ جو در پر وہ ایک قسم کا تبرک بنایا پاک ہے جو ہم اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابل صد ترویج ہے۔ مستحق تقلید کہ یہ وہ نقل موضوع و افسانہ مضطرب ہے۔ کہ تا قیامت خرد ثبات ہونا ممکن نہیں چہ جائیکہ وہ آئندہ کے لیے سند اثبات بنے۔ حاشا و کلا پس خرد ثبات نہیں چہ جائیکہ مثبت ہو۔

۱۔ جامع الخیرات ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ (۲۔ شرافت سادات ص ۶۳)

(۱۰۰) - السیف المسلول ص ۱۹ تصنیفات محمود محمدت هزروی

### جواب:

محدث ہزاروی کی مذکورہ تحریر جہاں اخلاف واقعہ و حقیقت ہے اس کے ساتھ

ماخذ رسالت کرام کی توہین۔ تمام علمائے اہل سنت کی توہین اور اپنی جہالت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عقد باحضرت عمرؓ بن الخطاب ایسا مسئلہ ہے۔ جس کی تصدیق چودہ سو سالہ تاریخ کر رہی ہے۔ اسنے واضح واقعہ کو چیلنج کرنا کتنی حماقت ہے۔ پھر اس نکاح کے انعقاد کی وجہ سے جو اولاد ام کلثوم و عمرؓ بن الخطاب ہوئی۔ اس کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق تین علوم سے ہے کتب احادیث، کتب نسب اور کتب تاریخ۔ ان تینوں اقسام کی کتب میں اس مسئلہ کو واضح طور پر پذیر کیا گیا ہے۔ ان کتب کی روایات کو موضوع اور من گھڑت قرار دینا سراسر جہالت ہے۔

فوت:

محدث ہزاروی نے راقم کو اس سے قبل کئی مرتبہ خطوط کے ذریعہ لکھا۔ تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ آپ کی بہترین تصنیف میں ہے۔ اور میں اپنے مرید بن کو ان کے ٹریڈ اور پڑھنے کا حکم دیتا رہتا ہوں۔ جب تحفہ جعفریہ جلد سوم میں مطاعن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کے ضمن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے راقم نے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار بن یاسر کو فرمانا قَتَلْتُكَ الْبَاطِلَ اور پھر امیر معاویہ کا انہیں قتل کر دینا ثابت کرتا ہے کہ امیر معاویہ باغی ہیں کہ ”اللّٰوَالِی الْمَصْنُوعَ“ فی احادیث الموضوحتہ“ میں عمار بن یاسر کے قتل کی خبر کو بہت زیادتی کے ساتھ نقل کیا گیا۔ اور اس کو ابوالوارب الصاری سے ثابت کیا گیا۔ کہ اس حدیث کے بیان کرنے والے وہ ہیں۔ اور جب جنگ صفین سے واپس ہوئے تو اسے روایت کیا۔ علامہ السیوطی نے اسے مزید اضافہ کے ساتھ نقل کیے جانے کو موقوف کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ابوالوارب الصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شامل ہی



نہیں ہوئے۔ تو پھر ان کے نام سے ملنے والی راوی نے یہ روایت گھڑی ہے۔ جب یہ جلد محدث ہزاروی کے پاس پہنچی۔ تو اس نے مجھے لکھا۔ کہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں اگرچہ ضعیف حدیث تو ہو سکتی ہے۔ لیکن موضوع نہیں۔ راقم نے اس وقت بوجہ یہاں پہنچنے کا جواب نہ دیا۔ صحت یا باطل پر اس کا تفصیلی جواب لکھا۔ جو آپ حضرات نے پڑھ لیا ہے۔ یہ واقعہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی۔ کہ محدث ہزاروی کو اقرار ہے۔ کہ بخاری شریف میں من گھڑت اور موضوع روایت نہیں ہے۔ اب اگر ہم اس بخاری شریف سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے ہوا تھا۔ تو پھر اسے موضوع اور من گھڑت افسانہ کہنا کس قدر اندھیر ماری ہے۔

## کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ

### کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت

بخاری شریف:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا يُونُسُ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ  
ابْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مَسْرُورًا وَطَائِبِينَ نِسَاءً مِنْ نِسَاءِ  
الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مَسْرُورًا جَيِّدًا فَقَالَ لَهُ بَعْضُ  
مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَغْطِ هَذَا بِنْتَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ  
يَبْرِيْدُ وَنَا أُمَّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ

أُمِّ سَلِيْطٍ أَخَقُّ وَأُمِّ سَلِيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ  
بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ  
فَلَا تَهْمَا كَأَنَّكَ تَنْفِرُ لَنَا الْقِرْبَ يَوْمَ أَحُدٍ  
بخاری شریف جلد اول کتاب العباد  
صفحہ نمبر ۴۰۳ حمل النساء الکرم الی الناس

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ کہ اسے امیر المؤمنین! چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دے دیں۔ جو آپ کے عقد میں ہیں۔ اس سے ان کی مراد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھی۔ اس پر عمر بن الخطاب نے کہا۔ ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہے۔ ام سلیط ایک انصاری عورت تھی۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر نے مزید فرمایا۔ کہ یہ ام سلیط وہ عورت ہے۔ جو احد کے دن پانی کی مشکیں بھر بھر کے ہم مجاہدوں سے کو پلائی رہی۔

## حدیث مذکور کی تشریحات

### فتح الباری:

(قوله یبریدون ام کلثوم) کان عمر قد تزوج  
ام کلثوم بنت علی وأُمُّهَا فَاطِمَةُ وَلِهَذَا قَالُوا  
لَهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



وَكَانَتْ قَدْ وَلِدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتٍ  
فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(فتح الباری جلد ۶ ص ۶۰) باب حمل النساء الکرم الی الناس

ترجمہ: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا۔ اور آپ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ اسی لیے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کہا گیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہو چکی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی آپ سے سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔

ارشاد الساری:

(هَذَا ابْنَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الَّتِي عَنْدَكَ يَرْيَدُونَ) رَوَّجَتْهُ أُمُ كَلْثُومٍ  
بِضَمِّ الْكَافِ وَالْمَثَلَةُ (بنت علی) وَكَانَتْ أَصْغَرَ  
بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأُولَادِ بَنَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يُنْسَبُونَ إِلَيْهِ سَوَابِجُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْكَرَمِ إِلَى النَّاسِ  
(ارشاد الساری جلد پنجم صفحہ نمبر ۸۲)

ترجمہ: حاضرین کا بنت رسول اللہ کہنے سے مراد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد خود آپ کی طرف لوگ منسوب کیا کرتے ہیں۔

لمحہ فکریہ: یہ بھی روایت اس حدیث کی کتاب کی کہ جس پر خود

محدث ہزاروی کو یقین ہے۔ کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں شارحین کرام نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے ہوا تھا۔

اور یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ اور نہ ہی کسی شائع نے کوئی تنقید کی ہے۔ اگرچہ مور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے تو وہ نام نہاد سنی محدث ہزاروی نے کیا ہے۔ نام نہاد ہم نے اس لیے کہا۔ کہ عنقریب آپ ایک اشتہار کی عبارت ملاحظہ کریں گے۔ جس میں بہت سے علماء کرام اور پیران عظام حتیٰ کہ محدث ہزاروی کے پیر غلام کا فتویٰ نقل ہو گا۔ جس سے محدث ہزاروی پر رافضی ہونے کا فتوے مذکور ہے مسئلہ مذکورہ کا اثبات ایک اور حدیث کی کتاب سے ملاحظہ ہو۔

کنز العمال:

عن ابی جعفران عمر بن الخطاب خطب الی علی بن  
ابی طالب ابنتہ اُمُ کَلْثُومٍ فَقَالَ عَلِيُّ اِنَّمَا كُنْتُ  
بِنَاتِي عَلِيَّ بِنْتِي جَعْفَرُ فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ حَنِيفِي  
يَا عَلِيُّ قَوْلَ اللَّهِ مَا عَلَى ظَهْرٍ لَا رُضِيَ رَجُلٌ يَرِثُ صَدُّ مِنْ حُفْنٍ  
صَحَابَتُهَا مَا أَرُصَدُ فَقَالَ عَلِيُّ قَدْ فَعَلْتُ فَجَاءَ عُمَرُ  
إِلَى مَجْلِسِ الْمُهَاجِرِينَ بَيْنَ الْقُبْرِ وَالْمَنْبَرِ وَكَانُوا  
يَجْلِسُونَ لِعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرِ وَالطَّلْحَةِ  
وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ الشَّيْءُ يَأْتِي  
عُمَرَ بِنِ الْخَطَابِ مِنَ الْأَفَاقِ جَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ  
بِذَلِكَ فَامْتَشَارَهُمْ فِيهِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ رَفِئُو



فَوَقَّوْهُ وَقَالُوا اِيْمَنَ؟ يَا امير المؤمنين قَالَ يَا بَنِيَّ عَلِيُّ بْنُ  
ابِي بَنِي طَالِبٍ ثُمَّ اَنْشَأَ يُخْبِرُهُمْ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سَبَبٍ وَكَسْبٍ مُنْقَطِعٌ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَكَسْبِي وَكُنْتُ قَدْ صَحَبْتُهُ  
فَاَجَبْتُ اَنْ يَكُوْنَنَّ هَذَا اَيْضًا۔

(۱۔ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۲۴ حدیث نمبر ۵۸۷ مطبوعہ)

حلب طبع جدید) ۱۴ کلثوم بنت علی

(۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۴۳۳)

(۳۔ ذخائر عقیلی ص ۱۶۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۴۔ اصابة فی تملین الصحابة جلد ۲ ص ۴۹۲)

(۵۔ الاستیعاب جلد چہارم ص ۴۹۰ بر حاشیہ الاصابۃ)

ترجمہ: حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب  
رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی  
بیوہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد طلب کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔  
کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو اولاد جعفر کے لیے روک رکھا ہے حضرت عمر  
نے پھر کہا۔ اے علی مجھے یہ رشتہ دے دو۔ خدا کی قسم! میں زمین  
پر مجھ جیسا کوئی شخص اس (ام کلثوم) سے حسن سلوک کرنے والا نہیں حضرت  
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اچھا تو میں نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد حضرت  
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین کی مجلس کی طرف تشریف لائے۔  
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر شریف کی درمیانی جگہ قائم تھی۔  
ان حضرات میں حضرت علی عثمان، زبیر، طلحہ اور عبدالرحمن بن عوف

بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی زمین کے کسی کو دے کوئی چیز  
پہنچتی تو ان کے پاس اُسے لے کر حاضر ہوئے۔ ان سے مشورہ کرتے۔  
اب عمر بن الخطاب اُسے اور کہا مجھے مبارک دو۔ پوچھا گیا کس چیز کی  
مبارک دیں؟ فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (کے نکاح ہونے)  
کی۔ پھر پورا واقعہ سننا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ہر نسب و حسب منقطع ہو جائے  
گا۔ لیکن میرا حسب و نسب وہاں بھی قائم رہے گا۔ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی محبت مبارک کا مرتبہ تو مل گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ  
کے نسب سے بھی تعلق ہو جائے۔

طبقات ابن سعد:

اخبرنا وكيع بن الجراح عن هشام بن سعد عن  
عطاء الخراساني اَنَّ عُمَرَ أَمِيرًا أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ  
أَزْ بَعِيْنَ أَلْفًا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو وَغَيْرُهُ لَقَدْ خُطِبَ  
عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيٍّ ابْنَتُهُ أُمَّ كَلْثُومَ قَالَ  
يَا امير المؤمنين إِنَّمَا صَبِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّكَ وَاللَّهِ  
مَا يَكُ ذَاكَ وَلَكِنْ قَدْ عَلِمْنَا مَا يَكُ فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِهَا  
فَصَبَعَتْ ثُمَّ أَمَرَ بِبَرْدٍ فَطَوَّاهُ فَقَالَ إِنِّي لَأُطْلِقُ  
بِهَذَا إِلَى امير المؤمنين فَقَوْلِي أَنِّي سَلَمْتُ إِلَيْكَ يَقْرِيكَ  
السلامَ وَيَقُولُ إِنِّي رَضِيتَ الْبَرْدَ فَأَمْسَكَهُ وَإِنْ  
سَخَطْتَهُ فَسَرِّهِ فَاكْتَمَا أَتَتْ عُمَرَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ  
فِيكَ وَفِي أَبِيكَ قَدْ رَضِينَا قَالَ فَرَجَعَتْ إِلَى



أَبِيهَا فَقَالَ كَذَبْتَ الْبُرْدَ وَلَا تَنْظُرَ إِلَّا إِلَيَّ  
فَزَوَّجَهَا إِتْيَاهُ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ  
زَيْدٌ -

(۱- طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۴۶۳-۴۶۴ کلثوم بنت علی

(۲- ذخائر عقبی صفحہ نمبر ۱۷۰)

(۳- تاریخ خمیس جلد دوم ص ۱۸۵)

**ترجمہ:** عطاء الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اے امیر المومنین! وہ ابھی بچہ ہے۔ بعد از وہ آپ کے کام کی نہیں۔ اور ہمیں آپ کا ارادہ بخوبی معلوم ہے۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر لپیٹ کر دی۔ اور فرمایا۔ بیٹی! یہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس لے جاؤ۔ جا کر کہنا مجھے اباجان نے بھیجا ہے۔ وہ سلام کہتے تھے۔ اور ساتھ ہی کہا تھا۔ کہ اگر آپ چادر پسند کریں تو رکھ لیں۔ ورنہ واپس کر دیں۔ جب حضرت عمر نے انہیں دیکھا۔ تو کہا۔ اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے والدین برکت ڈالے۔ ہم راضی ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے۔ کہ اتنی گشت گو کے بعد سیدہ ام کلثوم واپس اپنے والد کے پاس آئیں۔ اور بیان کرنے لگیں۔ کہ عمر بن الخطاب نے نہ تو چادر کھولی اور نہ اسے دیکھا۔ اگر دیکھا تو

موت مجھے ہی دیکھا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کر دیا۔ ان سے زید نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔

### کنز العمال؛

عن المستظل بن حصین ان عمر بن الخطاب خطب  
الی علی بن ابی طالب ابنته ام کلثوم فاعتل  
بصعیرها۔ فقال إني لم أريد البتة ولا كنت سمعت  
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كُذِّبَ سَبَبٌ  
وَسَبٌّ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلَا نَسَبِي وَسَبَبِي  
وَكُلٌّ وَلَدٍ فَإِنَّ عَصَبَتَهُ لَا بَيْتَهُمْ مَا خَلَا  
وُلْدَ قَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا الْبُؤْسُ وَعَصَبَتُهُمْ (ابن نعیم  
فی المعرفة) کہ -

(۱- کنز العمال جلد ۱۳ ص ۴۲۲ حدیث نمبر ۳۷۵۸۶)

(۲- ذخائر عقبی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۳- تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۸۵)

### ترجمہ:

مستظل بن حصین سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انکی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو آپ نے اس کے کسب کرنے کی علت بیان فرمائی۔ اس پر عمر بن الخطاب بولے۔ کہ میں اس نکاح سے انسانی خواہشات کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن رکھا ہے۔ کہ کل قیامت کے دن ہر حسب و نسب منقطع ہو جائے گا۔



صرف میر حسب و نسب باقی رہے گا۔ ہر بچہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا معاملہ اور ہے۔ ان کی تمام اولاد میری اولاد اور میں اُن کا والد ہوں۔ وہ میرے بچے ہیں۔

طبقات ابن سعد :-

اخبرنا عبيد الله بن موسى قال اخبرنا اسرا ئيل عن ابى عن حاصر عن ابن عمر انه صلى على اُمّ كلثوم بنت علي وابنيها زبید وجعل له مئتا يلكيه وكبر عليهما اذ بعاه۔

(۱- طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۶۳-۲۶۴) ام کلثوم بنت علی

دخلت عقبی ص (۱۷)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کے بیٹے زبید کی بھی۔ دونوں کا اکٹھا جنازہ ہوا۔ زیدان کی طرف اور ام کلثوم قبلہ کی طرف تھیں۔ ان کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی گئیں۔

لمحہ فکریہ :

مذکورہ حوالہ جات میں سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کا باہم نکاح مختلف مدارج کے ساتھ بیان ہوا۔ پہلے پہل عمر بن الخطاب کا یہ رشتہ طلب کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کی صغر سنی کا حوالہ دینا، اس کے بعد عمر بن الخطاب کا اس رشتہ کے لیے اپنا مقصد بیان کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کے ہاتھوں چادر

بھیٹنا۔ پھر نکاح ہو جانا، پھر چالیس ہزار درہم حتیٰ مہر کے طور پر مقرر کرنا، پھر ان سے زید نامی بیٹے کا پیدا ہونا اور آخر میں دونوں ماں بیٹے کی نماز جنازہ اکٹھی ادا ہونا یہ تدریجی واقعات بخاری شریف وغیرہ کتب احادیث اور دوسری کتب سیرت سے پیش کیے گئے۔ ان تدریجی واقعات میں سے ہر ایک واقعہ ایک مستقل اسناد کے ساتھ مذکور ہے۔ ایک ہی واقعہ اگر مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہو۔ تو اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ ان کتب اہل سنت سے محدث ہزاروی کی ناواقفیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ امام اہل سنت، محدث، بے مثال اور شیخ طریقت سے کم القاب پر راضی نہیں۔ اس لیے ان کتب میں مذکور واقعہ کا انکار تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ محدث ہزاروی انہیں قابل اعتماد نہ سمجھے اور اس طرح وہ خود کو اہل سنت سے خارج کرے۔ بلکہ محدث مذکور نے تو اس واقعہ کو جھوٹا افسانہ کہہ کر رافضیت کو بھی شہرہ دیا۔ کیونکہ شیعہ لوگ اس نکاح کو ثابت تو کرتے ہیں۔ ان کی کتب میں یہ مذکور بھی ہے۔ لیکن وہ اسے جبری نکاح کہتے ہیں۔ یعنی اصل نکاح کے وہ منکر نہیں۔ اور دھر محدث ہزاروی سرے سے نکاح کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کا دعویٰ بھی ہے کہ کسی سنی نے اس نکاح کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ شیعہ کہتے ہیں۔ تو اس دعویٰ کے پیش نظر امام بخاری وغیرہ کو بھی شیوہ میں شمار کر دیا گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نوٹ :

روایت مذکورہ کثرت طرق کی وجہ سے مضبوط ہو گئی۔ لیکن اس کے کچھ راوی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس روایت میں اپنی طرف سے کچھ کلام درج کیا۔ جس کی بنا پر پوری روایت کو غلط کہا گیا۔ زائد کلام ملاحظہ ہو۔ جب ام کلثوم چادر لے کر عمر بن الخطاب کے پاس گئیں۔ تو انہوں نے سیدہ کی پٹلی کو ہاتھ لگا کر فرمایا مجھے



چادر پسند ہے۔ اس پر سیدہ نے حضرت عمرؓ کو کہا۔ اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو اس حرکت پر میں تمہاری ناک توڑ دیتی، اسی زائد درجہ کلام کو منکر میں نکاح بڑے شد و نہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ علامہ طبقات ابن سعد میں پنڈلی کو چھونا اور ام کلثوم کا غصہ میں مذکورہ الفاظ کہنا قطعاً مذکور نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ان زائد الفاظ کے بغیر روایت وہی صحیح ہے۔ جس کی صحت پر چند اصول دلالت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ زائد کلمات (جو قبیح ہیں) والی روایت بھی امام محمد باقر سے مروی ہے۔ اور زائد کے بغیر والی روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ لہذا ترجیح اسی روایت کے الفاظ کو ہوگی۔ جس میں یہ قبیح لفظ موجود نہیں ہیں۔

۲۔ الفاظ قبیحہ والی روایت سند کے اعتبار سے مقطوع اور متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ یعنی ان معتبر روایات کے خلاف ہے۔ جن میں یہ قبیح الفاظ نہیں۔

۳۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الزواجر عن اقتراف الکبائر ص ۲۸ اور الامام ابن عابدین شامی نے روائع الآثار جلد ۳ ص ۴۴ باب المرتد میں ایک ضابطہ نقل کیا ہے۔

اِذَا اخْتَلَفَتْ كَلَامُ الْاِمَامِ فَيُؤَخَذُ بِمَا يُوَافِقُ الْاَدِلَّةَ الظَّاهِرَةَ وَيُعْرَضُ عَنْ مَا خَالَفَهَا جَبَّ كَلَامُ الْاِمَامِ كَلَامُ مُتَخَلِّفٍ

ہو۔ تو اسے لے لیا جائے گا۔ جو ظاہری دلائل کے موافق ہو۔ اور اس کے خلاف کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس ضابطہ کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و دیانت اور عدالت کے پیش نظر وہی روایت معمول ہوگی۔ جہاں قبیح کلام سے صاف ہے۔

۴۔ علی بن محمد بن عراق کنانی نے "تفسیر بہتہ الشریعۃ المرفوعہ" میں کسی روایت کے بے اصل ہونے کا ایک قرینہ یہ ذکر کیا ہے۔

### تاریخۃ الشریعۃ المرفوعۃ:

وَمِنْهَا هَرِئِي فِي الْمَرْوِيِّ كَمِنْهَا لَفَتِهِ مُقْتَضَى الْعَقْلِ بِحَيْثُ لَا يَقْبَلُ التَّأْوِيلَ وَيُلْتَعَقُ بِهِ مَا يَدَّ كَعَهُ الْحَسُّ وَالْمُشَاهَدَةُ أَوْ الْعَادَةُ وَكَمِنْهَا خَارِجُهُ لِذَلِكَ الْكِتَابِ الْقَطْعِيَّةُ أَوْ السَّنَةُ الْمُتَوَاتِرَةُ أَوْ الْجَمَاعِ الْقَطْعِيَّةُ۔ (ص ۶ طبع مصری)

ترجمہ: ایک قرینہ یہ ہے۔ کہ وہ روایت مقتضی العقل کے خلاف ہو یعنی وہ تاویل کی گنجائش نہ رکھے۔ اور اسی قرینہ کے قریب یہ بھی ہے۔ کہ ایسی روایت جسے جس مشاہدہ یا عادت قبول نہ کرتی ہو۔ اور اسی طرح ایسی روایت جو کتاب قطعی، سنت متواترہ یا اجماع قطعی کی دلالت کے متافی ہو۔ (ایسی روایات بے اصل ہوتی ہیں۔)

۵۔ چونکہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مرویات میں بقول اہل تشیع کثرت سے تخلیط ہو چکی۔ لہذا یہ زائد کلام بھی کسی راوی کی ملائی ہوئی ہے۔ درجہ کثیف ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع جدید طہران ص ۱۹۵ پر یہ الفاظ ہیں۔

### رجال کشی:

عن الصادق عليه السلام أَنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مَنَارَ جَلٍّ يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَعَنْهُ أَنَّ الْمُخَيْرَةَ بَنَ سَعِيدَ بْنَ قُتَيْبَةَ كَتَبَ اصْحَابُ ابْنِ أَحَادِيثَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا ابْنِي فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَقْبَلُوا عَلَيْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا۔ رجال کشی ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع

جدید طہران (۱۹۵) ۱۱۱۱ المخیرہ بن سعید



ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم ان میں سے ہر ایک امام کے لیے ایک ایسا شخص ہوا ہے جس نے ہم پر چھوٹ باندھا۔ اور یہی امام فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن معبد نے میرے والد کے اصحاب کی کتابوں میں کچھ احادیث داخل کر دیں جو میرے باپ نے کبھی بیان نہیں کیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہم سے ایسی کوئی روایت قبول نہ کرو جو ہمارے رب کے قول یا ہمارے رسول کی سنت کے خلاف ہو۔

ہماری اس تحقیق کے پیش نظر بات محل کرمانے آجائے گی کہ سید ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر حال ہوا لیکن درمیان میں پنڈلی وغیرہ کی زیادتی اصل روایت میں نہیں۔ یہ نکاح مختلف کتب میں اتنے طرق سے مذکور ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے کہ رشتہ کے طلب کرنے کے بعد علی المرتضیٰ نے عمر فاروق سے کہا کہ میں حسنین سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ

ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔

ذخائر عقیبی فی مناقب ذوالقربی؛

آخر حجة ابن السمان وعن واقد بن محمد بن عبد الله بن عمر عن بعض أهله قال خطب عمر بن الخطاب إلى علي بن أبي طالب

ابنتك ام كلثوم وأمها فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي إن علي أمير أرحم مني استأذنتهم فأتى ولد فاطمة فذكر ذلك لهم فقالوا إن رغبة فداها أم كلثوم وهي يومئذ صديقة فقال لها انطليقي إلى أمير المؤمنين فقول له إن أبي يقرئك السلام ويقول لك قد قضيت حاجتك التي طابقت فأخذها عمر فوضعتها إليه فقال لي خطبتكها إلى أبيها فزوجنيها قيل يا أمير المؤمنين ما كنت تريد إليها إنما صديقة صغيرة قال إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لكل سبب ونسب ينتطع يوم القيامة إلا سببي ونسبي فأردت أن يكون بيئي وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم سبب وصنوبر خريجه الأهلاني وخرج ابن سمان معناه ولفظه مختصراً أن عمر قال لعلي إني أحب أن يكون عندی عضو من أعضائه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي ما عندی إلا ام کلثوم وهي صغیرة فقال إن تمسککیر فقال إن لها - امیر من مبعی قال نعم فرجع علی إلى أهله وقعد عمر ينتظر ما يرد عليه



فَقَالَ عَلَىٰ أَذْهَمًا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَاءَاكَ لَكَ  
فَقَعَدَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ  
قَالَ لَهْمَا إِنَّ عُمَرَ قَدْ خُطِبَ إِلَيَّ أُنْعِمَ كَمَا قُتِلَتْ  
لَهُ إِنَّ لَهَا مَعِيَ أَمِيرَيْنِ وَرَاقِي كَرِهْتُ أَنْ أَرْجِعَهَا  
إِيَّاهُ حَتَّىٰ أَوَامِرُكُمْ فَسَكَتَ الْحُسَيْنُ وَتَكَلَّمَ  
الْحَسَنُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا  
أَبَتَاهُ مَنْ بَعَثَ عُمَرَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّىٰ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ ثُمَّ رَفَعَ  
الْخِلَافَةَ فَعَدَلَ قَالَ صَدَقْتَ يَا بَنِي وَلَكِنْ  
كَرِهْتُ أَنْ أَقْطَعَ أَمْرًا دُونَ كَمَا

(۱- ذخائر عقبی الفصل الثامن ذکروا من ام کلثوم ص ۱۷۹ تا ۱۸۰)  
مطبوعہ بیروت (۲- تاریخ خمیس جلد ۵ ص ۲۸۵  
ذکر اولاد علی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر اپنے کسی گھروالے سے بیان کرتے ہیں۔  
کہ جب عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم  
بنت فاطمہ الزہراء کا رشتہ طلب کیا۔ تو علی المرتضیٰ نے کہا کہ میں  
کچھ امر اسے مشورہ کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد یہ فاطمہ  
کے دونوں صاحبزادے ہوئے گئے۔ اُن سے ساری باتیں  
کہہ دی گئیں وہ بوسے یہ شادی کر دیجیے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
ام کلثوم کو بلایا۔ وہ اس وقت بچی تھیں۔ اور فرمایا۔ امیر المؤمنین  
عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ اور کہنا میرے ابا جان آپ کا سلام

کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تمہاری حاجت مطلوبہ میں نے پوری کر دی ہے۔ میں  
کہ حضرت عمر نے ام کلثوم کنگے لگایا۔ اور کہا کہ میں نے ام کلثوم کا رشتہ  
مانگا تھا۔ تو انہوں نے اُسے میرے نکاح میں دے دیا۔ پوچھا گیا اے  
امیر المؤمنین! وہ بچی تھیں۔ تمہیں اس سے کیا مطلب تھا؟ فرمایا میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا ہر حسب و نسب قیامت  
کے دن ختم ہو جائے گا۔ صرف میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔  
میں نے چاہا کہ میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان  
حسب اور دامادی کا رشتہ قائم ہو جائے۔ یہ روایت دو لابی  
نے بیان کی۔ اور ابن سہمان نے بھی اسی کی ہم معنی روایت بیان  
کی۔ لیکن وہ مختصر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے علی المرتضیٰ  
سے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
جسم کا کوئی ٹکڑا آجائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے  
پاس تو صرف ام کلثوم ہے۔ اور وہ ابھی بچی ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے  
دو امیر اور بھی ہیں۔ عمر بن الخطاب نے کہا ٹھیک ہے اُن سے مشورہ  
کر لیا جائے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ اور عمر بن الخطاب  
انتظار میں بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ حسن و حسین کو علی المرتضیٰ  
نے بلوایا۔ وہ اُسے۔ اپنے سامنے بٹھایا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد  
ان سے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطاب نے تمہاری بہن کا رشتہ طلب کیا  
میں نے انہیں کہا کہ اس کے دو امیر اور بھی ہیں۔ میں نے تم دونوں  
سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دینا اچھا نہ سمجھا۔ اب تم بتاؤ کیا طے  
ہے۔ امام حسین تو خاموش رہے۔ اور امام حسن بوسے۔ اللہ کی حمد و ثنا



کے بعد کہا۔ ابا جان! حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔  
آپ دنیا سے پردہ فرما گئے لیکن وہ عمر پر راضی ہی تھے۔ پھر عمر بن الخطابؓ  
فلاقت پر فائز ہو گئے۔ اور خوب انصاف کیا۔ یہ سن کر علی المرتضیٰؓ نے  
کہا۔ بیٹا! تم نے سچ ہی کہا۔ لیکن میں تم دونوں کے بغیر اس کام کا فیصلہ کرنا  
اچھا نہ جانتا تھا۔

فاروق اعظمؓ کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم  
کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰؓ نے اپنے بھتیجے  
عون بن جعفر سے کیا۔

ذخائر عقیبی؛

قال ابن اسحاق حدثني والدي اسحاق بن  
يسار عن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب  
قال لما تايمت ام كلثوم بنت علي من عمر  
بن الخطاب دخل عليها حسن وحسين اخوها  
فقالا لها انك من عروفت سيدة نساء العالمين  
وبنت سيدتيهن وانك والله ان امكنت  
عليك من رمنك ليتك حنك بعض ايتامه وان  
اروت ان توصيني بنفسك مالا عظيمًا لتصنيه  
فوالله ما قاما حتى طلع علي رضي الله عنه

يكني علي عصاة فجلس فحمد الله وأثنى عليه ثم  
ذكر من أنتم من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قد  
عرفت وعرفت من أنتم من أنتم يا بني فاطمة و  
أقرتكم حندي على سائر ولدتي ومكانكم من  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وقرأ بكم من  
قالوا صدقت رحمك الله فجزاك الله عنا خيرًا  
فقال أي بئنة إن الله قد جعل أمرك بيدك  
فأنا أحب أن تجعله بيدي فقال أي أبت  
إني والله لا امرأة أرغب ما يرغب فيه النساء  
وأحب أن أصيب ما تصيب النساء من الدنيا  
فأنا أريد أن أنظر في أمر نفسي فقال لا والله  
يا بئنة ما هذا من رأيك ما هو إلا رأي هذين  
ثم قام فقال والله لا أحكم رجلاً منهم وتعلمين  
فأخذاً بيديه وقال لا تجلس يا أبت فوالله  
ما علي ما تجرتك من صابر إجماعاً أمرك بيدك  
قالت قد فعلت قال فإني قد رويك من  
عون ابن جعفر وإته لغلām ثم رجع إلى بيته  
فبعث إليها بأربعة آلاف درهم وبعث إلى  
ابن أخيه فادخلها عنده قال حسن فوالله  
ما سمعت بمثل عشي ومثاله منذ خلقها  
الله عز وجل (۱) ذخائر عقیبی باب اول فصل دوم ص ۱۰۷ (۲) تاریخ خیس جلد دوم ص ۱۰۷ (۳) تاریخ خیس جلد دوم ص ۱۰۷



**ترجمہ:** امام حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو ان کے دونوں بھائی حسن و حسین ان کے پاس تشریف لائے۔ اور دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ تم سیدہ النساء العالمین ہو۔ اور دنیا کی تمام عورتوں کی سردار کی بیٹی ہو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے اپنا معاملہ اپنے باپ علی المرتضیٰ کے سپرد کر دیا تو وہ اپنے بھائی جعفر شہید کے کسی بیٹے سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہو کہ زندگی و افرال و اسباب کے ساتھ گزرے۔ تو ایسا ہو سکتا ہے۔ بخدا! ابھی یہ دونوں بھائی وہاں سے اٹھے نہ تھے کہ ادھر سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عصا پر سہارا لگائے تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ام کلثوم! اور میرے دونوں صاحبزادو! تم اپنے مرتبے اور مقام کو بخوبی جانتے ہو۔ اے اولادِ فاطمہ! میں نے تمہیں اپنی بقیہ اولاد پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ تمہیں ایک خاص مرتبہ اور مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بارے میں خود مختار کیا ہے۔ تو میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اپنا اختیار خود ہی استعمال کرے۔ سیدہ ام کلثوم بولیں۔ ابا جان! میں ایک عورت ہونے کی وجہ سے وہی خواہش رکھتی ہوں جو دوسری عورتیں رکھتی ہیں۔ اور دیگر عورتوں کی طرح میں بھی چاہتی ہوں کہ دنیا کا کچھ سادو سامان مجھے بھی مل جائے۔ میں باعزت زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں۔

اور میں اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جو تم کہہ رہی ہو یہ صرف تمہاری ہی رائے نہیں۔ بلکہ تمہارے بھائی حسن و حسین کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ کہہ کر آپ اللہ کھڑے ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ میں تم میں سے کسی کے ساتھ گفتگو نہ کروں گا۔ ہاں اگر تو اپنا معاملہ اور اختیار میرے سپرد کر دے۔ یسّٰن کر سنیں کر مین نے آپ کی چادر بچڑی۔ اور کہا کہ ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے آپ تشریف رکھیں۔ پھر ان دونوں بھائیوں نے اپنی صہین ام کلثوم سے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ تم اپنا معاملہ ابا جان کے سپرد کر دو۔ جب ام کلثوم نے اپنا اختیار حضرت علی المرتضیٰ کو تفویض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرا عقد عون بن جعفر سے کر دیا ہے۔ عون ان دنوں خوب جوان تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کمر تشریف لے گئے۔ اور چار ہزار درہم آپ نے ام کلثوم کی طرف بھیجے۔ پھر اپنے بھتیجے عون بن جعفر کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ ایجاب و قبول کے بعد آپ نے ام کلثوم کو عون کے گھر بحیثیت بیوی روانہ کر دیا۔ امام حسن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم اور ان کے خاوند عون بن جعفر کے درمیان جو بیگانگت پیار و محبت میں نے دیکھی۔ کسی اور جوڑے میں ایسی سنسنے دیکھنے میں نہیں آئی۔



حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے  
وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر  
بن الخطاب کو تسلی دی

اسد الغابہ،

قَالَ اِنِّي مُقَارِفُكُمْ فَبَكَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ  
فَقَالَ لَهَا اَسْتَكْبِيْ فَاَلَوْ تَرَيْنِ مَا اُرَى لَمَّا بَكَيْتِ  
قَالَ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَاذَا تَرَى قَالَ  
هٰذِهِ الْمَلَائِكَةُ وَفُورُ وَالنَّبِيُّوْنَ وَ هٰذَا  
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيَقُوْلُ يَا عَلِيُّ ابْنُ سَيِّدِي  
فَمَا تَصِيْرُ اِلَيْهِ خَيْرٌ مِمَّا اَنْتَ فِيْهِ هٰذِهِ اُمُّ كُلْثُومٍ  
فِيْ اَبْنَةِ عَلِيٍّ زَوْجِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - (اسد الغابہ  
جلد چہارم ص ۳۱) (ذکر خلافتہ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا: میں تمہیں چھوڑے  
دنیا سے جا رہا ہوں۔ اس پر ام کلثوم پردے کے پیچھے سے  
رو پڑیں۔ آپ نے اسے فرمایا: چپ کر جا۔ اگر تجھے وہ کچھ نظر آتا  
جو میں دیکھ رہا ہوں۔ تو تجھے رونا نہ آتا۔ پوچھا اسے امیر المؤمنین!  
آپ کو کیا دکھائی دے رہا ہے؟ فرمایا: یہ فرشتوں کی جماعت

اور گروہ انبیاء کھڑا ہے۔ اور یہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرما رہے ہیں۔  
اے علی! کہیں غرش خبری ہو۔ جدھر تم جا رہے ہو وہ اس سے کہیں  
بہتر ہے جس میں اس سے پہلے تم تھے۔ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضیٰ  
کی صاحبزادی اور عمر بن الخطاب کی زوجہ تھیں۔

زید بن عمرو ان کی والدہ ام کلثوم کا انتقال ایک  
ہی وقت میں ہوا

الاصابة في تميز الصحابة:

قال ابن الوهب عن عبد الرحمن بن زيد بن  
اسلم عن ابيه عن جده شَوْحٍ عُمَرُ اُمِّ كُلْثُومٍ  
عَلَى مَهْرٍ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا وَقَالَ الرَّبِّيُّ وَلَدَتْ  
لِعُمَرَ ابْنِيْهِ زَيْدًا وَرَقِيْهَ وَمَاتَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ  
وَوَلَدَتْهَا فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ اَصِيْبَ رَيْدٌ فِيْ حَرْبٍ  
كَانَتْ بَيْنَ عَدِيٍّ فَخَرَجَ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ  
فَتَحَجَّهَ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَعْرِفُهُ فِي الظُّلْمَةِ فَعَاشَ  
اَيَّامًا وَكَانَتْ اُمُّهُ مَرِيْضَةً فَمَا تَرَا فِيْ كَيْفِهِمْ  
وَاحِدٌ - (الاصابة في تميز الصحابة جلد ۱ ص ۲۹۲)

ص ۲۹۲ (تفسیر ثانی ام کلثوم بنت علی حرف کاف)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت  
کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ام کلثوم سے چار ہزار درہم



حق مہر پر نکاح کیا۔ زیر کہتے ہیں۔ ام کلثوم سے ان کے ہاں دو بچے  
زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید ایک ہی دن فوت  
ہوئے۔ زید کو عدی قبیلہ کی لڑائی میں چوٹ آئی تھی۔ کیونکہ یہ ان میں  
صلح کرانے کے لیے جا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے اندھیرے میں  
لاٹھی کے ذریعہ ان کو زخمی کر دیا۔ کچھ دن زخمی حالت میں رہ کر انتقال کر گئے  
ان کی والدہ ام کلثوم بیمار تھیں۔ اور اتفاق سے دونوں کی فوتیگ  
ایک ہی دن ہوئی۔

### لمحہ فکریہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضور عربین  
الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے مختلف مراحل مختلف اسناد اور مختلف کتب  
کے حوالہ جات سے ہم نے پیش کیے۔ ذخائر عقبی کی روایت سیدہ ام کلثوم کی  
بیوگی اور اس کے بعد کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ اگر ان کا نکاح ثابت نہیں یا جھوٹا  
افسانہ ہے۔ تو پھر بیوگی کا اطلاق کیونکر درست ہوا۔ امام حسن و حسین کا اپنی ہمیشہ  
کو اور علی المرتضیٰ کا اپنی صاحبزادی کو یوہ ہو جانے پر مزید نکاح کرنے نہ کرنے  
کا اختیار ذکر کرنا، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان سے اختیار حاصل کر کے اپنے نتیجے  
سے ان کا نکاح کر دینا۔ حضرت عمر کے ہاں رہتے ہوئے ان کی ایک بیٹی اور ایک  
بیٹے کا جنم دینا اور پھر ان کا نام رقیہ اور زید بن عمر کتب میں مسطور ہونا، زید بن عمر  
اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی دن انتقال ہونا۔ عمر بن الخطاب کا چالیس ہزار روپے  
حق مہر مقرر کرنا یہ تمام واقعات و حقائق اس کی واضح تائید اور تصدیق کرتے  
ہیں۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب  
سے ہوا۔ اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ کتب سیرت کے بعد ہم اس موضوع

کے اثبات پر چند ایسے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ جو کتب تاریخ سے ہیں۔  
حوالہ ملاحظہ ہو۔

## کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت تاریخ طبری:

وَمَنْ وَجَّحَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ  
أُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَاصْدَقَهَا قَيْمًا قَيْلُ ابْنِ أَبِي عَيْنٍ الْفَافُولِ لَدَتْ لَهُ  
زَيْدًا وَرَقِيَّةً۔

(۱۔ تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۶)

(۲۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۵۴)

(۳۔ البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۱۳۹)

(۴۔ البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۳۲)

**ترجمہ:** حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثومؓ  
بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ سیدہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت  
فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عمر بن الخطاب کے عقد  
میں جانے کے بعد ام کلثوم سے دو بچے زید اور رقیہ نامی پیدا ہوئے۔  
تاریخ خمیس:

وَمَنْ وَجَّحَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ  
بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ إِنَّهُ رُحِيَ بِعَجْرِ فِي حَرْبٍ



بَيْنَ حَيَيْنَ خَمَاتٍ وَلَا عَقَبَ لَهُ وَيَقَالُ إِنَّهُ مَاتَ  
هُوَ وَأُمُّهُ أُمُّ كَلْثُومٍ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَلَعَنَ  
بِرِثٍ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرِ وَصَلَّى عَلَيْهِمَا عِبْدُ اللَّهِ  
بْنُ عُمَرَ فَقَدِمَ زَيْدٌ عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ فُجِّرَتْ السَّنَةُ  
بِذَلِكَ فَكَانَ فِيهِمَا حُكْمَانِ - (تاریخ خمیس جلد ۱)

(ص ۲۵۱)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ الزہراء کی اولاد  
میں سے ایک ام کلثوم تھیں۔ اور زید اکبر ان کے صاحبزادے تھے۔ بیان  
کیا گیا ہے۔ کہ زید مذکورہ کو دو قبیلوں کے درمیان لڑائی میں کسی نے پتھر  
مارا۔ اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے  
کہ یہ اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا۔ اس لیے  
ان دونوں میں ایک دوسرے کی وراثت تقسیم نہ ہوئی۔ ان دونوں  
دام بیٹے کی نماز جنازہ حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے پڑھائی  
نماز جنازہ کے وقت زید کی میت امام کے قریب اور اس کے بعد  
قبلہ کی طرف ان کی والدہ ام کلثوم کا جسد اطہر رکھا گیا۔ اس کے بعد دو اکلٹے  
ایسے جنازوں کا بھی طریقہ نماز چلا کر رہا ہے۔ گویا اس واقعہ میں دو حکم  
شرعی موجود ہیں۔

لمحہ فکریہ:

ان تاریخی حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مورخین نے جہاں حضرت علی المرتضیٰ  
رضی اللہ عنہ یا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا تذکرہ کیا، وہاں ام کلثوم نامی  
ایک عورت کا تذکرہ بھی کیا۔ اسے شیعی سنی سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ”محدث“ صاحب

بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ام کلثوم نامی ایک صاحبزادی علی المرتضیٰ کی سیدہ فاطمہ کے بطن سے  
تھیں۔ دوسری بات مورخین نے بالاتفاق یہ بھی ذکر کی۔ کہ اس ام کلثوم کا نکاح عمر بن  
الخطاب سے ہوا۔ یا اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہیں۔ کہ تاریخی دانوں نے  
جہاں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا تذکرہ کیا۔ ان میں ام کلثوم  
کا بھی لازماً ذکر کیا۔ اور میری بات جہاں کہیں ان لوگوں نے حضرت عمر بن الخطاب  
رضی اللہ عنہ یا ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کی اولاد کا ذکر کیا۔ وہاں زید اور رقیہ دونوں  
کا تذکرہ بھی کیا۔ اب چند حوالہ جات ان کتابوں سے بھی ملاحظہ ہو جائیں۔ جو ”انساب“  
سے بحث کرتی ہیں۔

## کتاب انساب سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت انساب القرشیین:

ابن ابی طالب قال هشام بن عمار (۲۰۰) فاطمة  
ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم  
تَزَوَّجَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاصْدَقَهَا  
أَرْبَعِينَ أَلْفًا وَكَدَّتْ لَهُ زَيْدُ بْنُ عُمَرَ  
الْكُظَيْبِيُّ وَرَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ تَزَوَّجَهَا  
بَعْدَهُ ابْنُ عَمَلٍ مَعْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ (۲۰۱) ابْنُ ابِي  
طَالِبٍ فَتَوَفَّى عَنْهَا تَزَوَّجَهَا عَوْفُ بْنُ  
جَعْفَرٍ فَقَتِلَ عَنْهَا تَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ جَعْفَرٍ فَمَا تَمَّتْ عِنْدَهُ وَتَوَفِّيَتْ هُوَ  
وَأَبْنَاهُ زَيْدُ بْنُ عُمَرَ فِي كَيْفٍ وَاحِدٍ وَلْتَفَتَ



صَارَ خَتَانٍ عَلَيْهِمَا فَلَمْ يَذَرِ (۲۰۳) أَيُّهُمَا مَاتَ  
أَوَّلًا وَصَلَّى عَلَيْهِمَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ مَاتَ الْعُسَيْنُ  
بْنَ عَلِيٍّ فَكَانَتْ فِيهِمَا سَدَّتَانِ لَمْ يَذَرِ شَ  
أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَقَدْ مَاتَ زَيْدٌ قَبْلَ  
امہ مصابی علی الامام۔

را انساب القور شیین لا بن قد امہ صلا ام کلثوم بنت علی  
قرجمہ: ابن ابی طالب کہتا ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے  
اس نے کہا کہ ام کلثوم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ہے۔ ان سے عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ اور چالیس  
ہزار درہم حق مہر مقرر کیا۔ اور زید اکبر و رقیہ دو بچے ان کے ہاں پیدا  
ہوئے۔ عمر بن الخطاب کے انتقال کے بعد اپنے چچا زاد بھائی  
محمد بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ان کی فویدگی کے بعد  
عون بن جعفر سے نکاح کیا۔ ان کے قتل ہو جانے کے بعد عبد اللہ  
بن جعفر سے نکاح کیا۔ اور ان کی زوجیت میں انتقال کر گئیں۔ یہ اور ان  
کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی دن فوت ہوئے۔ رونے والے دونوں  
پر اکٹھا روئے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ ان میں سے پہلے انتقال کس کا ہوا  
ان کی نماز جنازہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے پڑھا کی۔ امام حسین نے انہیں  
نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تھا۔ اس واقعہ میں دو سٹکے واضح تھے  
ایک یہ کہ اگر دو وارث موارث اکٹھے انتقال کر جائیں۔ تو ان میں سے  
کسی کو وراثت نہیں ملتی۔ اور دوسرا یہ کہ مرد و عورت کی اکٹھی نماز جنازہ  
پڑھاتے وقت مرد و ام کے ساتھ متصل ہونا چاہیے۔ اور عورت اس

کے بعد قبلہ کی طرف ہونی چاہیے۔ زید جاب امام میں مقدم تھے ان کی والدہ  
جاب قبلہ زید سے آگے تھیں۔

### جمہرۃ انساب العرب:

وَمِنْ زَوْجِ أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِنْتُ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرٍاءُ الْخَطَّابِ  
قَوْلُهُ لَهَا زَيْدٌ الْعُرَيْقِيُّ وَرَقِيَّةٌ ثُمَّ خَلَفَتْ  
عَلَيْهَا بَعْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَوْنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ  
أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَتْ عَلَيْهَا بَعْدَهُ مُحَمَّدٌ بْنُ جَعْفَرِ  
بْنَ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَتْ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ طَلَّاقِهِ لِأَخْتِهَا  
زَيْنَبَ - جمہرۃ انساب العرب ص ۲۱۶ لا بن حزم

اندلسی۔ وهو لاء ولد امیر المؤمنین

قرجمہ: سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم بنت  
علی المرتضیٰ کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ ان سے  
زید لڑکا پیدا ہوا۔ جو بے اولاد رہا۔ اور ایک لڑکی رقیہ نامی پیدا ہوئی۔  
حضرت عمر کے انتقال کے بعد یہ ام کلثوم عون بن جعفر بن ابی طالب  
کے عقد میں آئیں۔ پھر ان کے انتقال کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب  
سے شادی کی۔ اور ان کے وصال کے بعد عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب  
نے ان سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے یہ نکاح کرنے سے قبل ان کی  
بھین زینب کو طلاق دے دی تھی۔



### نسب قریش:

رَبِيبُ بِنْتُ عَلِيٍّ الْكُبْرَى وَلَدَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

(۳) اُمُّ كُلثُومٍ الْكُبْرَى وَلَدَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأُمُّهُ قَاطِمَةُ بِنْتُ السَّيِّ مَلِكِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(کتاب نسب قریش ص ۴۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں میں سے بوسیدہ فاطمہ الزہراء کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں ایک کا نام زینب کبریٰ تھا۔ جن کی شادی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ دوسری صاحبزادی ام کلثوم کبریٰ تھیں۔ ان کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا۔ اور اولاد بھی ہوئی

### کتاب المحبّر:

وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا عَوْنٌ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - (کتاب المحبّر ص ۵۶)

ذکر اصہار علی

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھیں۔ حضرت عمر کے انتقال کے بعد یحییٰ بن پھر محمد، پھر عبداللہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہ تینوں، جعفر بن ابیطالب کے صاحبزادے ہیں۔

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت

عِنْدَهُ رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتُ حَفْصَةَ لَا بَيْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ أُمِّ كُلثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ.

کتاب النسب الاشراف (البلاذری) جلد اول ص ۴۲۸

ترجمہ: ابراہیم بن نعیم النخام العدوی کے گھر رقیہ بنت عمر بن الخطاب تھیں۔ یہ رقیہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بھین ہیں۔ لیکن ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ ہے۔

### کتاب المحبّر:

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت عِنْدَهُ رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتُ أُمِّ كُلثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ - (کتاب المحبّر ص ۵۲ تا ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب کی صاحبزادی جوام کلثوم سے تھیں۔ یعنی سیدہ رقیہ بنت عمر کا نکاح ابراہیم بن نعیم النخام العدوی سے ہوا تھا۔

†



## بیان ثانی

محمود ہزاروی کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کاذبہ  
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا  
کفو نہیں

محمود ہزاروی نے مذکورہ مسئلہ کی اپنے نظریہ کے مطابق تائید پر ایک استدلال  
پیش کیا ہے۔ ہم اس کو حیلہ کاذبہ کا نام دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر بن  
الخطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ ام کلثوم سے نکاح اس لیے نہیں ہو سکتا کہ نکاح  
میں زوجین کا کفو ایک ہونا شرط ہے۔ ان دونوں کا جب کفو ایک نہیں۔ تو نکاح  
سرے سے باطل ہوا۔ ہزاروی کی عبارت درج ذیل ہے۔

### شرافت سادات

علاوہ اس کے وہ سیدہ ہیں۔ کوئی غیر سیدہ اولاد رسول کا کفو نہیں۔ اور غیر  
کفو سے نکاح روایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ مذہب حنفی پر باطل ہے کہ  
ما جت فصیح نہیں سرے سے منعقد نہیں ہوتا۔ وروی الحسن  
عن الامام بطلانہ بلا کفو (متنوں) غیر کفو سے عقد باطل  
ہے۔ ودر مختار میں ہے۔ ویجفی فی غیر الکفو بعدہم  
جوازہ اصلا و هو المختار للفتویٰ لفساذا الزمان  
سادات حسنی حینی اولاد رسول کے خصوصیات اور منافا و فاضل مالہ  
قطعیہ جن میں کوئی غیر سیدہ عرب و عجم میں ان کا ہم سر وہم کفو اور شریک

و مماثل نہیں۔ سب ذیل ہیں۔

۱۔ سادات حسنی حینی شرعا اولاد رسول ہیں کسی غیر سیدہ کو فیض و شرف نہیں۔ لہذا  
کفو نہیں۔ (شرافت سادات ص ۴)

### جامع الخیرات:

عزیز ہر چار مذہب اسلام اہل سنت و جماعت میں سیدہ حسنیہ حسینیہ  
کے ساتھ کسی غیر سیدہ شخص کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور عرب و عجم اور دنیا کے  
اسلام میں اس پر فتوے عمل ہے۔ لا ینعقد اصلا و راسا سرے  
سے منعقد ہی نہیں ہوتا بالکل ناجائز چاہے وہ غیر سیدہ عالم ہو یا ولی متقی  
ہو یا بزرگ یا بادشاہ امیر ہو یا نواب راجہ ہو یا معزز ضرعی ہو یا عجمی یا قریشی  
ہاشمی، عباسی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی غیر فاطمی صاحب دولت  
و جاہ و جمال والا کسی بھی غیر سیدہ شخص سے سیدہ حسنیہ حسینیہ کا عقد نکاح  
بنا بر روایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ سرے سے منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔  
اور جو وہ سو برس سے مسلمان عالم کا اعتقادی عملی اجماع منعقد ہے۔

(جامع الخیرات ص ۲۵۵)

### خلاصہ حیلہ کاذبہ

نکاح میں چونکہ کفو شرط ہے۔ اور یہ شرط عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور  
سیدہ ام کلثوم میں مفقود ہے۔ کیونکہ سیدہ کا کفو ہاشمی، قریشی وغیرہ غیر سیدہ نہیں۔ اور  
آج تک ایسے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر تمام امت کا اتفاق علمی و اعتقادی  
ہے۔ لہذا ان دونوں کا نکاح سرے سے باطل ہے۔ تو جو لوگ اسے ثابت کرتے  
ہیں۔ وہ ناجائز کو جائز قرار دینے والے ہیں۔



## جواب اول:

محدث ہزاروی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے حضرت عمرؓ بن الخطابؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کے مابین منعقدہ نکاح کو غلط اور باطل قرار دیا جائے۔ اسی مقصد کو ثابت کرنے کے لیے درمختار کی عبارت پیش کی گئی۔ لیکن درمختار کی عبارت کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہاں سیدہ اور غیر سیدہ کے مابین نکاح کے جواز و عدم جواز کی بات ہو رہی ہے اور وہاں مطلق کفر کا ذکر ہے۔ درمختار کی عبارت کا اصل مقصد اور مفہوم محدث ہزاروی نے بیان کر کے یا اسے چھپا کر ایک قسم کی بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ صاحب درمختار بیان یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفر میں نکاح کرے۔ تو کیا ولی کو اس نکاح کے فسخ یا عدم فسخ کا اختیار ہے؟ اس میں علماء احناف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایسا نکاح ہوتا ہی نہیں۔ لہذا فسخ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور بعض اس کے انعقاد کو تسلیم کر کے ولی کو اختیار فسخ کا قول کرتے ہیں۔ درمختار کی مکمل عبارت یوں ہے۔

## در مختار:

وَ (يُفْتَى) فِي خَيْرِ الْكُفْرِ بِعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا وَهُوَ مُخْتَارٌ لِنَفْتَوَى (لِقَاءِ الزَّمَانِ) فَلَا تَحِلُّ لِمُطْلَقَةٍ فَلَا نَا نَكَحْتُ غَيْرَ كُفْرٍ بِلَا رِضَاءٍ وَلِيٍّ بَعْدَ عَرَفَةِ آيَةٍ فَلْيُحْفَظْ - (در مختار جلد سوم ص ۵۶ - ۵۷)

مطبوعہ مصر باب الولی

ترجمہ: غیر کفر میں نکاح کے اصلاً عدم جواز پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اور فتویٰ کے لیے یہی مختار ہے۔ کیونکہ فسادِ زمانہ اس کی علت ہے

لہذا تین طلاقیں پانے والی کوئی عورت اپنے لیے یہ جائز سمجھے کہ ولی رضامندی کے بغیر غیر کفر میں نکاح کرے۔ جبکہ ولی کو اس کے بغیر کفر میں نکاح کرنے کا علم ہو۔ اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

## توضیح:

صاحب درمختار نے غیر کفر میں نکاح اصلاً ناجائز بتانے کے لیے ایک شرط لگائی۔ یعنی یہ کہ ایسا کرنے سے ولی راضی نہ ہو۔ اور محدث ہزاروی اس شرط کو اسے ہضم کر گیا۔ درمختار پر حاشیہ رد المختار نے اس کی توضیح یوں کی ہے۔

## رد المختار:

(قَوْلُهُ يَعْدَمُ جَوَازُهُ أَصْلًا) هَذِهِ رِوَايَةُ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ وَهَذَا إِذَا أَحَانَ لَهَا وَلِيُّهَا لَمْ يَرْضَ بِهِ قَبْلَ الْعَقْدِ فَلَا يَفِيضُ الرِّضَاءُ بَعْدَهُ دِيْعَمٍ وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلِيٌّ فَهُوَ صَحِيحٌ نَافِذٌ مُطْلَقًا إِنْفَاقًا كَمَا يَأْتِي لِأَنَّ وَجْهَ عَدَمِ الصَّحَةِ عَلَى هَذِهِ الرِّوَايَةِ دَفْعُ الضَّرَرِ عَنِ الْأَوْلِيَاءِ أَمَّا هِيَ فَقَدْ رَضِيَتْ بِاسْتِقْطَاعِ حَقِّهَا (فتح) قَوْلُهُ رُوَاهُ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى وَقَالَ شَمْسُ الْأُتَمَةِ وَهَذَا أَقْرَبُ إِلَى التَّوَحُّتِيَا ط:

رد المختار جلد سوم ص ۵۷ مطبوعہ مصر

ترجمہ: غیر کفر میں اصلاً عدم جواز کا قول یہ امام اعظم سے امام حسن کی روایت ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو گا جب عورت کا ولی موجود ہو۔ اور اس کے نکاح کرنے سے قبل اس کی ناراضگی واضح ہو۔ لہذا نکاح



کے بعد اس کی رضامندی مفید نہ ہوگی۔ اور اگر اس عورت کا ولی ہی موجود نہیں۔  
تو پھر اس کا نکاح صحیح ہے۔ نافذ الطلاق ہو گا۔ اور تین حق علیہ ہے جیسا کہ آگے  
آئے گا۔ کیونکہ اس رطائیت کے مطابق نکاح صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ تھی  
کہ ایسا کرنے سے ولی کو نقصان ہوتا ہے اور اس کا دلیع کرنا ضروری ہے  
لیکن خود عورت کہ میں نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو وہ اپنا حق  
ساقط کرنے پر راضی ہو گئی۔ شمس الامم نے کہا کہ منتہی الفتوی قول میں اعتیاد  
کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

قارئین کرام! اور منتہی اور اس کے ماثر رد المختار کی عبارت سے واضح ہوا کہ اگر  
کسی عورت کا ولی غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو۔ یا اس عورت کا کوئی ولی ہی  
نہیں جسے غیر کفو میں نکاح کرنے سے ناراضگی کا احتمال ہو۔ تو ان دونوں صورتوں  
میں غیر کفو میں نکاح صحیح علی الاطلاق اور بالاتفاق نافذ ہو گا۔ مگر محدث ہزاروی اس  
متفقہ مسئلہ کو گول کر گیا۔ اور پھر کمال ڈھٹائی سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار کا آدھا  
حوالہ نقل کر کے اپنی حنفیت کی چادر اتار بیٹھیں۔ مختصر یہ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا  
حضرت عمر بن الخطاب سے نکاح باطل تب ہوتا۔ کہ اس نکاح پر ولی راضی نہ  
ہوئے۔ اور پھر یہ ان کا غیر کفو میں از خود نکاح کرنا متعین ہوتا۔ خدا کی قدرت اس  
نکاح میں یہ دونوں مفقود ہیں۔ یعنی کفو بھی موجود ہے اور ولی کی رضامندی بھی ساتھ ہے  
اور پھر ایسے نکاح کو باطل محض قرار دینا خود باطل محض ہے۔

### جواب دوم:

محدث ہزاروی نے کفو اور غیر کفو میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ کسی سیدہ کا کفو قریشی  
باشمی اور علوی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ احناف  
کی کئی کتاب میں یہ دکھادیں کہ سیدہ زادی حتی حبشیہ یا قریشی یا ہاشمی سے نکاح

نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا کفو ایک نہیں۔ تو ہم بیس ہزار روپے سکے رائج الوقت  
بطور انعام پیش کریں گے۔ اور محدث ہزاروی کا مسلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اس ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ جس میں آپ نے قریش کو باہم کفو قرار دیا ہے۔  
کتب احناف سے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

### بحر الرائق:

ثُمَّ الْقُرَشِيَّانِ مِنْ جَمْعِهِمَا آتٍ هُوَ النَّضْرُ بِلِجْ  
كَثَانَةٍ فَمَنْ دُونَهُ وَمَنْ لَمْ يُسَبِّ إِلَّا لِأَبِ فَوَقَّهْ  
فَلَمْ يَحْرِجْ خَيْرَ قُرَشِيٍّ وَ النَّضْرُ هُوَ الْحَبْدُ الثَّانِي  
عَشَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ مُحَمَّدُ  
بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ بْنِ  
قُصَيٍّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبِ  
بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.....  
إِقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ فِي كَسْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدَنَانَ وَالْأَجْمَةِ الْأَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَشٍ لَا نُسَا  
بِهِمْ إِلَى النَّضْرِ فَمَنْ دُونَهُ وَلَيْسَ فِيهِمْ هَاشِمِيٌّ  
إِلَّا عَلَى رَضَى اللَّهِ عَنْهُ فَلَا الْحَبْدَ الْأَوَّلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمَطْلَبِ  
فَقَوْمٌ مِنْ آوَلَادِ هَاشِمٍ وَأَمَّا الْبُخَارِيُّ الصَّدِّيقُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْمَعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَبْدِ الثَّانِي وَهُوَ مَرَّةَ فَإِنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ







”قریش کفار“ کا مطلب بھی یہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ہاشمی عورت  
بھی قریشی غیر ہاشمی سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو اس کا نکاح رد نہیں ہوگا۔  
اور اگر کسی عربی سے اس نے نکاح کیا۔ جو غیر قریشی ہو۔ تو اس کے  
اولیاء کو رد کرنے کا حق ہے۔ جیسا کہ کسی عربی عورت کا کسی عجمی سے  
نکاح کرنے پر امتیاز رد ہے۔ اس مسئلہ لال کی وجہ یہ ہے کہ سرکار  
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت عثمان  
سے کی تھی۔ حالانکہ جناب عثمان اموی ہیں ہاشمی نہیں۔ اور علی المرتضیٰ  
نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے کیا تھا۔ حالانکہ  
وہ عرووی ہیں ہاشمی نہیں۔

### البدائع والصنائع،

قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ  
أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ سِوَى بَنِي وَفِيلَةَ بِقَبِيلِهِ وَالْمَوَالِجُ  
بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ رَجُلٌ يَرْجُلُ لِأَنَّ التَّفَانَةَ  
وَالْتَعْيِيرَ يَقَعَانِ بِالْأَنْسَابِ فَتَلْعَقُ نَيْصَةَ بَدَنَاءِ  
الْأَسْبِ فَتُعَيِّرُ قَبِيلَهُ الْكَفَاءَةُ فَقُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ  
لِبَعْضٍ عَلَى اخْتِلَافٍ قَبَائِلُهُمْ حَتَّى يَكُونَ الْقُرَشِيُّ  
الَّذِي لَيْسَ بِهَا شَيْءٌ كَالْبَنِيِّ وَالْأَمْوِيُّ وَالْعَدَوِيُّ  
وَالْحَمُرِيُّ الْأَكْفَاءُ لِلْهَاشِمِيِّ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَقُرَيْشٌ تَشْتَبِلُ  
عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ  
بِالنِّصِّ وَلَا تَكُونُ الْعَرَبُ كَفَاءَ لِقُرَيْشٍ لِفُضَيْلَةَ قُرَيْشٍ

عَلَى سَائِرِ الْعَرَبِ وَلَيْدًا لَكَ اخْتَصَّتِ الْوَمَامَةُ بِهِمْ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمَامَةُ مِنْ قُرَيْشٍ  
بِخِلَافِ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ يَصْلَحُ كَفَاءً لِلْهَاشِمِيِّ وَإِنْ كَانَ  
لِلْهَاشِمِيِّ مِنْ فَضِيلَةٍ مَا لَيْسَ لِلْقُرَشِيِّ لَكِنَّ الشَّرْعَ  
أَسْقَطَ إِعْتِبَارَ ذَلِكَ الْفَضِيلَةِ فِي بَابِ النِّكَاحِ عَرَفْنَا  
ذَلِكَ بِفَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتِمَاعِ  
صَحَابَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنْ عُثْمَانَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَمْوِيًّا لَا هَاشِمِيًّا وَزَوَّجَ  
عَلِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنَتَهُ مِنْ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ  
يَكُنْ هَاشِمِيًّا بَلْ عَدَوِيًّا فَذَلِكَ أَنَّ الْكَفَاءَةَ فِي  
قُرَيْشٍ لَا تُخْتَصُّ بِبَطْنٍ دُونَ بَطْنٍ۔

(البدائع والصنائع جلد دوم ص ۳۱۹ باب الكفاءة  
مطبوعہ مصر)

ترجمہ: قریش ایک دوسرے کے اور عرب ایک دوسرے کے  
کفو ہیں۔ قبیلہ قبیلہ کا کفو ہے۔ موالیہ ایک دوسرے کے کفو  
ہیں۔ کیونکہ وجہ نفوذ اور باعث شرم صرف نسب ہوتا ہے۔ لہذا نسب  
کے ادنیٰ ہونے کی صورت میں نقص تصور ہوتا ہے۔ قریش ہاشمی  
مختلف قبائل ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ یہاں تک کہ وہ  
قریشی جو ہاشمی نہیں جیسا کہ تمیمی اموی اور عرووی وغیرہ ہاشمی کا کفو ہیں کیونکہ  
خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اور قریش



میں بنی ہاشم بھی شامل ہیں۔ اور عرب ایک دوسرے کے بالنص کفود ہیں۔ عرب قریش کا کفود نہیں ہو سکتے۔ اس لیے قریش کو تمام عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تخصیص قریش کے لیے فرمائی۔ اور فرمایا۔ الا ائمة من قریش۔ بخلاف قریشی کے کہ یہ ہاشمی کا کفود ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہاشمی میں کچھ ایسی فضیلت ہے جو قریش میں نہیں۔ لیکن شریعت نے اس فضیلت کا اعتبار نکاح میں ساقط کر دیا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے ہوا۔ اور صحابہ کرام کے اجماع سے۔ کیونکہ مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی عثمان غنی سے کی تھی۔ حالانکہ وہ اموی تھے۔ ہاشمی تھے اور علی المرتضیٰ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی عمر بن الخطابؓ سے کی تھی۔ حالانکہ آپ بھی ہاشمی نہ تھے بلکہ مروی تھے کہ قریش میں باہم کفادت ایک بطن یا دوسرے بطن کے ساتھ متعلق نہیں

ملحد فکریہ:

تاریخ کرام: فقہ حنفی کی مشہور اور متداول کتب فتاویٰ کے حوالہ جات آپ نےلاحظہ کیے۔ جن میں اس امر کی مزاحمت کی گئی ہے۔ کہ قریش (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ کی اولاد ہیں۔) وہ سب ایک دوسرے کا کفود ہیں۔ ان میں ہاشمی، اموی، عدوی وغیرہ سبھی داخل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور آپ کے عمل شریف سے یہ کفادت ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل رہا ہے۔ لیکن محدث ہزاروی حسینی سید زادی کو قریش کا کفود نہیں ماننا اس طرح اس نے نہ صرف حنفیت بلکہ اجماع صحابہ اور علی و قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور بڑے دعوے سے کہا کہ حسینی حسینی سید

کی شادی کی غیر سید سے چاہے وہ کوئی ہو بالکل باطل ہے۔ اور اس بطلان پر عملی اور اعتقادی اجماع چلا آرہا ہے۔ کہاں یہ محدث ہزاروی کی بڑھا اور کہاں حقیقت حال تمام احناف نے قریش کے باہم کفود ہونے کی مثال وہ مشہور واقعہ پیش کیا جسے محدث ہزاروی باطل افسانہ کہہ رہا ہے۔ گویا اپنے فاسد نظریہ کا عملی اور اعتقادی اجماع کہا جا رہا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ خود اور اس کے چیلے چاٹے اس پر متفق ہوں۔ اور عمل بھی کرتے ہوں۔ لیکن احناف کا عملی اور اعتقادی اجماع یا صحابہ کرام کا اتفاق اس پر بالکل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر ہے۔ محدث ہزاروی نے جن عبارات کو اپنے مقصد کی تائید میں پیش کیا۔ ان میں کسی کے اندر مطلق کفود کی بات اور کسی میں دوسرے اعتبارات کے پیش نظر وہ عبارت بھی گئی۔ لیکن کمال چالاک سے ان عبارات کو اپنے مذموم نظریہ کے حق میں استعمال کیا۔ ہم ان عبارات کو من وعن نقل کر کے انہی کتابوں سے اس باطل نظریہ کی تردید پیش کرتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

رد المحتار:

وَالْخُلَفَاءُ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ  
رَقُولُهُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ أَشَارَ بِهِ إِلَى أَنَّهُ لَا تَفَاضُلَ  
فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْهَاشِمِيِّ وَالنَّوْفَلِيِّ وَالذَّيْنِيِّ وَالْعَدَوِيِّ  
وَعَدَوِيَّهُمْ وَلِهَذَا رَوَّجَ عَلَى وَهُوَ هَاشِمِيٌّ أُمَّ كُلُّهُمْ بَنَاتُ  
فَاطِمَةَ لَحْمَرٍ

وَهُوَ عَدَوِيٌّ... وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ كَمَا لَا يَتَعَبَّرُ  
التَّغَاوُتُ فِي قُرَيْشٍ حَتَّى أَنْ أَفْضَلَهُمْ بَنِي هَاشِمٍ أَكْفَاءُ  
لِغَيْرِهِمْ مِثْلَهُمْ رَدِّ الْمَحْتَارِ جلد سوم ۸۶۲۸۶ باب الکفائة



توجہ: چاروں خلفاء قریشی ہیں۔ اس کی تفصیل بحوالہ ائق میں ہے قولہ بعضہم  
اکفاء لبعض اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ قریش میں باہم کوئی تافضل  
نہیں۔ ہاشمی، نوفلی، تیمی، عدوی وغیرہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں  
اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ نے ہاشمی ہونے کے باوجود اپنی صاحبزادی  
ام کلثوم بنت فاطمہ الزہرا کا عقد عمر بن الخطاب سے کر دیا حالانکہ وہ  
عدوی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریش میں باہم تفاوت غیر معتبر ہے۔ حتیٰ کہ ان میں  
سے افضل ہاشمی کا دوسرا کوئی قریشی کفو ہے۔

### فتاویٰ رضویہ: سوال؛

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرم  
جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں۔
- ۱۔ ایک عورت ہے جو بی سید ہے۔ اس سے کسی شخص نے جو بی سید نہیں ہے  
نکاح کیا۔ تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں۔  
ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔
  - ۲۔ عورت بالغہ جو بی سید ہے باکرہ ہو یا ثیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو بی سید  
سید نہیں ہے۔ نکاح کرے تو جائز ہو گا یا نہیں۔
  - ۳۔ مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا۔ اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد  
اس سے پیدا ہوگی۔ وہ بی سید کہلائے گی یا نہیں۔

### الجواب؛

۱۔ ماشاء اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہیے۔ کہ  
بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی  
حضرت ام کلثومؑ کو بطن پاک حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے یں۔ عمر فاروقؓ کے

نکاح میں دیں۔ اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔ اور امیر المؤمنین عمرؓ بیا  
سادات سے نہیں۔

۲۔ سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے۔ تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے  
گا۔ اگرچہ سید نہ ہو۔ مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر  
غیر کفو سے بے اجازت صریح ولی نکاح کرے گی۔ تو نہ ہوگا۔ جیسے کسی  
شیخ انصاری یا مغل ٹیچان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

۳۔ جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
(فتاویٰ رضویہ جلد دوم باب الکفارة فی النکاح ص ۱۸۹ مسئلہ نمبر ۲)

### البنایۃ فی شرح الہدایہ؛

(كَقَرْنَيْنٍ يَعْصِمُهُمُ كَفَاءٌ يَنْقِصُ مِنْهُ) وَحَامِلُهُ أَنْ هَاتِمِيَا  
وعبد شمس والمطلب ونوفل قمر أولاد عبد  
مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب قال ربيعة أولاد  
جذر رسول الله صلى الله عليه وسلم وعثمان بن فؤاد  
أموي منسوب إلى أمية بن عبد شمس بن عبد مناف وأبو بكر  
رضي الله عنه ثيمي منسوب إلى تميم بن مرة بن كعب  
وعمر رضي الله عنه عدوي منسوب إلى عدی بن كعب بن لؤي  
بن غالب وهؤلاء سادات -

### (البنایۃ فی شرح الہدایہ جلد ۱ ص ۱۸۹ فصل فی الکفارة)

ترجمہ: قریش باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہاشمی،  
عبد شمس المطلب، نوفل یہ سب عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور عبد مناف  
بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے۔ لہذا چاروں خلفاء راشدین



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کی اولاد میں۔ عثمان رضی اللہ عنہ امیر بن عبدمن  
بن عبد مناف کی نسبت سے اموی کہلائے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
تیم بن مرثد بن کعب کی نسبت کی وجہ سے تمیمی کہلائے۔ اور عمر بن الخطاب  
رضی اللہ عنہ عدی بن کعب بن لوی بن غالب کی طرف منسوب ہونے  
کی وجہ سے عدوی ہیں۔ اور یہ سب سادات ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا کہ محدث ہزاروی نے جن حضرات اور ان کی تصانیف  
و فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ چونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور  
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مابین کفوہ نہیں۔ لہذا ان علماء اور ان کے فتاویٰ کی روشنی  
میں ان کا نکاح من گھڑت افسانہ ہے۔ ان حضرات اور ان کی کتب فتاویٰ نے صراحتاً  
یہ لکھا کہ قریش اور اموی، عدوی، تمیمی وغیرہ ایک دوسرے کے کفوہ ہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ  
خاندان بنی ہاشم کا اگرچہ دوسرے خاندانوں پر فضیلت ہے۔ لیکن نکاح کے معاملہ میں ان کی  
افضلیت کا اعتبار خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و ارشاد سے نہیں کیا گیا۔ اور  
ان تمام حضرات نے اس کی تائید میں بطور مثال سیدنا عمر بن الخطاب اور سیدہ ام کلثوم رضی  
اللہ عنہما کا نکاح پیش کیا۔ کہ یہاں فتاویٰ کا سہارا لے کر ان دونوں کے نکاح کو افسانہ ثابت  
کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی نکاح کو ان حضرات نے بطور نمونہ پیش کیا۔ درمختار  
اس کا شیعہ رد الفخار اور فتاویٰ رضویہ تمام نے مسئلہ کفوہ میں اس نکاح کو بیان کر کے  
گرد یا محدث ہزاروی کی رافضیت پر مہر ثبت کر دی۔ لہذا ان کی کتب کے حوالہ جات  
نے اس کا بنایا ہوا گھر تباہ کر دیا۔ ان کے علاوہ ابن حجر مکی کی تصنیف صواعق محرقة  
سے محدث ہزاروی نے اپنے مدعا پر استدلال کیا۔ وہ عبارت یوں تحریر کی  
گئی ہے۔



اور امام ابن حجر مکی صواعق محرقة مطبوعہ مصر ۱۲۵۹ھ میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسی  
خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ خلاصہ مطلب۔  
فلا یحافی شریفۃ ہاشمی غیر شریفین وقولہم ان بنی  
ہاشم والمطلب اکفار معملہ فیما عدا ہذہ الصورت  
کما بینتہ بمافیہ فی افتاء طویل مسطرفی الفتاوی  
یعنی پس شریفۃ یعنی سیدہ حسنیہ سیدہ العالمین کی بیٹی کا کوئی غیر سید ہرگز  
کفوہ نہیں ہے۔ بلکہ اور لڑکیا ہاشمی بھی کفوہ نہیں ہے۔ جبکہ سیدہ حسنیہ سیدہ  
ہو۔ اور فقہاء محدثین کا وہ قول کہ ہاشمی مطلبی باہم برابر ہیں کا عمل و مقام نکاح  
میں کفایت نہیں۔ بلکہ اس کے سوا دوسری صورتوں میں ہے مثلاً اخذ  
زکوٰۃ و صدقات وغیرہ میں برابر ہیں کہ ایک گوند قرابت نبویہ بنی ہاشم کو قریش  
اور غیر قریش سے زائد ہے۔ مگر سادات کے ساتھ ہم کفوہ نہیں۔

(جامع الخبیثات ص ۲۷۶ محمود ہزاروی)

جواب اول:

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ کی عبارت سے محدث ہزاروی نے جواب بنا غلط مسلک ثابت  
کرنے کی کوشش کی۔ عبارت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ ابن حجر مکی نے شریفۃ  
ہاشمی کہا جس کا معنی کوئی ہاشمی عورت ہے۔ لیکن حسنیہ سیدہ مراد لینا راجل



نبی ہاشم کو اولاد خاتون جنت میں مقید کر دینا ہے۔ اور ابن حجر مکی کا یہ ارادہ قطعاً نہیں ہے۔  
 علاوہ ازیں ابن حجر مکی کا حوالہ خود محدث ہزاروی کو بایں وجہ بھی مفید نہیں کہ وہ اپنے  
 آپ کو حنفی کہلاتا ہے۔ اس لیے کسی حنفی الشرب مجتہد یا مفتی کا قول پیش کرنا۔ یا کوئی  
 حدیث نبوی پیش کرنا لیکن ہم دعوائے سے کہتے ہیں کہ تمام فقہائے احناف کے  
 ارشادات میں ایک قول بھی وہ اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتا بصورت دیگر منہ مانگا  
 انعام دیا جائے گا۔ اگر اس قول کو مان بھی لیا جائے۔ کہ سیدہ حسنینہ کسی غیر سیدہ کا کفو  
 نہیں بنتی تو یہ قول حدیث صریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے کیونکہ نبی  
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش یعضہمرا کفأرا لبعضین۔ یعنی قریش بعض  
 بعض کے کفو ہیں جیسا کہ ابھی اس کی بحث تفصیل سے گزر چکی ہے۔ لہذا اس حدیث صریحہ کے  
 مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے کفو ہوئے کیونکہ دونوں  
 قریش میں داخل ہیں۔

### جواب دوقرہ:

یہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن پر محدث ہزاروی کو اعتماد ہے۔ اپنی اسی کتاب  
 میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما  
 کا باہم نکاح ہونا بیان کرتے ہیں۔ گویا جھوٹا افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

### صواعق محرقہ:

و فی رواية اخرجهما البيهقي والدارقطني بسند  
 رجاله من اكابر اهل بيت ان علياً عزله بناته  
 لعلى اخيه جعفر فلقية جعفر رضي الله تعالى عنهما  
 فقال له يا ابا الحسن انك مني ابنتك ام كلثوم بنت  
 فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال

قَدْ حَسُنَتْ لِي وَلَدِي أَخِي جَعْفَرُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ وَاللَّهِ  
 مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَنْ يَرُصُّدُ مِنْ حَسَنِ صَحْبَتِهَا مَا  
 أَرُصُّدُ فَأَنْكِحْنِي يَا أبا الحسن فَقَالَ قَدْ أَنْكِحْتُمَا  
 فَعَادَ عُمَرُ إِلَى مَجْلِسِهِ بِالرَّوَضَةِ مَجْلِسَ الْمُهَاجِرِينَ  
 وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ هَذِنُونِي قَالُوا بَلَى يَا أبا الحسن  
 قَالَ يَا مَعْ كَلِّمُونِي عَلَى وَاحِدٍ يَحْدِثُ أَنَّ  
 سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ صَبْرٍ  
 أَوْ سَبَبٍ أَوْ سَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا صَبْرِي  
 وَ سَبَبِي وَ كَسْبِي وَإِنَّهُ كَانَ لِي صُحْبَةٌ فَأَحْبَبْتُ  
 أَنْ يَكُونَ لِي مَحَلٌّ سَبَبٌ وَ يَهْدِي الْحَدِيثَ الرَّوَيْ  
 مِنْ طَرِيقِ أَهْلِ بَيْتِ يَزِيدَ أَدَا التَّعَجُّبِ مِنْ انْكَارِ  
 جَمَاعَةٍ مِنْ جَهْلَةِ أَهْلِ الْبَيْتِ فِي أَنْ مَنَّتَانِ زَوْجِ  
 عُمَرَ يَا مَعْ كَلِّمُونِي لَكِنْ لَا عَجَبَ لِي أَنْ أُولَئِكَ لَمْ يَخْلُطُوا  
 الْعُلَمَاءَ وَمَعَ ذَلِكَ اسْتَوَلَى عَلَى عَقُولِهِمْ جَهْلَةٌ  
 الرَّوَافِضُ فَأَدْخَلُوا فِيهَا ذَلِكَ فَقَلَّدَ وَهُوَ فِيهِ  
 وَمَا دَرَوْا أَنَّ عَلَيْهِ الْكَذِبَ وَ مَكَبَرَةَ لِلْحَسَنِ  
 إِذْ مِنْ مَارَسِ الْعُلَمَاءِ وَ طَالَعَ كَثِيرٌ الْأَخْيَارَ وَالسَّنَنَ  
 عَلَى غَلِي ضُرُورَةٍ أَنْ عَلَيَّازَ وَ جَهْلَاهُ وَإِنْ انْكَارَ ذَلِكَ  
 جَهْلٌ وَ عَمَاءٌ وَ مَكَبَرَةٌ لِلْحَسَنِ وَ خِيَالٌ فِي الْعَقْلِ  
 وَ فُسَادٌ فِي الدِّينِ وَ فِي رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ أَنَّ عُمَرَ  
 لَمَّا قَالَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



عليه وسلم سَبَبَ وَكَسَبَ قَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ زَوْجًا  
عَمَّا قَالَا هِيَ امْرَأَةٌ مِنَ النَّسَاءِ تَحْتَارُ لِنَفْسِهَا  
فَقَامَ عَلِيٌّ مُنْضَبِحًا مَسَكَ الْحَسَنُ ثَوْبَهُ وَقَالَ  
لَا صَبْرَ عَلَيَّ وَجَرَائِكَ يَا أَبَتَاهُ فَرَّوَجَاهُ

(صواعق محرقة ص ۵۶-۵۷) الفصل الاول فی الایا اور ذرۃ بیہم قریب فائزہ

ترجمہ: اکابر اہل سنت کی سند سے امام بیہقی اور واقفینی نے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کے لیے یہ طے کر لیا تھا کہ انہیں اپنے بھائی جعفر کی اولاد کے لیے رشتہ میں دیں گے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا۔ اے ابوالحسن! اپنی بیٹی ام کلثوم میرے نکاح میں دے دیں۔ جو سیّدہ خاتونِ جنت کی صاحبزادی ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمادیاں نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لیے زوجیت میں دینا طے کر لیا ہے۔ یقیناً کہ حضرت عمر بولے۔ خدا کی قسم! روئے زمین پر میرے بغیر کوئی دوسرا ایسا نہیں جو ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکے۔ لہذا آپ مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا۔ اچھا چلو میں نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب باغ میں بیٹھے انصار و مہاجرین کی طرف تشریف لائے اور فرمایا۔ مجھے مبارک باد دو۔ کہنے لگے۔ کس چیز کی تمہیں دین؟ فرمایا۔ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا سب حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے، مجھے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو حامل ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ حسب و نسب کا بھی تعلق ہو جائے۔ یہ حدیث پاک جہاں بیت کے طریق سے مروی ہے۔ ان جہلا کے تعجب کو اور بھی بڑھا دے گی۔ جو ہمارے زمانہ میں اہل بیت رسول ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ان جاہلوں کا علم اسے میل جول نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ پر جاہل رافضی سواریں۔ انہوں نے ان جاہلوں کے عقائد میں یہ بات بھی داخل کر دی۔ اور یہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ بات سراسر جھوٹ اور مکارہ الحسن ہے۔ کیونکہ جو شخص علماء کرام سے میل جول رکھتا ہو۔ اور اچھے دین دار لوگوں کی کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ وہ لازماً یہ جان لے گا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا تھا۔ اور اس کا انکار جہالت و عناد مکارہ و کس عقل کا نقص اور دین کا فساد ہے۔ امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسب و نسب قائم ہو جائے۔ تو علی المرتضیٰ نے حسنین سے کہا۔ کہ تم اپنی بہن کی شادی ان سے کر دو۔ وہ دونوں بولے اباجان۔ بہن خود مختار ہے۔ یقیناً کہ علی المرتضیٰ غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے امام حسن نے آپ کا کپڑا پکڑ کر روک لیا۔ اور عرض کیا۔ آپ کی ناراضگی اور اٹھ کر چلے جانے کا صدمہ ہمیں برداشت نہیں ہوگا۔ اس کے بعد دونوں صاحبزادوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام کلثوم کی شادی کر دی۔



## ملحہ فکریہ :

مواعظِ محرقہ کی مذکورہ عبارت سے محدث ہزاروی کے تمام استدلالات رکھ کا  
ڈھیر بن گئے۔ وہ بزمِ خودیہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ سیدہ حسنی حسینی کا کفو ہاشمی بھی نہیں  
ہو سکتا۔ تو عدوی، زوفلی اور قریشی کیونکر ہوگا؟ اور اس کفایت کی نسبت اس نے ابن حجر  
مکی کی طرف کی تھی۔ ابن حجر مکی نے ہی وہ مسئلہ جس کے بطلان پر محدث ہزاروی ہٹا دھری  
کیے بیٹھا ہے۔ اُسے ایسی سخت اور وضاحت سے ثابت کیا۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے  
بخیر تسلیم اور کوئی چارہ نہیں کچھ نکاح ام کلثوم با عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے اثبات  
کی روایت کے تمام راوی دو اہل بیت، ہیں کیا ان رواۃ اہل بیت کو محدث ہزاروی  
والا مسئلہ بھی یاد نہ تھا۔ اور انہیں اس نکاح کے بطلان کا علم نہ تھا؟ بلکہ کیا علی المرتضیٰ اور حسین  
کو عمر بن الخطاب اور ام کلثوم کے بائین کفو کی مخالفت کا علم نہ تھا؟ یہی وجہ ہے۔ کہ ابن حجر مکی  
نے اس نکاح کے انکار کرنے والوں کو جاہل علماء سے بیگانے، رافضیوں کے چیلے پانٹے  
پرے درے کے جھوٹے، عنادوی اور عقل و دین کے فساد کی کہا ہے۔ ایسی سخت تردید  
کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہنا کہ ابن حجر کے نزدیک ہاشمی اور بنی فاطمہ باہم کفو نہیں۔  
کس قدر دروغ ہے۔ ہاں ابن حجر کی گزارش عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے۔ کہ  
بنی فاطمہ کی فضیلت کسی دوسرے ہاشمی قریشی وغیرہ کو حاصل نہیں۔ بہر حال سیدہ ام کلثوم  
رضی اللہ عنہا اولادِ خاتونِ حبشتا ہوتے ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
کی باہم کفو ہیں۔ اور یہ نکاح غیر کفو میں نہیں ہوا۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے۔ کہ  
بنی فاطمہ اور ہاشمی باہم کفو نہیں۔ لیکن غیر کفو میں اگر عورت کے ولی نکاح کرنے پر راضی  
ہوں۔ تو فقہ حنفی میں یہ نکاح درست ہوگا۔ لہذا سیدہ ام کلثوم کا نکاح جب ان کے  
باپ علی المرتضیٰ ان کے بھائی حسین کے مرضی سے ہوا۔ تو پھر اس نکاح کے جواز  
میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ولی کا غیر کفو میں اپنی نابالغہ کا نکاح کر دینا اس کا جواد خود

محدث ہزاروی بھی تسلیم کرتا ہے۔ جیسے کہ بھی ہم جامع الخیرات کی عبارت پیش کرتے ہیں  
لیکن اس کے ضمن میں محمد ہزاروی نے ابن ہمام کا نام استعمال کرتے ہوئے نکاح ام کلثوم  
کے عدم جواز کی کوشش کی ہے۔

## بیان چہارم

نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال  
کرنے کی ناکام کوشش  
جامع الخیرات:

چنانچہ علامہ محقق ابن الہمام نے کہ اصحاب ترجیح سے ہیں۔ فتح القدیر کتاب النکاح  
ص ۴۴ مطبوعہ مصر میں تصریح فرمائی ہے۔ الموجب ہو استنفاص اہل العرف فیدور  
معد فتح القدیر۔ ہم کفو ہم سر۔ ہونے کا عار و بناؤ موجب و باعث کیا ہے۔؟  
اہل عرف میں عار و ناگاری کا پایا جانا جہاں ہو کفو نہیں۔ یعنی اولیاء زن سے کل یا بعض کو  
یا خود عورت کو جہاں عقد ہونے میں عار و شرم لاحق ہو۔ ان کی امانت و ایذا و نقص و تحقیر کا  
موجب ہو وہاں کفایت نہیں اور غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا پس  
جہاں یعنی عورت اور اولیاء کو عار و استنفاص ہو اور عرف عام میں ان کے ایذا و امانت  
کا باعث و موجب ہو۔ وہاں کفایت نہیں اور نکاح منعقد ہوگا چاہے اس شخص میں علم  
تقویٰ یا جاہت و دولت و مال و عزت و سلطنت و شہرت وغیرہ ہزار ہا اسباب بظاہر  
ہوں۔ چنانچہ فتح القدیر اور ینابیع وغیرہ میں ہے۔ ورمختارین ہے۔ العجمی لایکوت  
کفو للعرب بیتہ و لو کان العجمی عالما و سلطانا و هو الاصح  
فتح عن الینابیع۔ اعیان الادب بلاد عجم کا کوئی شخص چاہے کتنا بڑا ہو  
کسی عربیہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ چاہے عالم ہو یا بادشاہ اور مذہب سنی حنفی کا سب



زیادہ تحقیقی اور صحیح تر قول یہی ہے۔ اب اگر دین ایمان علم عقل اور سب کوئی علاقہ ہے تو صاف واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ جب عربیہ عورت کا کوئی شخص بھی ہزار با اسباب ثبوت و عزت کے باوجود کفو نہیں ہوتا۔ تو قریشیہ کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بالاتر درجہ ہے۔ ہاشمیہ کا اور اس سے بلند مرتبہ ہے مطلبیہ کا اور اس سے اوپر ہے علویہ حضرت علیؓ کی وہ بی بی جو اولاد فاطمہ سے نہ ہو۔ صرف اس کی حضرت علیؓ سے نسبت ہو۔ اور ان سب اعلیٰ و افضل و اشرف سیدہ فاطمہؓ حسنینہ اور حسینہؓ ہے۔ تو اس کا کوئی شخص غیر سیدہؓ کے ہرگز کفو نہیں۔ تو غیر کفو سے تو کسی عورت کا بھی نکاح اصلاً و رأیاً منعقد ہی نہیں ہوتا۔ تو سیدہؓ جو کہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے کسی غیر سیدہؓ کا نکاح کیونکر منعقد ہو سکتا ہے۔ (جامع الخیرات ص ۲۶۸ مصنف محمود ہزاروی)

### جواب اول:

محدث ہزاروی نے اس عبارت میں صاحب فتح القدیر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کو مدھنق اور صاحب ترجیح کہا ہے۔ اسی اقرار کے ساتھ ان کی عبارت سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ ابن الہمام کی مذکورہ عبارت سے محمود ہزاروی کا جہالت بھرا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لیکن اتنا ضرور ہو اگر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو باوثوق اور احناف کے متعلق اقوال میں ترجیح دینے والا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر واقعی ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ محمود ہزاروی کے نزدیک ایسے ہی ہیں۔ تو پھر ان کا کفو کے بارے میں قول بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ محدث ہزاروی کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ کا صرف سیدی کفو ہو سکتا ہے۔ غیر سیدہ چاہے ہاشمی ہو یا علوی، اموی ہو یا عدوی ہرگز کفو نہیں لیکن ابن الہمام کا نظریہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ اموی اور عدوی و نیزہ کو بھی جو قریش کے مختلف قبائل ہیں۔ ایک دوسرے کا کفو قرار دیتے ہیں۔ اسی فتح القدیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

### فتح القدیر مع حنایتہ:

فَبْنَى الْحَدِيثَ دَلِيلًا عَلَى أَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ التَّغَاضُّلُ فِي أَنْسَابِ قُرَيْشٍ فَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي أَنَّ الْهَاشِمِيَّ وَالْمُطَلِبِيَّ أَكْفَاءُ دُونَ غَيْرِهِمَا بِالسَّبَبَةِ إِلَيْهِمْ قَالُوا وَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيهِ مِنْ عَثْمَانَ وَهُوَ أَمَوِيٌّ وَ زَوْجَ أُمِّ كَلثُومٍ مِنْ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ عَدَوِيٌّ - (فتح القدیر جلد دوم ص ۲۲) (فصل فی الکفایۃ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: "قریش بعض بعض کے کفو ہیں" اس حدیث پاک میں اس بات کی دلیل ہے کہ قریش کے نسب میں تغاضل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ لہذا یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے۔ کیونکہ ان کا مسلک یہ ہے کہ ہاشمی اور مطلبی باہم کفو ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے قریش ان کے کفو نہیں۔ علماء نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا عقد عثمان غنی سے کیا۔ حالانکہ عثمان غنی (ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ اموی ہیں اور ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر بھی ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ عدوی ہیں۔

قارئین کرام! جناب ابن الہمام نے صاف صاف بیان فرمایا کہ قریش میں سے صرف دو یعنی ہاشمی اور مطلبی باہم کفایت رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل قریش باہم کفو نہیں لیکن احناف قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو تسلیم کرتے ہیں۔ اور احناف کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ جو ان کے مسلک کی تائید اور امام شافعی پر حجت کا کام دیتی ہے۔ جب ابن الہمام قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو ثابت کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ صاف



ظاہر کہ حنفی حنفی سیدہ اور علوی، ہاشمی، مطلبی، اموی، عدوی وغیرہ تمام ایک دوسرے کے کنوئیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے ابن الہمام نے حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت خاتون جنت کا نکاح ہونا بیان کیا۔ ابن الہمام اپنے مسلک کی تائید اس کی مثال سے پیش کریں۔ اور محمود ہزاروی ابن الہمام کا مسلک یہ بیان کرے۔ کہ ان کے نزدیک ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے بوجہ عدم کفو جائز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ابن الہمام کیا کہہ رہے ہیں۔ اور محمود ہزاروی کس جہالت اور عناد میں پڑا ہوا ہے۔ اور پھر ابن الہمام کو محقق و صاحب ترجیح کہہ کر ان کی تحقیق و ترجیح سے صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اپنی حنفیت کا بھی ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار)

### جواب دوم:

مواضعِ محرم کی عبارت کا اگر مفہوم وہی لیا جائے۔ جو محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ یعنی کوئی ہاشمی قریشی، سید زادی حنفی حنفی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ تو یہ احناف کا مسلک نہیں۔ جیسا کہ کتب احناف سے ہم اس بارے میں حواہج بات پیش کر چکے ہیں۔ لیکن غیر کفو ہونے ہوئے بھی محمود ہزاروی سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کے مابین ہونے سے نکاح کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ غیر کفو میں نکاح نہ ہونے کی علت اولیاء کا اعتراض اور بے عزتی ہے۔ اور اگر اولیاء خود وہ نکاح کر دیں۔ تو پھر عار و شرم نہ رہنے کی وجہ سے نکاح کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اس نکاح میں علی المرتضیٰ راضی، خود سیدہ ام کلثوم راضی اور ان کے دونوں بھائی حسن بن علی راضی۔ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر شافعی المسلک نے بھی اس نکاح کے انعقاد پذیر ہونے کو بطور دلیل پیش کیا۔ لہذا محمود ہزاروی حنفی ہو کر کسی اپنے بزرگ کا فتویٰ نقل کرتا۔ لیکن وہ قیامت تک دل سکے گا۔ اس لیے ہٹ دھرمی، جہالت اور عناد کو چھوڑ کر حقیقت کو تسلیم کر لینا

ہی بہتر ہو کر رہا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار).....

## بیانِ نجم

### محمود ہزاروی کا ایک اور پُر فریب استدلال

شرافتِ سادات:

علامہ یوسف نبھانی رحمہ اللہ اپنی عرب و عجم میں مقبول کتاب الشرف النبوی لآلِ محمد ص ۲۹ پر ان احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ کو ذکر فرمائے کے بعد تصریح فرماتے ہیں  
فَلِهَذَا أَحَادِيثٌ صَحِيحَةٌ وَنُصُوصٌ صَرِيحَةٌ  
شَدَّلَ عَلَى أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ أَفْضَلُ النَّاسِ حَسَبًا  
وَكَسَبًا وَ يَتَنَرَّعُ عَلَى هَذَا أَنَّهُمْ لَا يَكُونُ فَتَحُهُمْ  
فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَ يَهْ صَرَّحَ عَندهُ  
وَ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ قَالَ الْجَدُّ الدِّينِ السَّيُوطِيُّ  
فِي الْخَصَائِصِ وَ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهُ لَا يَكُونُ فَتَحُهُمْ فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ -

(شرافتِ سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود

محدث ہزاروی حنفی)

ترجمہ: یہ احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ

اہل بیت تمام لوگوں سے باعتبار حسب و نسب افضل ہیں۔ اس سے

یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اہل بیت کا کوئی دوسرا شخص کفو نہیں

ہو سکتا۔ اور اسی کی تصریح کئی ایک ائمہ کرام نے کی ہے۔ علامہ جلال الدین

السیوطی نے خصائص میں یہ ایک خاصیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی



بیان کی ہے کہ کوئی انسان آپ کے اہل بیت کا گھو نہیں ہو سکتا۔

(شرافت سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود ہزاروی)

الحاصل: ام کلثوم کے متعلق نکاح کا تیرائی افسانہ خان مصابہ و اہل بیت اطہا کے قطعاً منافی کفار و خرافات پر مشتمل ہے جس کی ایجاد کافی اور فروغ کافی جیسی کتب پر مبنی ہے۔ ایسی نقول فرعیہ منافی ادب و عقول کا ذکر و ایراد بھی اہل بیت و اصحاب پر معاذ اللہ بے بنیاد الزام اور ہزار ہے۔ (شرافت سادات ص ۶۳)

جواب اول:

علامہ یوسف نہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت سے محمود ہزاروی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب ہمارے کچلے جواب کے مطالعہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب محمود ہزاروی اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے تو کسی حنفی کی کتاب کی تحریر پیش کرتا۔ بہر حال علامہ یوسف نہانی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا اعتقاد ہے۔ تو عبارت مذکورہ کے ساتھ والی عبارت ہم درج کر دیتے ہیں۔ دونوں کو لحاظ کر کے۔ قارئین کرام خود فیصلہ کر لیں گے کہ حقیقت حال کیا ہے؟

الشرف الموثق لآل محمد صلی اللہ علیہ و

رومن خصائصہم رضی اللہ عنہم) اَنَّ كُلَّ نَسَبٍ وَحَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبِيَّةً وَنَسَبًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ ذَلِكَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَتَقَدَّمَ فِي الْمُقْصَدِ الْأَوَّلِ وَصَحَّ أَنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ لِنَفْسِهِ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِنْ أَيْمَانِهَا عَلَى

ابن ابی طالب تَرَمَّ اللَّهُ وَجْهَهُ فَاسْتَدْبَرَ بِصُغُرِهَا وَبِأَنَّهُ حَا بَسَمًا لَوْ لَدَاخِيهِ جَعَلَ قَالَحَ عَلَيْهِ عَمْرُتُكَ صَعِدَ الْمُنْبَرُ فَقَالَ أَتَيْهَا النَّاسُ وَاللَّهِ مَا تَحْمَلُنِي عَلَى أَلَوْ لِحَاحٍ عَلَى عَلِيٍّ فِي ابْنَتِهِ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ وَصُفَى يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبِيَّةً وَنَسَبًا وَصِغْرِي فَأَمَرَ بِهَا عَلِيٌّ فَنِكَحْتُ وَبَعَثَ بِهَا إِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهَا قَامَ وَاجْتَلَسَ فِي حِجْرِهِ فَقَبَّلَهَا وَدَعَا كُفَاهَا فَلَمَّا قَامَتْ أَخَذَ بِسَاقِهَا وَقَالَ لَهَا قَوْلِي لِأَبِيكَ قَدْ رَضِيْتُ فَلَمَّا جَاءَتْ حَال لَهَا مَا قَالَ لَكَ فَذَكَرْتُ لَهُ جَمِيعًا مَا فَعَلَهُ وَمَا قَالَهُ فَأَنكَحَهَا إِيَّاهُ

فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْنَبًا مَاتَ رَجُلًا - مترجم ص ۹۳

(الشرف الموثق لآل محمد ص ۳۹ مصری)

ترجمہ: ان کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ ہر حسب و نسب اور صہر قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب اور صہر کے سوا منقطع ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔ اور مقصد اول میں گزر چکا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے علی المرتضیٰ سے ان کی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ علی المرتضیٰ نے کہا کہ ابھی یہ چھوٹی ہے۔ اور ویسے بھی اسے اپنے جانی جعفر کے بیٹے کو دینا چاہتا ہوں۔



حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت امر کیا۔ پھر منیر پر حملہ فرما ہو کر کہا۔ لوگو! خدا کی قسم! مجھے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ پر امر اس بات نے کرایا۔ کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ہر حسب و نسب اور میر میرے سوا قیامت کو منقطع ہو جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثومؓ کو کہا۔ کہ عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ عمر بن الخطاب انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اور انہیں گود میں لے لیا۔ انہیں چوما۔ اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر جب کھڑی ہوئیں۔ تران کی پٹری کو تھام لیا۔ اور کہا اپنے ابا جان سے کہنا میں راضی ہوں۔ جب سیدہ علی المرتضیٰ کے پاس آئیں۔ تو عمر بن الخطاب کا پیغام پہنچا یا۔ اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ اس پر علی المرتضیٰ نے ان کا نکاح کر دیا پھر ان سے زید نامی لڑکا پیدا ہوا۔ جو جوانی میں فوت ہوا۔

### توضیح:

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ سیدہ ام کلثوم کا عمر بن الخطاب کے نکاح کا ثبوت اعادیت صحیحہ سے ہے۔ اور علامہ نہبانی نے اسے باوقار طریقہ سے ذکر کیا۔ اس سے علامہ نہبانی کا اس عقد کے بارے میں نظریہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ لہذا وہ عبارت جو محمود ہزاروی نے پیش کی۔ اس سے مراد خاندان قریش کو چھوڑ کر دوسرے تمام لوگ مراد ہیں۔ اگر یہ مراد نہ ہوتی۔ تو حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ کے مابین زوجیت کی تائید کی بجائے۔ ابطال کرتے۔ اور حدیث صحیحہ سے اس کی تصدیق نہ کرتے۔

### جواب دوم:

علامہ نہبانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرات اہل بیت کا عظمت و کرامت میں کوئی دوسرا کفو نہیں۔ یعنی ان کا ادب ان کی عظمت و احترام کوئی دوسرا

خاندان کو میسر نہیں۔ اسے محمود ہزاروی نے بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔  
سیف المسلول:

اسی کتاب شرف المؤمنین اس کے آگے فرمایا کہ سادات کرام کے ادب میں سے یہ بھی ہے۔ کہ اگر وہ کسی غیر سیدہ کو نکاح میں لائیں۔ اور پھر اس کو طلاق ہو گئی۔ یا وہ بیوہ ہو جائے۔ تو اس سے ہم نکاح کریں۔ کہ اس میں ایک گونہ بے ادبی ہے۔ (سیف المسلول ص ۹۸)

شرف المؤمنین کے حوالے سے جو مسئلہ مذکورہ پیش کیا گیا۔ اس میں صاف صاف کہا گیا۔ کہ سیدہ کی منکوحہ جب مطلقہ یا بیوہ ہو جائے۔ تو کسی غیر سیدہ کو اس سے نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور یہ اجتناب کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ بے ادبی کے پیش نظر ہے۔ یعنی یہاں کفو یا غیر کفو کا مسئلہ نہیں۔ اور اگر یہ مطلقہ یا بیوہ کسی غیر سیدہ سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو امرار لہجہ میں سے کوئی بھی اس کے عدم جواز کا قائل نہیں بلکہ سب جواز پر متفق ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

### الشرف المٹوبہ:

وَأَنْ لَا نَنْتَزِجَ لَهُمْ مُطْلَقَتًا أَوْ زَوْجَةً مَكَوًّا  
عَنْهَا وَكَذَا إِلَيْكَ لَا نَنْتَزِجَ شَرِيفَةً إِلَّا أَنْ كَانَ  
أَحَدُنَا يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ الْقُدْرَةَ عَلَى الْقِيَامِ  
يُوجِبُ حَقَّهَا وَأَنْ يَعْمَلَ عَلَى رِضَاهَا فَكَأَنَّ  
يَنْتَزِجَ عَلَيْهَا وَلَا يَتَسَرَّى وَلَا تَقْتَرُ عَلَيْهَا  
فِي الْمَأْكَلِ وَالْمَلْبَسِ دُونَ قُدْرَتِنَا.....  
عَلَيْنَا الْعَهْدُ أَنْ لَا نَنْتَزِجَ قَطُّ شَرِيفَةً إِلَّا إِذَا  
أَنْ كُنَّا نَعُدُّ أَنْفُسَنَا مِنْ خُدَامِهَا لِذَلِكَ بَضْعَةٌ



من رسول الله صلى الله عليه وسلم فَمَنْ كَانَ يَكُنِ  
نَفْسَهُ نَفْسًا قَلِيلًا مَّا وَيَعْتَقِدُ أَنَّكَ مَتَى خَرَجَ عَنْ  
طَاعَتِهَا آتَى وَأَسَارَ فَلْيَنْتَزِعْ وَمَنْ لَا فَلَكَ  
يَنْبَغِي لَهُ ذَلِكَ - (الشرف الموقد ص ۸۹-۹۰)

ترجمہ: سادات کرام میں یہ ہے کہ ان سے طلاق یافتہ یا ان کی بیوہ سے ہم  
شادی نہ کریں۔ اور اسی طرح کسی سیدہ زادی سے نکاح کرنے میں بقیاب  
کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے اندر اس بات کو پاتا ہے کہ وہ ان  
سے شادی کر کے ان کے لائق ادب باتوں کا لحاظ کر سکے گا۔ اور ان کے  
عوض و نفع پر عمل پیرا ہو سکے گا۔ اس قدرت کے ہوتے ہوئے پھر دوسرا  
نکاح کرنا درست نہیں..... ہم پر لازم ہے کہ سیدہ سے اس وقت تک  
نکاح نہ کریں۔ جب تک بیٹھ بارسے میں اس بات کا یقین نہ کر لیں کہ ہمیں  
ان کی خدمت کرنا ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس  
کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام بنائے رکھے۔ اور یہ اعتقاد  
رکھے کہ میں نے جب بھی اس کے حکم میں ادھر ادھر جیل پہنا نہ کیا۔ تو نافرمان  
اور گناہ گار ہوں گا۔ تو ایسے شخص کو سیدہ سے شادی کر لینی چاہیئے۔ اور جسے  
اپنے اوپر اعتبار نہ ہو۔ اس کے لیے شادی کرنا مناسب ہے۔

علامہ نبھائی رحمۃ اللہ علیہ کا مسک ان کی عبارت سے واضح ہو گیا۔ ان کے نزدیک  
سیدہ کی مطلقہ یا بیوہ کا نکاح غیر سیدہ سے کرنا اور سیدہ سے ادب و احترام بہتر ہے کہ نہ کیا جائے  
اور اگر کوئی شخص آداب بجا لانے پر مطمئن ہے۔ تو اس کے لیے نکاح درست ہے۔ دوسرا  
یہ کہنا۔ کہ سیدہ سے غیر سیدہ کا نکاح بھی اسی ادب و احترام کے قاعدے کے ضمن میں  
آئے گا۔ لیکن یاد رہے یہاں غیر سیدہ سے مراد وہ افراد ہیں۔ جو فاندان کریش سے

تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن سیدہ حسنی حسینی نہیں۔ ورنہ غیر سیدہ سے مراد اگر غیر قریشی لیا جائے۔ تو  
پھر خود نہ ہونے کی صورت میں یہ نکاح اولیاء کی رضامندی پر موقوف ہو گا۔ یہی فقہائے  
احناف کا صحیح اور مفتی بقول ہے۔ علامہ نبھائی نے آداب السادات کے ضمن میں  
یہ مسئلہ بیان کیا۔ ان کے ہاں سادات کا اس قدر احترام کہ ان کی مطلقہ غیر سیدہ کا بھی ادب  
ہے۔ کیونکہ اس کی نسبت زوجیت سیدہ کی طرف ہو چکی۔ لیکن محمود ہزاروی کے ہاں سادات  
کے ادب کا یہ عالم کہ ایک سیدہ (ام کلثوم) کے جانور نکاح کا بڑی شد و تہ ہے انکار کر دیا  
ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جتنے ایام فاروق عظیم رضی  
اللہ عنہ کے پاس بسر کیے۔ وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ فاکم بھمن حرام کاری کئے تھے۔ ان سے پیدا  
ہونے والے زید اور زعمیر معاذ اللہ ملالی نہ ہوئے۔ کیا آداب سادات کا یہی طریقہ ہے  
اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح رافضی، مجتہد اہل بیت کے دعویٰ میں ان کی توہین کے  
مرتکب ہیں۔ اسی طرح محمود ہزاروی "آداب سادات" کے نام سے خود گستاخ  
اور بے ادب اہل بیت کا کردار پیش کر رہا ہے۔ فاحتبر وایا اولی الایصار  
محمود ہزاروی نے خلفائے راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر جمہور اہل سنت  
کے مسلک کے مخالفت کے

محمود ہزاروی نے ایک عقیدہ یہ لکھا ہے۔ کہ بنی فاطمہ کا ہر فرد خلفائے راشدین  
سے افضل ہے۔ یہ اس کا مہسوی عقیدہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا ان کا باز نہ ہے  
یہ عقیدہ ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سب سے افضل ابو بکر ان کے بعد عمر بن الخطاب  
ہیں۔ محمود ہزاروی نے اپنے بنادنی عقیدہ کے استدلال میں ایک لائینی اور غیر معتبر کتاب  
"دستور العلماء" کا حوالہ دیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خلفائے راشدین کے  
جہاں فضائل و کمالات بیان ہوئے۔ وہ بنی فاطمہ کے علاوہ لوگوں پر ہیں۔ کیونکہ  
بنی فاطمہ خلفائے راشدین سے افضل و اکمل ہیں۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔



### السيف المسلول:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان ارقبوا محمد اف اہلبیتہ جو پہلے گزرا ہے۔ اس کی شیعہ میں امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے اس فرمان سے تمام عالم کے لوگوں کو مخاطب فرما رہے ہیں۔ اور مراغبہ کسی چیز کے لیے اس پر حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یعنی تم لوگ حضور کی رعایت و یادداشت رکھو۔ اہل بیت رسول کے ہر امر اور ہر معاملہ میں فلاح و نجات و لاکھ بیکھ و لاکھ بیکھ پس حاصل اس فرمان صدیقی کا یہ ہے کہ کسی طرح بھی آل رسول کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ نہ اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرو۔ بے ادبی بے تعظیمی سے پیش آورے کہ ان کا معاملہ خود ذات اقدس کا معاملہ ہے۔ اور اسے بیان کتاب و سنت و آثار چنانچہ دستور العلماء جلد اول میں ۸ مطبوعہ حیدرآباد پر مرقوم ہے۔ و اعلم ان افضلیۃ الخلفاء الاربعۃ مخصوصۃ بجماعۃ ابی فاطمۃ۔ جان لو کہ افضلیت خلفائے اربعہ بنی فاطمہ کے سوا سے خاص ہے یعنی غیر بنی فاطمہ کے ساتھ متعلق و مخصوص ہے۔ (البین المسلول ص ۱۶۱ تا ۱۶۴ صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۵)

پوری امت پر صدیق و فاروقؓ کی افضلیت اجماعی قطعی ہے

جواب: محمود ہزاروی نے بدعتیہ کی مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام کا غلط معنی تحریر کیا۔ اس جگہ کا درست مفہوم یہ ہے کہ لوگو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا آپ کی آل میں ضرور خیال رکھنا یعنی ان حضرات کی عزت کرنا کیونکہ ان کی نسبت میری طرف ہے۔ گویا اہل بیت کرام

کی عزت و تکریم، ادب و احترام کا پابند کیا گیا۔ اس بات کا افضلیت بنی فاطمہؓ سے اور وہ بھی خلفائے اربعہ پر کیا متعلق ہے؟ اور محمود ہزاروی نے فتح الباری کے حوالے سے یہاں جو پابند کاری کی۔ کہ خلفائے راشدہ کی افضلیت بنی فاطمہؓ کے ماسوا کے ساتھ ہے۔ اس کا کوئی رابطہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد کو اذیت دینا اور بات ہے۔ اور ان کی خلفائے اربعہ پر افضلیت علیحدہ مسئلہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اس بارے میں یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی تمام امت محمدیہ کے افراد پر افضلیت ہے۔ اس اجماعی اتفاقی عقیدہ کو ہم صرف دو مجددین کے الفاظ میں بیان کر رہے ہیں بلا حصر و امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا قادری بریلوی کا عقیدہ فتاویٰ افریقہ:

سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا۔ یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے۔ پھر فاروق اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان یعنی پھر مرتبہ علی رضی اللہ عنہم جیسے۔ جو چاروں کو برابر جانے وہ سنی ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ تصنیف امام اہل سنت فاضل بریلوی ص ۱۶۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ لاہور)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ  
مکتوبات امام ربانی:

اور افضلیت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے جن میں ایک شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اس بات کو نقل کیا ہے کہ شیخ امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر



صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر حضرت عمرؓ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ امام  
ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں  
اور آپ کے تابعداروں میں ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات بطریق تواتر ثابت ہو  
چکی ہے۔ کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ تمام امت سے افضل ہیں۔ پھر فرماتے  
ہیں کہ اس بات کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے اتنی سے کچھ زائد آدمی روایت کرتے  
ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
رافضیوں کا برا کرے یہ کیسے جاہل ہیں۔ اور بخاری نے ان سے روایت کی۔ اور فرمایا  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ پھر ایک اور شخص پھر ان کے بیٹے محمد بن عوف نے کہا کہ کچھ لوگ اس  
کو میں تو ایک مسلمان شخص ہوں۔ امام ذہبی نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے میچ کہا ہے۔  
آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے۔ کہ لوگ مجھے ان  
لوگوں پر فضیلت دیتے ہیں۔ جس کو میں پاؤں گا کہ مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ  
مفتری ہے۔ اور اس کی سزا بھی وہی ہوگی جو مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے ایسے  
روایت کی ہے۔ کہ جس کو میں دیکھوں کہ مجھے حضرت ابو بکر اور عمرؓ پر فضیلت دیتا ہے۔  
تو میں اس کو اتنے کوڑے لگا دوں گا۔ کہ جو مفتری کی سزا ہے۔ اور اس کی بہت سی  
مثالیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور ان کے سوا بہت سے صحابہ سے متواتر آئی ہیں۔  
جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ میں سے ہے۔  
کہتا ہے۔ کہ میں یمن کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں۔ کہ حضرت علیؓ نے خود اپنے  
اوپر ان کو فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں کبھی ان کو فضیلت نہ دیتا۔ مجھے یہ گناہ کافی ہے  
کہ میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں یہ سب کچھ صواب حق محرقہ سے  
لیا گیا..... اور جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینا فضول

دشمنان امیر معاویہؓ کا علیؓ کا عہد  
جلد دوم ۲۷۳  
مجھے وہ ابراہیم الفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجیب۔ ابوالفضل ہے جو اہل حق کے اجماع  
الفضل جانتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۱۲۹)  
مکتوبات امام ربانی،  
دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق سے افضل جانے وہ

دو مال سے فانی نہیں یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل صرف چند سال ہونے کو  
اس فقیر مجدد العت ثانی نے اس سے پہلے فرقہ ناجبہ اہل سنت و جماعت کے  
بارے میں ایک مکتوب آپ کی طرف لکھا تھا۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اس کے  
مطالعہ کے بعد بھی آپ اس قسم کی بات پسند کرتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت امیرؓ کو حضرت  
صدیق اکبر سے افضل کہے۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے۔ تو پھر  
اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو افضل جانے اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے  
کہ اگر کوئی مالک اپنے آپ کو خیس کہے سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کلمات  
سے محروم ہے۔ سلف کا اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد  
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ وہ بڑا ہی احمق ہے جو اس  
اجماع کے برخلاف ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۶)  
ملحد فکریہ:

ان دونوں مجدد و صاحبان کو محمود ہزاروی بھی مجدد تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی  
تعلیمات و ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا دعوے دار ہے۔ ہم نے ان فضیلت کے بارے  
میں ان دونوں بزرگوں کے ارشادات نقل کیے۔ جس سے صاف صاف ظاہر کہ  
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے علاوہ  
دیگر تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور ان کی فضیلت اہل سنت و جماعت کا جماعی  
مسئلہ ہے۔ لیکن محمود ہزاروی کے نزدیک سید حسن حسینی کو بھی جو ان دونوں کے چاروں  
خلفاء راشدین سے افضل ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ چونکہ اجماع کے برخلاف ہے۔ اس لیے  
بقول مجدد العت ثانی اس کا قابل بہت بڑا احمق ہے اور ابوالفضل ہے۔ اور بقول



دشمنان امیر معاویہ کا علیؑ کا نسب ۴۷۲ جلد دوم  
 علیؑ حضرت وہ سنی نہیں۔ بات بھی درست ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
 سے بہت سی روایات صحیحہ ایسی ملتی ہیں۔ جن میں آپؑ نے ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت کا  
 اقرار کیا۔ اور اس کے برخلاف انہیں افضل قرار دینے والے کو آپؑ نے مفری کہا۔  
 اور اس کے لیے مفری کی سزا تجویز فرمائی۔ کہاں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور  
 کہاں ان کی اولاد جو بطن بول رہا ہے۔ جب علی المرتضیٰ جو سادات کے حقیقی  
 باپ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو افضل نہیں کہتے۔ تو ان کی اولاد کو شیخین سے افضل قرار دینا  
 واقعی حماقت و افتراء ہی ہے۔ محمود ہزاروی نے اس دوڑ میں توفیعوں کو بھی بہت  
 پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ تو صرف بارہ ائمہ اہل بیت کو معصوم مانتے اور ان کی افضلیت  
 کے قائل ہیں۔ لیکن یہ صاحب تو غیر معصوم کو بھی افضل کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔  
 حقیقت یہ ہے۔ کہ محمود ہزاروی بظاہر سنی پیروں کا لبادہ اوڑھے ہوئے لیکن اندر سے  
 اس میں فتنہ و بائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ (خلاعتبر وایا اولی الابصار)

## ایک دھوکہ

محمود ہزاروی نے بار بار اپنی تحریر کے ذریعہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ سرکار  
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے چلی۔ اسی لیے  
 ان حضرات کو اولاد رسول بھی کہا جاتا ہے۔ کسی کا اولاد رسول ہو یا ایسی نسبت ہے  
 کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اولاد رسول کا ہم مرتبہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا  
 یعنی یہ نسبت امام حسنؑ کا امام حسینؑ کو اور دیگر سادات کرام کو حاصل ہے۔ لیکن ابو بکر و عمر  
 و عثمان کو حاصل نہیں۔ لہذا یہ حضرات اولاد رسول کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے۔ خلفائے  
 راشدین کی افضلیت والی روایات ان سادات کرام کے سوا دوسروں کی برتبت

ہیں۔ (بحوالہ سیف المسلول ص ۶۷)

جواب محمود ہزاروی خود فریب خوردہ اور دوسروں کو فریب دینا چاہتا ہے۔ ورنہ  
 بات واضح ہے۔ کہ کسی میں جزوی فضیلت کا پایا جانا اس کے فضل کلی کو مستلزم نہیں۔

دشمنان امیر معاویہ کا علیؑ کا نسب ۴۷۵ جلد دوم  
 بہت سے خواہاں ایسے ہیں۔ جو فضل جزوی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ان جزوی  
 فضائل کے موصوف کو کلی فضیلت کسی نے بھی نہیں دی قرآن و حدیث میں اس کی کوئی  
 ایک مثال موجود ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر سرکار  
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دی۔ اور جمع قرآن کے وقت جب دوسرے لوگوں سے  
 دو گواہوں کے ہوتے ہوئے کسی آیت کے پیش نظر یہ نظر قائم کر لیا جائے۔ کہ  
 وقت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی کہہ دیتے تو وہ آیت قرآن میں شامل کر لی جاتی  
 اب اس جزوی فضیلت کے پیش نظر یہ نظر قائم کر لیا جائے۔ کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ  
 تمام صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور سادات و اہل بیت کرام سے افضل ہو گئے۔  
 کیونکہ ان میں کسی ایک کی گواہی دو کے برابر قرار نہیں دی گئی۔ تو اس افضلیت کو کون  
 تسلیم کرے گا۔ اسی طرح حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضورؐ نے اپنی امت  
 کا امین فرمایا۔ تو مصفت امانت کی دوسرے وہ سب سے افضل ہیں۔ یہ قابل قبول  
 ہے۔ کچھ بھی معاملہ سادات کرام اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے  
 حسنینؑ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے آپ کے جسم اقدس کا  
 ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اس جزوی فضیلت کی بنا پر وہ ابو بکر  
 صدیقؓ سے افضل ہو جائیں۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ محمود ہزاروی نے اس قسم کے  
 مسائل قطع برید کے ساتھ بکثرت صواعق محرقہ سے نقل کیے ہیں۔ ایک عبارت  
 صواعق محرقہ کی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

و یؤیدہ ایضا ما حکاہ الخطابی عن بعض  
 مشائخہ انہ کان یقول ابو بکر خیر و علی افضل  
 لکن قال بعضهم ان هذا تفاوت من القول انہ  
 لا معنی للخیزیۃ الا الافضلیۃ فان ارید ان  
 خیریۃ ابوبکر من بعض الوجوہ و افضلیۃ علی



من وجه اخر لم يكن ذالك من محل الخلاف  
ولم يكن الا مرفى ذالك خاصا بابي بكر وعلى  
بل ابو بكر و ابو عبیدہ مثلا يقال فيما ذالك  
فان الامانة التي في ابي عبیدہ و خصه بها صلى الله  
عليه وسلم لم يخص ابو بكر بمثلها فكان تحيرا  
من ابي بكر بهذا الوجه - والعاصل ان  
المفضول قد توحيد فيه مزية بل مزاي  
لا توحيد في الفاضل فان اراد الشيخ الخطابي  
ذالك وان ابا بكر افضل مطلقا لان عليا وحيد  
فيه مزاي لا توحيد في ابا بكر فكلامة صحيح  
والا فكلامة في غاية التهاوت ..... واما ما وقع في  
طبقات ابن السبكي الكبري عن بعض متأخرين  
من تفضيل المستين من حيث انهما يضعه فلا  
يتافى ذالك لما قد منا ان المفضول قد توحيد  
فيه مزية ليست في الفاضل على ان هذا تفضيل  
لا يرجح لكثرة الشواب بل لمزيد شرف في  
ذات اولاده صلى الله عليه وسلم من الشرف  
ماليس في ذات الشيخين و لكنهما اكثر ثوابا  
واعظم نفعا للمسلمين -

رصراعق معرقه فصل اول باب ثالث

(ص ۵۸-۵۹)

ترجمہ: خطابي نے اپنے بعض مشائخ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ  
ابو بکر بہترین امت، اور علی المرتضیٰ افضل الامت ہیں۔ لیکن بعض حضرات  
نے اس قول کو گراہوا قول قرار دیا یعنی خیریت کا معنی بھی افضلیت  
ہی ہوتا ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہتری بعض وجوہ سے اور علی المرتضیٰ  
کی افضلیت دوسری وجوہ سے ہے۔ تو یہ محل اختلاف نہیں۔ اور پھر  
یہ معاملہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہ رہے گا۔ بلکہ  
ابو بکر صدیق اور عبیدہ بن جراح کے بارے میں مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ  
صفت امانت جو حضرت ابو عبیدہ میں پائی جاتی ہے۔ جس کی تخصیص سرکار  
دو عالم علی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی۔ اس کی مثل ابو بکر صدیق  
کے لیے تخصیص نہیں۔ لہذا ابو عبیدہ ان سے افضل ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ  
کبھی یوں ہوتا ہے۔ کہ جس شخص پر کسی دوسرے کو فضیلت دی جائے  
اس میں کچھ خصوصیات ایسی ہوتی ہیں۔ جو افضل میں نہیں پائی جاتیں۔ اگر  
خطابی کا اس قول سے یہی ارادہ ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلقاً افضل  
ہیں مگر علی المرتضیٰ میں بھی بعض جزوی خصوصیات ایسی موجود ہیں۔ جو ابو بکر  
میں موجود نہیں (لیکن کلی فضل ابو بکر کو حاصل ہے) تو پھر اس کا کلام صحیح ہے  
ورنہ اس میں گراوٹ ہے۔ اور طبقات کبریٰ السبکی میں بعض متأخرین  
کا جو یہ قول منقول ہے۔ کہ امام حسن و حسین باعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
جسم اللہ اس کے محو ہونے کے افضل ہیں۔ تو یہ قول کوئی ہماری گزارشات کے  
منافی نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ کبھی غیر فاضل میں بعض خصوصیات  
ایسی ہوتی ہیں۔ جو فاضل میں نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں یہ تفصیل ایسی نہیں جو  
کثرت ثواب کا مرجع ہے۔ بلکہ اس کا مرجع زیادتی شرف ہے۔ پس



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں واقعی وہ شرف ہے۔  
جو زمین میں نہیں۔ لیکن ثواب کی کثرت اور مسلمانوں کے لیے النفع ہونے  
کے اعتبار سے یہ دونوں دشمنین افضل ہیں۔

### خلاصہ کلام:

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی واقعہ کا جواب دے رہے ہیں جس میں محمود ہزاروی  
گفتار ہے یہیں تسلیم کہ اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے اعتبار سے  
کوئی غیر ان حضرات کے مماثل و مقابل نہیں لیکن یہ جزوی فضیلت ہے۔ اور اس  
کا تعلق ثواب اور مسلمانوں کی بھلائی سے نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ ایک صرف نام  
کا مسلمان سید اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں درجہ و مقام میں برابر ہوں۔  
کیونکہ دونوں اولاد رسول ہیں۔ بلکہ اہل بیت اور ان کے پیروکار باہم فضائل و کمالات  
میں مساوی ہو جائیں۔ اور ہر سید زادی اپنے آپ کو خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی مثل  
افضل بتانے اور سمجھنے لگے۔ آخر دونوں اولاد رسول تو ہیں۔ یہ عزابی کہاں سے پیدا ہوئی  
صاف ظاہر کہ محمود ہزاروی کے نظریہ کو تسلیم کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ محدث  
ہزاروی اپنی حماقت کی وجہ سے یم فی العلم بھی ہے۔ اور اسی حماقت نے اسے حضرت  
اہل بیت کا توہین کرنے والا بھی بنا دیا۔ کیونکہ بے وقوف یہی سمجھتا ہے کہ میں جو  
کچھ کہتا ہوں۔ وہی حق و سچ ہے۔ حالانکہ نفس و شیطان نے اسے دھوکہ میں رکھا۔ اور  
اس کے بڑے اعمال و عقائد اسے پھلے کر کے دکھائے۔ ایک غور نہ ملاحظہ ہو۔

محمود ہزاروی نے محبت اہل بیت نام سے اہلبیت کی توہین کی

السیف المسلول:

بروایت عبید اللہ ابی رافع سوربن مخزوم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان کو حضرت

امام حسن ابن علی بن ابی طالب نے پیغام بھیجا۔ کہ وہ اپنی لڑکی کا حضرت امام حسن سے نکاح  
کر دیں۔ حضرت سوربن مخزوم نے جواب میں عرض کیا۔ خدا کی قسم کہ کوئی نسب اور رشتہ  
ظلمہ دی مجھے آپ سے بڑھ کر پسند اور پیارا نہیں۔ لیکن میں معذور ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ غافل میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔ مجھے شاق ہے۔ جو اسے  
شاق ہے۔ اور مجھے خوش ہے۔ جو اسے خوش ہے۔ اور آپ کے عقد میں ایک سیدہ  
ہے۔ جو دختر فاطمہ علیہا السلام ہے۔ اگر آپ کو میں رشتہ دوں تو ضرور یہ امر ان کو  
ناگوار و شاق ہوگا۔ تو یہی معذرت کہہ چلے گئے۔ (السیف المسلول ص ۹۹) معتمد محمد شاہ ہزاروی

### ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! محمود ہزاروی اس واقعہ کی فضیلت اولاد فاطمہ الزہرا بیان کر رہا ہے  
اور بادی النظر سے ایک عام قاری بھی یہی سمجھے گا۔ لیکن اس اندھی محبت میں جو گل کھلائے  
گئے۔ ان کی سرحدیں کفر سے ملتی ہیں۔ جناب سوربن مخزوم رضی اللہ عنہ کا امام حسن رضی  
کو طلب رشتہ کے جواب میں بقول محمود ہزاروی یہ الفاظ کہنا کہ تمہارے گھر میں سیدہ  
فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی دختر ہے۔ اس دختر فاطمہ زہرا سے اس کے حقیقی بھائی  
اور فرزند زہرا کا رشتہ کیسا ہو گیا تھا۔ جب یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں۔  
تو حَرَمَتْ عَلَیْکُمْ اَمْهَاتُکُمْ وَ بَنَاتُکُمْ وَ اَخَوَاتُکُمْ الخ کے پیش نظر  
ان دونوں کو اس نکاح کی حرمت کا علم نہ تھا؟ اور نہ ہی سیدہ خاتون جنت نے  
یا کسی دیگر فرد نے اس رشتہ کو رد کا؟ یہ بناوٹی نکاح کسی عام آدمی کے تصور  
میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن ہزارہ کے محدث اور محمود نامحود نے اس کے ذریعہ محبت  
اہل بیت کو اجاگر کیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ نفس پر فریب شخصیت کا مالک اور بارہ  
سنتیت میں ظاہر ہو کر رفض و سبائیت کی تعلیم پھیلا رہا ہے۔ اس نام نہاد سنی  
مجموعہ نے حنفی اور شعبہ باز پیر کے عقائد و نظریات کے پیش نظر ۱۹۵۷ء میں



بحید علماء کرام نے ایک اشتہار مرتب کیا۔ جس میں ان تمام مفتیان کرام اور علماء اہل سنت نے اسے راضی قرار دیا۔ ہم آخر میں اس اشتہار کی مکمل عبارت ہدیہ قارئین و ناظرین کر رہے ہیں۔

## مسلمانانِ اہل سنت والجماعت خبردار رہیں

حامد اَوْ مَصْلِحًا مسلمانانِ اہل سنت والجماعت علاقہ حویلیاں و مضافات کو معلوم ہے کہ مولوی محمود شاہ صاحب ساکن حویلیاں جو اپنے آپ کو سنی حنفی اور پیہر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری جی کا خلیفہ ظاہر کرتے ہیں۔ نے دو رسالے ”السیف المسلول“ اور ”مقامع السینہ“ چھاپے۔ جن میں بہت سے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف شیعہ مذہب کے درج کر دیئے۔ اس پر مسلمانانِ علاقہ میں شدید انتشار اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور مولوی محمود شاہ نے اپنے پروردہ ڈالنے کے لیے جا بجا جلسے اور تقریریں کر کے ہمارے قابلِ احترام خطیب قاضی چن پیر صاحب جو متدین عالمِ اہل سنت والجماعت اور علاقہ بھر کے اباؤ اجداد سے قاضی چلے آ رہے ہیں۔ کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔ اور ان کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ایک معرکہ الارایہ مناظرہ مقرر ہو گیا۔ فیصلہ بھر کے جلیل القدر علماء جن میں جناب مفتی ہزارہ مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ایبٹ آباد۔ و علامہ قاضی عبدالسبحان صاحب کھلا بٹ حضرت قاضی محمد اسحاق صاحب دہشیل۔ مولانا طفیل الرحمان صاحب مدرس حسن المدارس مولانا عبدالرؤف صاحب شیخ الحدیث چھوہر شریف جناب قاضی محمد اسلم صاحب ہتھم مدرسہ انوریہ ڈھینڈہ،

مولانا عزیز الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد شہید آزاد مہری پور صوفی عبدالقدوس صاحب مکھن مولانا مغفور الرحمن صاحب ٹھنڈہ چوہا۔ حضرت قاضی محمد عبدالواحد صاحب چیمہ مولوی محمد اکبر خاں صاحب رجویہ، مولوی میر زمان خان حاجیہ مولوی غلام جیلانی خطیب بیٹری باٹھی، مولوی عماد الدین صاحب چیمک اور قاضی فضل کے ذمہ دار افسران پولیس اور علاقہ بھر کے عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ علماء نے بالاتفاق اپنی شرعی عدالت کا صدر علامہ عبدالسبحان صاحب کھلا بٹ کو مقرر کیا جب مولوی محمود شاہ مناظرہ کے لیے نہ آئے۔ تو صاحب مدرسہ نے شرعی تحریری نوٹس جاری کر دیے۔ اور علاقہ کے معززین کا ایک وفد بھیجا گیا مگر مولوی محمود شاہ نے مناظرہ کے لیے آنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر علمائے کرام کی متفقہ تائید سے صاحب مدرسہ نے مولوی محمود شاہ کا مناظرہ سے شرمناک فرار ہو جانے کے بعد شرعی فیصلہ فرما دیا۔ کہ محمود شاہ کے یہ رسالے مذہبِ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔

اب ۲۲ نومبر ۱۹۵۶ء کو پھر محمود شاہ نے ایک پوچھ اشتہار بنام مولوی محمد اسحاق راوینڈی چھاپا پھر انتشار پیدا کر دیا ہے جس میں منفقہ فیصلہ علمائے اہل سنت والجماعت لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا۔ کہ جمہور علمائے اہل سنت والجماعت مغربی پاکستان کا متفقہ فتویٰ کہ مصنف ”السیف المسلول“ محمود شاہ شیعہ رافضی ہے۔ شائع کر دیا جائے۔ چونکہ سب علمائے کرام کے مفصل فتوے اشتہار میں نہیں آ سکتے۔ جو انشاء اللہ العزیز مع اہم فتوات فتنہ محمودیہ جوابات الگ کتاب کی شکل میں شائع کریں گے۔ بالفعل خلاصہ جوابات پراکتفا ہے۔ خلاصہ فتویٰ: علامہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ محدث پاکستان مفتی محمد امین صاحب جامعہ رضویہ لائپوز۔ محمود شاہ ایک گمراہ آدمی ہے۔ مذہبِ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اہل سنت کا بائس بن کر دھوکہ



دے رہا ہے۔ اس کے مکرو فریب کے جال میں نہ پھنسیں۔ اس کی تقریریں، تحریریں ہرگز نہ سنیں۔ یہ گمراہ اپنے کو سنی ظاہر کر کے تشیع و فطش کی اشاعت کر رہا ہے۔ میں نے یہ رسالہ ”السیف المسلول“ فریب اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں لکھا ہے۔ اس نے بی بی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراءؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح کا انکار کر کے جمہور اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ چودھویں صدی کا یہ محمود قریشی کرسادات کا کفر نہیں مانتا۔ اس نے دشمن کی تفصیل سے بنی فاطمہؓ کو مستثنیٰ قرار دے کر مذہب اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔

اس بنی فاطمہؓ سے قیامت تک سادات لیے ہیں۔ پس ظاہر ہے۔ اس کے نزدیک ابو بکرؓ و عمرؓ اس محمود سے نہیں۔ یہ شیعہ رافضیوں کا فضلہ خوار ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اس کا فتنہ بڑا فتنہ ہے۔ تصدیق: منصور حسین شاہ مدرس جامعہ رضویہ، مولانا ابوالدین جامعہ رضویہ، مولانا ابو حامد محمد صنیع جانی رضویہ، مولانا ابوالشہ محمد عبدالقادر جامعہ رضویہ حافظ احسان الحق قادری مدرس جامعہ رضویہ میں اہل سنت والجماعت کا اودنے خوشہ چین ہوں۔ اور ہر اہل سنت کے مخالف بھتا ہوں۔ حضرت مولانا محب النبی صاحب آستانہ عالیہ غوثیہ کو لوٹہ شریف خلاصہ فتویٰ: حضرت مولانا محمد ہرالدین صاحب صدر المدرس نعمانیہ لاہور ”کتاب السیف المسلول“ میں اہل بیت کی عظمت کو عقائد شیعہ رافضیہ کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور عقائد اہل سنت کو غلط ثابت کرنے کی سعی مطرود کی گئی ہے۔ اپنے کو امام اہل سنت و مفتی اسلام کہہ کر عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اس میں مدرسہ بعض عقائد اہل سنت کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً اہل بیت کا حقیقی معنوں میں منقرض الطاعت ہوتا یہ کہ جزو شے کل کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اولاد فاطمہؓ خلفائے راشدین سے مطلقاً افضل اور

اہل بیت سے کسی غلط فہمی سے عدالت لطائف کرنے والا کا زورمند وغیرہ کاسترات صنیعت اس بنسبائات غیر صحیح اہل سنت کی طرف نسبت محض افتراء جھوٹ دھوکہ اور فراڈ ہے۔ عوام اہل سنت کو اس شخص سے پرہیز لازم ہے۔ مبادا کہ یہ کسی کے ایمان کو نقصان نہ پہنچائے قصہ یق: اعلیٰ حضرت ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و خطیب مسجد وزیر خان لاہور فتویٰ: مولانا اعجاز ولی خان ناظم تعلیمات مفسر قرآن و بار و اتانج بخش مفتی دارالافتاء رضویہ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان نے دو کتاب ”السیف المسلول“ و ”بکھی یہ کتاب انتہائی شنیع اور مضامین تبیہ پر مشتمل ہے۔ اس کا مصنف نہ صرف فاضل ہے بلکہ فاضل میں شہید علور رکھتا ہے اسے اہل سنت سے دور کا بھی علاقہ نہیں مسلمان ایسے شخص سے قطعی اجتناب کریں اسے امام نہ بنائیں اس کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوں خلاصہ فتویٰ: حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور و کتاب السیف المسلول نام نہاد سنی حنفی محمود شاہ ہزاروی دیکھی جس میں مصنف نے آیات مبارکہ و احادیث طیبہ کے معادین غلط تجویز کر کے اپنے مفروضہ عقائد اور باطل مسلک کی تائید کی ہے اور قارئین کو سراسر دھوکا اور فریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے غلطائے راشدین ازواج مطہرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیامت تک کے ہر سید کو خواہ وہ فاسق فاجر، بدعقیدہ اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔ علی الاطلاق فضیلت اور درجہ دیا ہے۔ جو نصوص قطعیہ کے خلاف ہے محمود شاہ گمراہ اور غالی ہے اہل سنت کو اس کی بیعت کرنا ضلالت اور گمراہی ہے اس کے پاس جینا بھی کٹہ ہے۔ تصدیق مفتی سیف الرحمن صاحب مدرس مدرسہ نعیمیہ مولانا عبدالرؤف صاحب مدرس نعیمیہ مولانا عبدالغفور صاحب مدرس نعیمیہ خلاصہ فتویٰ: مولانا غلام رسول صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ رضویہ لاہور مصنف السیف المسلول در حقیقت رافضی ہے جو اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی



ناباک سہی میں منہک ہے۔ اس گمراہ بے دین نے ثابت کیا ہے۔ کہ اہل بیت شیعیین سے افضل ہیں۔ بلکہ اس بعض عبارتیں حکیم تمام سادات کے لیے ظاہر کرتی ہیں۔ کوئی معنی اس بے دینی کی من گھڑت تشویرات میں مبتلا نہ ہو۔ **تصدیق:** مولانا غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نظامیہ مولانا محمد علی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ مولانا ابوسعید عبدالقیوم صاحب مدرسہ جامعہ نظامیہ خلاصہ فتوے: شیر پنجاب محمد عنایت اللہ خطیب ساکن گلہاں مصنف السیف السلول درپردہ شیعہ ہے۔ اور تفتیش سنی بنا ہوا ہے۔ اس کی کتاب سے نقل کردہ عقائد ہرگز اہل سنت کے نہیں۔ اس کی بیعت کرنا میل جول رکھنا اور اٹھنا بیٹھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ شخص مذہب شیعہ کو اہل بیت کا نام سامنے رکھ کر پھیلانا چاہتا ہے۔ فتوے: حضرت مولانا عبداللہ صاحب نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ: یہ شخص بدترین قسم کا شیوہ ہے۔ یہ عقائد ہرگز اہل سنت والجماعت کے نہیں ہیں۔ اہل سنت کو اس کا بیعت ہونا۔ امام بنانا وغیرہ سب حرام ہے۔ اور اس کا پورا بائیکاٹ کیا جاوے۔ **تصدیق:** قاضی محمد الدین صاحب فاضل دیوبند صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مولانا ابوزاد محمد سرگزبان خطیب جامع مسجد گھگھر مدرس نصرۃ العلوم قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مفتی خیر المدارس ملتان۔ حضرت مولانا حاجی فیض عالم صاحب منڈھ کچہر انہرہ خلاصہ فتوے حضرت مولانا جمیل احمد قناری مفتی جامع اشرفیہ لاہور یہ صاحب شیعہ خیالات رکھتے ہیں۔ اور تفتیش کر کے اپنے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ اسی لیے تمام مسلمانوں کو ان سے علیمہ کی اختیار کرنی چاہیے **تصدیق:** اعلیٰ حضرت جناب مفتی محمد حسن صاحب صدر جمعیت العلماء اسلام آل پاکستان حضرت مولانا محمد خلیل مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ مولانا محمد اسماعیل مدرس گوجرانوالہ۔

مولانا عبدالرؤف صاحب صدر مدرس چھوہر شریف مفتی ہزارہ حضرت مولانا محمد مفتی صاحب ایبٹ آباد قاضی محمد زاہد حسینی صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد قاضی محمد طاہر صاحب خطیب پولیس لائن ایبٹ آباد مولوی عصمت اللہ صاحب لڑاں شہر مفتی رش۔ مولانا عزیز الرحمن صاحب لائسنس ایبٹ آباد مولانا محمد ذوال صاحب خلیفہ مسجد ناٹھی مانہرہ۔ جناب مولانا طفیل الرحمن صاحب مدرس احسن المدارس ہری پورہ مولانا عبدالرحمن صاحب عربی ٹیچر لورہ۔ اعلیٰ حضرت جناب قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور قاضی اہل حضرت علامہ عبدالمتین صاحب ڈیڑھ کٹ مفتی پونچھ مولانا امیر عالم صاحب مفتی تحصیل حویلی۔ مولانا ابوعبید امیر الزمان ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء اسلام آزاد جموں و کشمیر مفتی زین العابدین صاحب لائسنس لورہ۔ وہ تفتیش باز قاضی رافضی ہے قاضی منظر حسین صاحب مہتمم مدرسہ اظہار الاسلام پکوال۔ مولانا محمد دین صاحب مدرس مدرسہ اظہار الاسلام، اس شخص کی بیعت، امامت، نشست، و برخاست حرام ہے یہ خود قتال و فتنہ ہے۔ اور لوگوں کو بھی اپنے پیرو عبداللہ بن سبا کی طرح گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ قاضی شاد اللہ صاحب بریلوی موضع پٹان ضلع جہلم حکیم سید علی صاحب دو میل ضلع جہلم مصنف السیف السلول۔ انتہائی منفرد اور بدترین بدعتی ہے۔ بہر حال شیعہ ہے۔ ایک گرا حادیس موضوع درج کریں۔ دوسرا مطلب غلط بیان کیا۔ یہ شخص اہل سنت کا لباس پہن کر اہل سنت والجماعت کے ایمانوں پر قابو پانا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی اشاعت کرنا ہے۔ اس کی بیعت امامت مطلقاً حرام ہے۔ اور بائیکاٹ واجب۔ مولانا محمد عظیم صاحب مہاجر حال بھیس ضلع جہلم قاضی محمد عابد صاحب بریلوی ضلع جہلم، جو عقیدہ کتاب "السیف السلول میں محمود ثا نے پیش کیا ہے۔ یہ شک عقائد شیعہ کے ہیں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل مانہرہ ہی حال راولپنڈی۔ مولانا عبداللہ صاحب



بھوئی گاڑ مولانا ولی اللہ صاحب قریشی مدرس لاہور لکھنؤ، ایسے عقائد والا ہرگز سنی حنفی نہیں، احادیث غلط اور موضوع ہیں بے دین آدمی ہے۔ خدا کی پناہ۔  
مولانا مفتی ابوالسعید محمد شفیع سرگودھا خلاصہ فتوے: جناب عمر صاحب کراچی محمود شاہ نے اپنی کتاب السیف السلول، میں جو من گھڑت اقوال لکھے ہیں وہ عقیدہ اہل سنت کے مخالف اور گمراہی ہیں۔ مسلمانوں کو اس کی محبت سے بچنا چاہیئے۔ وہ گمراہ ہے مفتی ہے بے دین ہے۔ خلاصہ فتوے، حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان صاحب خلیفہ جامع مسجد غوثیہ گجرات، شیخ نص تبرائی رافضی ہے۔ اور اس کی تحریر میں زات تبر بھرا ہوا ہے۔ یہ حدیثیں اس نے پیش کی ہیں ان میں سے اکثر ہم نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی یہ قرآن کریم اور احادیث مشہورہ و صحیحہ کے خلاف ہیں۔ کسی طرح قابل قبول نہیں۔ یہ شخص پکارا رافضی تبرائی شیعہ ہے۔ اس کی صحبت اس کی بیعت، وغیرہ سب حرام ہیں۔

### محمود شاہ مطروہ والطریقیت ہے؛ اب ایک اہم بات کی طرف توجہ

اہل سنت کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک مشورہ تھا جو میں حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی نے ایک خط کے ذریعہ دیا۔ غلط کی نقل یہ ہے: ۹ ستمبر ۱۳۸۰ء  
محمد عبدالغفور ہزاروی۔ سلام سنوں۔ آپ کو مشورہ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اس کی تصنیف لے کر علی پور شریف جناب صاحبزادہ اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجیں۔ وہاں ہی سے فتوای حاصل کریں۔ کیونکہ یہ وہاں ہی کا خلیفہ ظاہر کر کے لوگوں کو مزید گمراہ ہے۔ اور علی پور شریف والوں پر اس کی حقیقت واضح ہے۔ میں نے بھی سنا ہے کہ یہ شخص حقیر امیر معاویہ کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا اور اسی ضمن میں بقیہ صحابہ کے متعلق بھی درپردہ ایسی باتیں کہتا ہے جو ان کی شان کے

لائی نہیں۔ اس کی تحریر پر بعد میں گرفت کریں۔ اہل دربار علی پور شریف سے معاملہ صاف کرائیں۔ تاکہ یہ خلافات اور پیری مریدی کی حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ دربار علی پور سے محمود شاہ صاحب کے خلیفہ ہونے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو وہاں سے مندرجہ ذیل جواب ملا۔

### فتوے دربار علی پور شریف پیرخانہ محمود شاہ صاحب

الجواب: میں اس محمود شاہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اندرونی طور پر یہ کٹر رافضی ہے۔ اور وہ بھی تبرائی۔ شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں گستاخیاں کرتا ہے۔ خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نہایت دریدہ دھنی اس کے بھائی عبدالقاسمی نے اپنی کتاب النظام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زراغ و زعن سے تعبیر کیا ہے یہ محمود شاہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق کے نکاح حضرت صاحبزادی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اپنی کتاب درمقام السنہ، میں پونچھ دو بیج عبارات سے اپنے مومہومہ دعا کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ کوئی اہل سنت والجماعت اس کے دام ترویج میں نہ آئے۔ علمائے اہل سنت والجماعت اس کی کتب کا مطالعہ کر کے اس کا رد بلیغ فرمائیں۔ یہ ایک نیا فتنہ ہے۔ اس فتنہ میں گجراتی محمود شاہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پوشیدہ پوشیدہ یہ ارتدادی فتنہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کا انداد علماء پر لازم ہے۔ دونوں مذکورہ نام کے محمود ہیں۔ دربار علی پور شریف سے مطروہ و مرجوم کیے جا چکے ہیں۔ اور علی الاطلاق تقریباً دس ہزار کے مجمع میں اس کی شیعیت و رقص کے قلعی کھل چکے ہیں۔ اہل اسلام ایسے فتنوں سے اپنے ایمانوں کو محفوظ رکھیں۔ اور ان سے کلی بائیکاٹ کر کے غیرت اسلامی کا پورا پورا ثبوت دیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔ (امام حضرت علامہ فقیر محمد عبدالرشید غفرلہ صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ عالیہ علی پور شریف سیدان، فقیہ اس شخص کو پہلے سے فاقی ملوگا)



جانتا ہے۔ فقیر یارانِ طریقت کو خصوصاً دوسرے مسلمانوں کو عموماً تکیہ شدید کرتا ہے۔  
 کہ اس شخص (محمود شاہ) سے پرہیز کریں۔ اس نے یہاں عرس شریف پر بھی اپنے عقیدے  
 پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ دعا گو سید اور حسین علف حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب  
 سجادہ نشین علی پوریوں۔ یہ محمود شاہ میرے جد امجد قبلہ عالم محدث امیر ملت علی پوری  
 کے سلسلے میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ خلیفہ ہے بلکہ پیشید ہے۔ اس لیے کوئی مسلمان  
 اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ مغتری اور جھوٹا ہے۔ اس لیے پرہیز اس سے لازم  
 اور ضروری ہے۔

حضرت اقدس صاحبزادہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جماعتی علی پوری  
 عقی عنہ بقلم خود

### المشاہیر تھران

ملک فیہ الدین خان صدر منتظم کمیٹی و غلام نبی جنرل سیکرٹری منتظم کمیٹی جامع مسجد حویلیاں  
 سلطان محمد خان چیف آف جہون نگر، جہون برادرز بازاری حویلیاں، محمد اکبر خان۔  
 جہون رجب عیہ، حیدر زمان خان آف نگر، حافظ فضل الرحمان خان صاحب خطیب  
 جامع دوڑ حویلیاں، خان نعمت خان صاحب ٹھیکدار حویلیاں اسٹیشن مولوی فضل الرحمان صاحب  
 جھنگر، خان قلندر خان سلطان پور، خان عطا محمد خان چنگر، خان بہرام خان اسٹیشن  
 حویلیاں، بنشی میر داد خان تاجر اسٹیشن حویلیاں، خان شاہداد منبردار حویلیاں خان میر زمان خان  
 اسٹیشن حویلیاں، حاجی میر احمد صاحب تاجر اسٹیشن حویلیاں، خان منصف خان کڑا منچرٹ  
 اسٹیشن حویلیاں، ملک زوداد خان منبردار کنگر، خان سعد اللہ خان رجب علیہ علم جلیجی  
 صاحب سابق ایم ایل اے، صفدر خان کنگر، خان شیر احمد خان چیف بانڈی علانی  
 خان، حاجی عطا محمد خان صاحب حویلیاں اسٹیشن مولوی جہان داد خان صاحب نائب  
 خطیب حویلیاں اسٹیشن۔

## امام جعفر صادق کے کونڈوں کے فریب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آج تک جتنے الزامات اور بہتانات امیر معاویہ  
 کی ذات پر کیے جو ہماری نظر سے گزرے تو ہم نے ان سب کو دلائل کی  
 روشنی میں ثابت کر دیا۔ کہ وہ سب مکرو فریب کے پلندے ہیں۔ تو آخر میں  
 میں خیال آیا کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے کونڈوں میں جو شیعہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے  
 وصال کی خوشی مناتے ہیں۔ اور لعن طعن کرتے ہیں اسی فریب کو بھی واضح  
 کر دینا بہت ضروری ہے۔

(۱) معاندین اسلام اور دشمنان صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد خاص اور کاتب  
 وحی کے یوم وصال پر کونڈوں کے نام پر ایک رسم جاری کر رکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ  
 ۲۱ رجب کو بوقت شام میدہ ٹھکر اور گھی دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور  
 اس پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قاتمہ ہوتا ہے۔ اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز و اقارب کو بلا  
 کر کھلائی جاتی ہیں یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔

منظر اسلام مولانا عبدالمجید شکور لکھنوی نے اپنے رسالہ "الانجم لکھنؤ" اسٹیت  
 جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ میں لکھا۔

دو ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے  
 اور تین چار سال سے اس کا رواج یونانیوں کا بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں  
 کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق ایک فتوے بھی بصورت اشتہار تین سال



لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر عسکری کا قول ہے کہ لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کوٹڑوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔  
(در سال النجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے کہ نصف صدی پیشتر کوٹڑوں کی رسم لکھنؤ سے شروع ہوئی۔ اس کا نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثبوت ملتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ ۲۲ رجب جو وفاتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دن ہے اس دن تقیہ کی آٹھ میں شیعہ خروشی مناتے ہیں بھٹکوں کی طرح یہ رسم بڑھ رہی ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء)

اب ہم امام جعفر کے کوٹڑوں کا پہلے اصل افسانہ جو مولوی محمود الحسن بدایونی نے کوٹڑوں کی کتاب میں لکھا ہے اس کو نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اصل افسانہ ملاحظہ فرمائیں۔

## لکڑ ہارے کا افسانہ

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک لکڑ ہار رہتا تھا۔ جو بری طرح وہ کھانا تک و عیال بسیاریا کے چکر میں پڑا ہوا تھا۔ یعنی اس کی اولاد بہت تھی اور کھانے کو تھوڑا جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا اور بازار میں لے جا کر بیچنا، بس یہی اس کا ایک ذریعہ معاش تھا۔ اس ذریعہ سے روز کے روز جو پیسے اس کو ملتے تھے ترشی سے وہ اپنی بیویوں میں اپنی گزر بسر کرتا تھا۔ اور اگر کسی دن لکڑیاں نہ ملتی، یا نہ بکتیں تو اس دن سارے گھر کو فاقے میں رات بسر کرنا پڑتی تھی۔

اس طرح عسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کرتے جب ایک زمانہ گزر گیا تو مدینہ منورہ کی بود و باش سے لکڑ ہارے کی طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ وہ ویس چھوڑ کر پردیس کو چلا گیا کہ شاید پردیس ہی میں پہنچ کر قسمت کی برشتگی اور زمانے کی گردش سے نجات مل جائے۔ لیکن عسرت اور تنگدستی نے وہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لانا اور پیٹ پالنا۔ جو دیس میں رہ کر اپنی زندگی کے بارہ سال گزار دیئے۔ پردیس میں رہ کر اسے گھرا دیا تھا بچے یاد آتے تھے اور بیوی یاد آتی تھی۔ لیکن نہ کبھی پاس پیسہ ہوا کہ کچھ بچوں کو بھیجتا، اور نہ شرم اور ندامت نے اسے اس کی ہمت دی کہ گھر واپس آتا۔

ادھر جب گھر سے لکڑ ہارے کے لاپتہ ہو جانے پر گھر والوں کا کوئی سہارا نہ رہا تو لکڑ ہارے کی بیوی نے وزیر کے محل میں حاضری دے کر وزیر کی بیگم کے سامنے اپنا دکھ درد بیان کیا اور وزیر کی بیگم نے ترس کھا کر لکڑ ہارن کو اپنی خادمہ بنا لیا۔ اور گھر میں بھاڑ دینے کی خدمت اس کو سونپ دی اور اسی طرح اس کی اور اس کے بچوں کی گزر بسر کی ایک اچھی صورت نکل آئی۔

پھر لکڑ ہارے کی بیوی بچوں کو وزیر کے محل میں جب فراغت سے کھانے پینے کو لاتواں کی رگوں میں کچھ خورق دوڑنے لگا اور بھوک سے مر جھکا چہروں پر کچھ رونق سی آنے لگی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ لکڑ ہارے کی بیوی وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں بھاڑو دے رہی تھی۔ اتنے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مع ساقیوں کے اس طرف سے گزر ہوا۔ اور جب حضرت وزیر کی ڈیوڑھی کے پاس پہنچے تو ایک دم ڈیوڑھی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھنے لگے کہ یہ کون سا مہینہ ہے، اور چاند کی آج کون سی تاریخ ہے؟



عقیدت مندوں نے بعد ادب عرض کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اور چاند کی بائیسویں تاریخ ہے۔

پھر پوچھا۔ ”معلوم ہے تم کو کہ رجب کی بائیسویں تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟“  
عرض کیا۔ حضور ہی بہتر جانتے ہیں۔

ارشاد ہوا۔

سنو! اس تاریخ کی بڑی فضیلت ہے۔ اگر کوئی برگشتہ قیمت گردش روزگار سے کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو یا رزق کی تنگی نے اسے دبا دیا ہو۔ یا اس کی کوئی اور حاجت پوری نہ ہو رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو نہادھو کہ عقیدت کے ساتھ میرے نام کے کوٹھے میرے یعنی بازار سے نئے کورے کوٹھے خرید کر لائے اور انہیں گھی میں تلی ہوئی میٹھی خستہ پوریوں سے بھرے۔ پھر صاف چادر بچھا کر کوٹھوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا فاتحہ کرائے اور میرا ہی وسیلہ پکڑ کر خدا سے دعا کرے تو اس کی ہر مشکل رفع اور ہر حاجت دم کے دم میں پوری ہو جائے گی اور اگر اس طرح کے عمل کے بعد بھی کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔“

حضرت نے یہ سب کچھ ارشاد فرمایا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وزیر کی ڈیوڑھی سے آگے بڑھ گئے۔

لکڑہارے کی خستہ حال بیوی جو وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اس کو جب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے گردش روزگار سے نجات حاصل کرنے کا یہ گم معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی وہ سب کام کاج چھوڑ کر فوراً کوٹھوں کے اہتمام میں مصروف ہو گئی اور نہادھو کر

بڑی عقیدت کے ساتھ بتائے ہوئے طریقہ پر اس نے خستہ پوریوں کے کوٹھے میرے اور انہیں صاف چادر پر رکھ کر بڑی صدق دلی کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرایا اور دعا کی کہ وہ اسے خدا! حضرت امام جعفر کے صدقے میں میرے دکھ درد کر دے۔ میرا شوہر خیریت سے گھر آجائے۔ اور جب آئے تو اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لے کر آئے۔

اب ادھر کی سنو! لکڑہارا بارہ برس سے پردیس میں بڑی عسرت اور تنگ حالی کی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن حضرت امام کی کرامت دیکھنے کو جیسے ہی مدینہ میں لکڑہارے کے دن پھرے۔ وہ ایک دن جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا اچانک کھٹاری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔ کھٹاری گرنے سے زمین پر جو دمکا ہوا اس سے لکڑہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین شاید اندر سے کچھ خالی ہے اس نے زمین کھودنا شروع کی۔ ابھی زمین کھودتے زیادہ وقت نہ لگا تھا کہ ایک بڑا شاہی دفینہ زمین سے برآمد ہوا۔ درود خواہر سونا چاندی، مال زیور اور بے شمار روپیہ پیسہ بغرض اس دفینہ سے ایک بڑا خزانہ لکڑہارے کے ہاتھ لگا۔ جس نے دم کے دم میں لکڑہارے کے دن پھر دیئے۔ اور اس کی خستہ حال زندگی میں ایک تعمیری انقلاب پیدا کر دیا۔

لکڑہارے نے اس بے پایاں دفینہ پر قبضہ کر کے آہستہ آہستہ اپنی زندگی میں امیرانہ سدھار پیدا کیا۔ اب تو کہ چاکر، باندی، غلام، اونٹ فخر اور بہت سے گھوڑے اور امارت کا دوسرا فرمان اس کے پاس موجود تھا۔ یہ سارا ساز و سامان اور دفینہ سے ملکی ہوئی ساری دولت لے کر بڑے امیرانہ ٹھانڈا بڑی رئیسانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر لکڑہارے نے وزیر کے محل کے پاس ہی اپنا ایک عالی شان مکان تعمیر کرایا



اور بڑے ٹھاٹھ سے امیرانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔

لیکن وزیر کی بیگم کو ٹھٹھارے کے اس عظیم تعمیری انقلاب کی مطلق خبر نہ ہوئی اور نہ اسے اس بات کا پتہ چلا کہ اس کے محلہ کے پاس ہی ٹھٹھارے نے بھی اپنا شاندار مکان تعمیر کرایا ہے۔

ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم جب اپنے محل کے بالاخانہ پر چڑھی تو اسے یہ دیکھ کر بڑا جھنجھا ہوا کہ اس کے محل کے پاس ہی جو ایک وسیع اور کشادہ زمین پڑی ہوئی تھی اس پر ایک نو تعمیر مکان کھڑا آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ اس نے خادماؤں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے؟ سب خادماؤں نے ایک زبان ہو کر عرض کی حضور یہ اسی ٹھٹھارے کا مکان ہے جس کی بیوی کبھی آپ کے یہاں جا رہی تھی۔ کلام کرتی تھی۔ لیکن خدا کی شان کہ آج اس کے بڑے ٹھاٹھ ہیں۔

بیگم نے اپنی ایک خواص سے کہا۔ تو ٹھٹھارے کی بیوی کو ذرا دیر کے لیے میرے پاس بلا لاؤ۔ تاکہ خستہ حال ٹھٹھارے کے اس حیرت انگیز تعمیراتی انقلاب کی کچھ حقیقت معلوم ہو۔ خواص گئی اور دم کے دم میں ٹھٹھارے کی بیوی کو بلا لائی۔ وزیر کی بیگم نے اس سے پوچھا۔ تم تو تنگ دستی اور ناداری کا شکار تھیں۔ پھر تمہیں شاندار متول کس طرح حاصل ہو گیا؟

اس پر ٹھٹھارے کی بیوی نے حضرت امام کے ارشاد کے مطابق کوٹڑوں کے بھرنے اور ان کی برکت سے ایک بڑا دینیہ ہاتھ لگنے کی پوری داستان بیگم کے سامنے پیش کر دی۔

وزیر کی بیگم نے یہ سب کچھ سننا تو وہ مسکرائی اور کہا کہ تیری باتیں دل کو نہیں لگتیں۔ بھلا کوٹڑوں کا بھرنہ بھی کوئی کارنامہ سا کارنامہ ہے جو آدمی کو ایک دم زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دے۔ مجھے تیری بات پر بالکل یقین نہیں

اسما۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیرے شوہر نے رہزنی کر کے یا کہیں ڈاکہ ڈال کر یہ دھڑ دولت حاصل کی ہے۔

وزیر کی بیگم جب کوٹڑوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو فوراً ہی اس پر اور اس کے شوہر پر ایک غیبی عتاب نازل ہوا۔ اس کا شوہر بادشاہ کا بڑا وزیر تھا اور بہت ہی منہ چڑھا وزیر تھا۔ چھوٹا وزیر دل ہی دل میں اس سے جلاکتا تھا اور دن رات شاہی دربار میں اس کو نیچا دکھانے کی فکریں نگار ہوتا تھا۔ موقع ہاتھ آیا تو اس نے موثر طریقہ پر بادشاہ کے کان بھرے اور رازداری کے ساتھ بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ بڑا وزیر آپ کی حکومت کا بہت بڑا فائن ہے اس نے خیانت کے ذریعہ سرکار کی بہت بڑی دولت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے یقین ذائقے تو اس کے حساب کی جانچ کر کر دیکھ لیا جائے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بڑے وزیر کے حساب کی فوراً جانچ کرائی جائے اور جب شاہی حکم سے وزیر کے حساب کی جانچ کرائی گئی تو شاہی خزانے کا لاکھوں کا فتنہ بڑے وزیر کی طرف نکلا۔ بادشاہ کو جلال آگیا۔ اس نے فوراً ہی بڑے وزیر کو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اور اس کی ساری جائیداد اور اس کا تمام مال و متاع ضبط کر کے اسے شہر بدر کر دیا۔

جو وزیر کا ایک حکومت کے ہر سیاہ و سفید مالک تھا آج جب اس پر شاہی عتاب نازل ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنی بیگم کے ساتھ پاپادہ خالی ہاتھ اس حال میں شاہی حدود سے شہر بدر ہو جانا پڑا کہ زادراہ کے لیے ایک پیسہ بھی اس کی گھر میں نہ تھا۔ صرف دو درہم کسی طرح بیگم کی جیب میں پڑے رہ گئے تھے راستے میں کسی جگہ خر بوزے بکتے دیکھے تو بیگم نے ایک درہم دے کر ایک خر بوزہ خریدا اور اسے ایک دستی میں باندھ لیا۔ کہ دم اشتہا بھوک کی شدت کچھ نہ کچھ نجات



ماصل کی جاکے۔

جس دن وزیر کو شاہی حکم سے شہر بدر کیا گیا تھا۔ اسی دن بادشاہ کا شاہزادہ صبح سویرے شکار کو گیا تھا۔ لیکن جب شام تک شاہزادہ شکار سے وٹ کر واپس نہ آیا تو بادشاہ کو شاہزادے کی طرف سے بڑی تشویش ہوئی۔

چھوٹے وزیر نے شاہی آداب بجا لاتے ہوئے عرض کیا۔ ”جہاں پناہ! شاہزادے صاحب جس راہ شکار کو گئے تھے اسی راہ معزول و زیر کو بھی جاتے دیکھا گیا ہے۔ نصیب دشمنان کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ میں وزیر صاحب انتقاماً شہزادے صاحب کو کوئی گزند پہنچا دیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے بہت سے سواروں کو چاروں طرف دوڑایا کہ وزیر جہاں بھی ملے اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ سوار گئے اور دم کے دم ہی وزیر کو راستے سے گرفتار کر کے لے آئے۔ اور پابہ زنجیر بادشاہ کے حضور پیش کر دیا وزیر کے ہاتھ میں رومال بندھا ہوا غریبہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا، یہ ہاتھ میں کیا ہے؟ معزول وزیر نے عرض کیا۔ حضور یہ غریبہ ہے۔ لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو غریبہ کی جگہ خون میں لٹھڑا ہوا شاہزادے کا سر تھا جسے دیکھ کر شاہی غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حکم ہوا دونوں کو جیل بھیج دیا جائے اور صبح سویرے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

معتوب وزیر اور اس کی بیگم، دونوں کے دونوں بصد ذلت و خواری جب جیل پہنچے تو ان کا برا حال تھا۔ انتہاء درجہ کی پریشانی کی حالت میں سترتا سراپاں کا عالم ان پر طاری تھا۔ اسی حال میں شکستہ فاطمہ وزیر نے غمزدہ بیگم سے کہا۔ معلوم نہیں اللہ کی جناب میں ہم سے وہ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ جس کا خمیازہ اس بے پناہ مصیبت کی صورت میں ہمیں بھگتنا پڑا ہے کہ اچانک ہاتھ سے وزارت گئی۔ پھر ذلت کے ساتھ ہمیں شہر بدر کیا گیا۔ پھر پکڑ کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور اب صبح ہوتے

ہوتے ہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

رومال میں بندھے غریبہ کا حیرت انگیز طور پر شاہزادے کا سر بن جانا بھی اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ضرور ہم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ ورنہ کہاں غریبہ اور کہاں شاہزادے کا سر۔ اب ہمیں اور تمہیں دونوں کو اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنی جس غلطی کا پتہ چلے اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور اللہ سے معافی کی دعا مانگنی چاہیے۔

بیگم نے کہا۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے کہ جس کا یہ عبرت ناک انجام سامنے آتا۔ لیکن ہاں کئی دن ہوئے میں نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان لانے سے ضرور انکار کر دیا تھا۔ پھر بیگم نے ٹکڑا ہارے کی بیوی کے کونڈے بھرنے اور کونڈوں کی کرامت سے دم کے دم میں اس کے مال دار ہو جانے کی پوری داستان وزیر کو سنائی۔

وزیر نے بیگم کی زبان سے جب ٹکڑا ہارے کا یہ پورا قصہ سنا تو کہا۔ بیگم تم نے حضرت امام کے قول کی تصدیق نہیں کی۔ اور حضرت کے بتائے ہوئے طریقہ پر کونڈے بھرنے کے عقیدے پر تم ایمان نہیں لائی۔ حقیقت میں ہی حضرت امام کی شان میں تمہاری بہت بڑی گستاخی تھی۔ اب میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسی گستاخی کا شاہی عتاب کی صورت میں یہ سارا وبال ہم پر پڑا ہے۔ بیگم نے بھی اس بات پر یقین کیا۔ اور سچے دل سے عہد کیا کہ اگر اس بے پناہ مصیبت سے نجات ملی تو شاندار انتقام کے ساتھ حضرت امام کے کونڈے ضرور بھروں گی۔ پھر دونوں کے دونوں حضرت امام کا وسیلہ پکڑ کر رات بھر خدا سے دعا کرتے رہے۔



کے لیے اس کو ذلت کے ساتھ شہر بدر کر دیا گیا۔

پھر شاہی محل سے لے کر کا شادہ وزیر تک بڑی دھودھام اور بڑے ہی شادمانہ اہتمام کے ساتھ کوئٹہ بھرنے کی رسم ادا کی گئی۔ اور پھر وزیر کی بیگم تو زندگی بھر بڑی عقیدت کے ساتھ ہر سال حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کوئٹہ بھرتی ہی رہی۔

اب ادھر جیسے ہی بیگم نے بصد عقیدت کوئٹہ بھرنے کا عہد کیا ادھر ویسے ہی حالات نے اپنا رنگ بدلا۔ یعنی صبح ہوئی تو بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ صبح سلامت گھر واپس آ گیا۔ شہزادے کو دیکھ کر بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اور حیرت بھی۔ اس نے فوراً اسیران جیل کو اپنے پاس طلب کیا۔ پھر وہاں کھول کر دیکھا تو اس میں سے شہزادے کے سر کی جگہ وہی خربوزہ برآمد ہوا جبران معصیت کے ماروں نے راہ چلتے خریدا تھا۔ بادشاہ نے معتبوب وزیر سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟

وزیر نے کوئٹوں کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے لے کر لکڑہارے کی پوری داستان تک ساری سرگزشت بادشاہ کے روبرو پیش کر دی۔ اور کہا۔ جہاں پناہ بحقیقت یہ ہے کہ میری بیوی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جھٹلایا تھا اور کوئٹے بھرنے کے عقیدے سے اظہارِ نیناری کیا تھا۔ اسی پاداش میں ہم دونوں کو ذلت و رسوائی کا یہ روز بردیکھنا پڑا۔ ورنہ کہاں آپ کا یہ درنہ نمک خوار خادم اور کہاں خزانہ عامرہ سے لاکھوں کی خیانت اور غبن کا ارتکاب اور کہاں خربوزہ اور کہاں شہزادہ والا تبار کے دشمنوں کا سر۔

بادشاہ وزیر کی زبان سے یہ حالات سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت وزارتِ اعلیٰ کا منصب عالیٰ نئے سرے سے پھر بڑے وزیر کو سونپ دیا۔ اور تلافیِ مافات کے طور پر ایک خلعت فاخرہ سے بھی اسے نوازا۔ اور چھوٹا وزیر اسی وقت راندہ دربار ہوا۔ جس نے شرارت سے بڑے وزیر کے خلاف بے بنیاد لگائی۔ بجھائی سے کام لیا تھا۔ اور لاکھوں کا غبن بڑے وزیر کے ذمہ نکالا تھا۔ اس کی ساری جائیداد ضبط کر لی گئی اور ہمیشہ



## تبصرہ

دو وعدہ تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں

## محموظ رکھیں

- ۱۔ یہ افسانہ اور بن گھڑت قصہ آج سے تقریباً پون صدی پہلے کا ہے۔
- ۲۔ واقعہ میں جس لکڑ ہارے کو مرکزی کردار بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کا رہنے والا بتایا جاتا ہے۔
- ۳۔ اس افسانے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت بیان کی گئی ہے کہ جس پر عمل کرنے والے غنی بن جاتے ہیں۔
- ۴۔ لکڑ ہارے کو کونڈے بھرنے کا حکم پھر تعمیل حکم پر اس کی غربت کا خاتمہ اور بادشاہ کے انکار پر اس کی تباہی۔
- ۵۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷ ربیع الاول ۸۳ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۵ اشوال ۸۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہی وصال ہوا۔
- ۶۔ طویل دور میں کونڈے بھرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔
- ۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہی وصال فرمایا یہیں پیدا بھی ہوئے تھے۔ گویا آپ کی ساری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر ہوئی۔
- تاریخین کرام! جب ہم کونڈے بھرنے والی افسانوی بات کے تانے بانے کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کے گھڑنے والوں کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔
- لکڑ ہارے کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور وہ ایک بوری نے تسلیم نہ کیا۔ تو سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

یہاں تک کہ وزارت سے وزیر کو معزول کر دیا اور پھر ان کا کچھ وقت انتہائی ذلت سے گزرا۔ اور جب انہوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ اور کونڈے بھرے تو بادشاہ نے وزیر کو بحال کر دیا۔

اور اس کا مرتبہ و مقام بھی بڑھا دیا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ پر کسی بادشاہ کی حکومت تھی۔ حالانکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس سے آج تک وہاں کسی کی بادشاہت نہیں ہوئی۔ ہاں سعودی خاندان میں ملکیت تھی۔ وہ بھی آج کل بزم خورشید خادم الحرمین بنے ہوئے ہیں۔ ان سے قبل خلافت تھی۔ تو جب بادشاہت تھی ہی نہیں۔ تو تو پھر لکڑ ہارے کو بادشاہت مل جانا اور وقت کے بادشاہ کی بادشاہت ختم ہونا کیا فرضی قصہ نہیں بنتا؟ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ واقعی صاحب کرامت تھے لیکن ان کی کرامت کا تعلق من گھڑت قصہ سے جوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ پھر اس پر مزید حیرت یہ کہ اتنا اہم قصہ آج سے صرف پون صدی قبل وجود نہیں رکھتا۔ اس اس طویل عرصہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب واقع کن کن ذرائع اور وسائل سے ہم تک پہنچا۔ ان کا کسی کتاب میں کوئی تذکرہ نہیں۔ واقعہ مذکورہ کی ان کوڑیوں کو لائیں۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی شاطر نے اسے گھڑا ہے۔ اور چالاک سے اس کو امام موسوی کی کرامت کے ساتھ نبھتی کر کے قبولیت دلوائی۔ اس سلسلہ میں قارئین کرام کی دلچسپی اور حقیقت شناسی کی خاطر اپنے ساتھ بیٹا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے دارالعلوم میں ایک دفعہ ایک اجنبی چہرہ مجھے ملنے آیا۔ میں نے اُن کا تعارف پوچھا۔ تو بتایا۔ کہ مجھے دو غلام حسین بخشی کہتے ہیں۔ یہ صاحب مذہب شیعہ کے بہت بڑے لکھاری ہیں۔ اور ان سطور کے لکھنے وقت بقید حیات ہیں۔ میں نے تعارف ہو جانے کے بعد پوچھا۔ اگر آپ براہ منائیں۔



تو میں پوچھتا چاہتا ہوں کہ برصغیر میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھر انہیں اندر کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ نجفی مذکور نے کہا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و حسن اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہل سنت دیکھتے کہ ایصالِ ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پلانا کرتے ہیں۔ اس دن یا تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا امام جعفر صادق کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے بھرنے جانے کی نسبت ان کی طرف کیوں کی جاتی ہے؟ میری ان باتوں کا خدا شاہد ہے کہ غلام حسین نجفی کو کوئی جواب نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک رسم ہے جسے تنویر کونڈے کرنے والوں نے چلایا ہے۔ میں نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو یہ معلوم ہوا کہ تم شیعوں کا سارا مذہب ہی تنویر کونڈے والوں کی اتباع ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سا دھ گیا۔ اب میں نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالکل پاک ہے۔ کہ اہل تشیع کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں بھاتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو دراصل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ کے وصال کی شیعہ لوگ کونڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

کے لیے یومِ عید ہے۔ نام لیتے ہو امام جعفر صادق کا اور نیت تمہاری یہ کہ کونڈے خوشی ہے معاویہ کے مرنے کی، اسی بات کا شاہد ایک مضمون میری نظر سے گزرا ہے جس میں مکھنوں کے اہل تشیع کا واقعہ بیان کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ مکھنوی شیعوں نے جب ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یومِ وصال (بائیس رجب) کو خوشی کے طور پر منانے کا پروگرام بنایا۔ پھر اس دن انہوں نے جمی بھر کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جس سے اہل سنت کو غیظ و غضب آیا۔ اور دونوں میں لڑائی تک نسبت پہنچی۔ اور اس میں شیعوں کو نعمت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے بعد انہوں نے پروگرام یہ بنایا کہ اسکی خفیہ طریقہ سے شروع کیا جائے اور امیر معاویہ کے نام کی بجائے امام جعفر کے کونڈے کے نام سے اسے شہرت دی جائے تاکہ سنیوں سے محاذ آرائی بھی ختم ہو جائے۔ اور اس نسبت کی وجہ سے وہ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے۔ کیونکہ امام جعفر صادق کے ساتھ اہل سنت کو بھی عقیدت و محبت ہے لہذا انہوں نے اس کو رواج دینے کی خاطر یہ گھڑت واقعات کا سہارا لیا۔ اور کہا کہ ان کونڈوں میں سے اگر کوئی کھانا پاتا ہے۔ تو امام جعفر صادق کی وصیت کے مطابق اسے اندر بیٹھ کر ہی کھائے۔ باہر نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس چال میں ہم اہل سنت کے بہت سے لوگ آگئے۔ اور بعض دفعہ کھڑا رہے کے مذکورہ واقعہ کے پیش نظر غریب سنی کہیں سے قرض اٹھا کر کونڈے بھرنے لگے۔ اور انکار کی صورت میں بربادی کا خوف آنے لگا۔ شیعوں کی دیکھا دیکھی سنیوں نے بھی بائیس رجب کو امام جعفر کے کونڈے بھرنے شروع کر دیئے۔ اور وہی قیود و شرائط لگائیں۔ جو انہوں نے گھڑ رکھی تھیں۔ اس چال میں آنے والے اہل سنت افراد اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور وہ اسے ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ سمجھ کر اپنا بیٹھے۔ لیکن حیرت ایسے علماء پر ہے۔ جو حقیقت حال سے باخبر ہوتے ہوئے



پھر یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ اس حدیث سے اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب کی مخالفت، دیوبندی یا غیر مقلد کرتے ہیں ہم اہل سنت ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ لہذا کوئی بڑے بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا یہ علماء و غلامِ حسین نجفی،، والے ہی الفاظ کہتے ہیں۔ ان علماء کو یہ دیکھنا چاہیے کہ شیعوں نے یہ طریقہ ایصالِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خوشی منانے کے لیے گھڑا ہے۔ ایک صحابی رسول کی توہین اور ان سے براۓت کی خاطر اس کو وضع کیا گیا۔ ان کا مقصد و حید صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنا ہے۔ لہذا یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت نے احکامِ شریعت میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی براۓت کرنے والا جنتی کتب ہے تو پھر اس قبیل عمل کو یہ کہہ کر خود کرنا اور دوسروں کو کرنے کی اجازت دیتا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ کہاں تک اس کی اجازت ہے؟ قرآن کریم کی نص قطعی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ”راعنا“ کہنے سے منع فرمادیا۔ کیونکہ کچھ بدیہی اس کے عین کی کسر کو کہیںچ کر اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام اس سے کسی قسم کا غلط تصور نہ کرتے کہ نہیں بولتے تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام کو ہی خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا“ گویا ایک لفظ اگر معمولی سی تبدیلی سے پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا قصد کوئی کر سکتا ہے۔ تو اس لفظ کی ادائیگی سے ہی منع کر دیا گیا۔ اسی طرح کوئی بڑے بھرنے کا معاملہ ہے۔ کہ ایک طرف ایصالِ ثواب کرنے والے ہیں۔ اور دوسری طرف اس عمل کو توہینِ صحابی کے لیے کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کو ایصالِ ثواب کے زمرہ میں رکھ کر کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے۔ کیونکہ اس میں یہ صورت بائیس رجب کو بھڑے جانے والے اُن کوٹوں سے مکمل مشابہت ہے۔ جو شیعہ

لوگ بغضِ معاویہ کی نیت سے کرتے ہیں۔ جب اس واقعہ کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں۔ اول ما آخر من گھڑت ہے۔ اور ایک مرد و فرتر شیعہ شیعہ کی اختراع و ایجاد ہے۔ اس سے بڑھ کر اسے چھوٹا اور بے اصل ہونے کی کیا دلیل ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں فرما رہے ہیں کہ کوئی بھڑے بھڑے جو اس کا ایصالِ ثواب مجھے کرے اور پھر کھڑا ہاراکہ میری آپ کی زندگی میں آپ کو ایصالِ ثواب کر رہی ہے یہ کتنی چھوٹی اور من گھڑت بات ہے کہ ایصالِ ثواب تو ان لوگوں کو کیا جاتا ہے۔ کہ جو دنیا سے وصال کر جاتے ہیں نہ کوٹوں کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ زوروں کے کیونکہ زندوں کے ہلک کیا جاتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا۔ وہ ان کا ہی ایک فرد ہو گا“ اس لیے اہل سنت کو بائیس رجب المرجب کو کوٹے بھرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ امید ہے۔ کہ میرے یہ چند الفاظ مہربان جاننے والے کے لیے ذریعہ ہدایت ہوں گے۔ و ما کو فی حقہ الا باللہ۔

فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ



# مختصر

## جلد اول و دوم

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سن و قات
۱	طحاوی شریف	دارالکتب علیہ بیروت	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامت	۳۲۱ هـ
۲	تفسیر طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ هـ
۳	الاستیعاب	بیروت	ابو عمر یوسف بن عبد البر النعمانی	۴۶۳ هـ
۴	اسد الغابہ	بیروت	محمد بن محمد بن عبد الحکیم الشیبانی	۴۲۰ هـ
۵	الاصابہ	بیروت	احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ
۶	البدایہ والنہایہ	بیروت	ابن کثیر عماد الدین الدمشقی	۷۷۲ هـ
۷	تاریخ ابن ہشام	مکہ مکرمہ	محمد عبد الملک بن ہشام	۲۱۸ هـ
۸	طبقات ابن سعد	بیروت	امام محمد بن سعد	۲۳۰ هـ
۹	تطہیر الجنان	تہرہ	علامہ ابن حجر مکی شافعی	۹۷۴ هـ
۱۰	الناہیہ عن طعن المعاویہ	امام عبد العزیز احمد بن ہادی	۱۲۳۹ هـ	
۱۱	امیر معاویہ رضی	نوری بک ڈپلومہ	مفتی احمد یار خان نعمانی عارفہ	
۱۲	تفسیر ابن کثیر	بیروت	عماد الدین ابو القادر الدمشقی	۷۷۲ هـ
۱۳	تفسیر نور منشور	بیروت	امام جلال الدین السیوطی	۹۱۱ هـ
۱۴	تفسیر مظہری مدقہ المصنفین	دہلی	قاضی شامہ اللہ پانی پتی	۱۳۲۵ هـ
۱۵	تفسیر کبیر	دار الفکر بیروت	امام فخر الدین محمد بن عبد القادر عسقلانی	۶۰۶ هـ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سن و قات
۱۶	تفسیر فائز	مصر	علامہ علی بن محمد فائز شافعی	۷۲۵ هـ
۱۷	تفسیر دارک	مصر	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود الشافعی	۷۰۱ هـ
۱۸	تفسیر روح المعانی	بیروت	علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمد اکوسی بغدادی حنفی	۱۲۷۰ هـ
۱۹	تفسیر جمل	مصر	سلیمان بن عمر الجعفی الشہیر بالجمل	۱۲۰۴ هـ
۲۰	تفسیر قرطبی	قاہرہ	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی المالکی	۷۷۱ هـ
۲۱	قرب الاسناد	تہران	عبد اللہ بن جعفر الحمیری ابو العباس قمی	قرن ثالث
۲۲	مصنف ابن ابی شیبہ	دار الفکر بیروت	ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابی ہشام بن عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۵ هـ
۲۳	شواہد الحق	مصر	شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی دورحافزہ	۱۲۵۰ هـ
۲۴	نیرنگ فصاحت		ذکر حسین دہلوی شیعہ دورحافزہ	
۲۵	شرح المقاصد	مصر	علامہ سعد الدین تفتازانی	۷۹۱ هـ
۲۶	بخاری شریف	امام المطاہ کراچی	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ هـ
۲۷	میزان الاعتدال	مصر	ابو عبد اللہ محمد بن عثمان الذہبی	۷۴۸ هـ
۲۸	تہذیب التہذیب	حیدرآباد دکن	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ
۲۹	فتح الباری	مصر	علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ



نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	تلفات
۳۰	ارشاد الساری	مصر	علامہ احمد قسطلانی	۹۱۱ھ
۳۱	لآلی المصنوعہ فی احادیث	مصر	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۳۲	کتاب الروع	بیروت	محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف بابن قیم	۵۱۰ھ
۳۳	مسلم شریف	اصح المطابع کراچی	مسلم بن حجاج القشیری	۲۵۶ھ
۳۴	نوی شرح مسلم	"	علامہ کبیر بن شرف نووی	۶۷۶ھ
۳۵	مستدام احمد بن ضیل	مکتب اسلامی پٹنہ	امام احمد بن حنبل الشیبانی	۲۴۱ھ
۳۶	لسان المیزان	حیدرآباد دکن	عافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۳۷	مجمع الزوائد	دار الکتب العربیہ	ذوالقرنین البیہقی	۸۰۷ھ
۳۸	الفتح الربانی	قاہرہ	احمد عبدالرحمن البنا	۱۳۵۱ھ
۳۹	ماشیہ طحاوی شریف	بیروت	محمد زہر النجار دور حاحوہ	
۴۰	عناہ شرح ہدایہ	مصر	علامہ احمد بن محمد دبارتی	۷۸۶ھ
۴۱	العوام من القوام	بیروت	قاضی ابوبکر بن عربی	۵۵۳ھ
۴۲	ازادۃ الخفا	قدیمی کتب کراچی	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۶۶ھ
۴۳	الریاض النضرہ فی مناقب النضرہ		ابو جعفر احمد الممب الطبری	۹۹۴ھ
۴۴	تاریخ طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ
۴۵	تاریخ ابن خلکان	بیروت	ابن خلکان	۶۸۱ھ
۴۶	ایمان الشیعہ	بیروت	سید محسن امین موجدہ مصنف	

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	تلفات
۴۷	تاریخ ابن خلدون	بیروت	عبدالرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی	سن ۷۴۹ھ
۴۸	مقدمہ ابن خلدون	"	" " " "	" " " "
۴۹	کالی ابن اثیر	"	علامہ محمد بن محمد بن اثیر جزیری	۶۳۰ھ
۵۰	رجال کشی	کربلا	ابو عمر محمد بن عمر بن عبدالعزیز	قرن رابع
۵۱	احکام شریعت	لاہور	امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۲۴۰ھ
۵۲	فتاویٰ رضویہ	کراچی	" " "	" " "
۵۳	نسیم ریاض	بیروت	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی	۱۰۶۹ھ
۵۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	"	علامہ علی بن سلطان محمد القاری	۱۱۱۲ھ
۵۵	فتح القدیر شرح الہدایہ	مصر	علامہ کمال الدین ابن ہمام	۸۶۱ھ
۵۶	مشکوٰۃ شریف	اصح المطابع کراچی	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی	سن ۷۴۷ھ
۵۷	شرح الشفاء علی قاری	بیروت	علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی	۱۱۱۲ھ
۵۸	الی شیخ صدوق	قم	ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی	۳۸۱ھ
۵۹	حسام المحرمین	لاہور	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۳۴۰ھ
۶۰	الصوارم الحندیہ	"	مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمۃ	
۶۱	فتاویٰ خیریت	مصر	علامہ خیر الدین رمی	
۶۲	شرح عقائد نسفی	کراچی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر الفتتا زانی	۷۹۱ھ
۶۳	کشف الغمہ	تبریز	علی بن عیسیٰ اربیلی	۶۸۷ھ
۶۴	کنز العمال	بیروت	علامہ علی المتقی بن حسام الدین ہندی	۹۷۵ھ
۶۵	رد المحتار	مصر	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شافعی	۱۲۵۲ھ
۶۶	تبصرہ الشریعہ			



فہرست	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن قیامت
۶۷	ذخائر عقبی	بیروت	ابو جعفر احمد الحب الطبری	۶۹۴ھ
۶۸	تاریخ خمیس	بیروت	علامہ حسین بن محمود یار بکری	۱۰۰۰ھ
۶۹	انساب القریشین		ابو محمد عبد اللہ بن احمد	۴۲۰ھ
۷۰	جمہرۃ انساب العرب		ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم انطاہری الاندلسی	۴۵۶ھ
۷۱	نسب قریش		المصنف بن عبد اللہ بن المصنف الزہری	۲۳۶ھ
۷۲	کتاب المجر	بیروت	ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی	۲۲۵ھ
۷۳	جامع الخیرات	لاہور	محمود شاہ ہزاروی موجودہ مصنف	
۷۴	شرافت سادات	"	" " "	
۷۵	در مختار	مصر	علامہ علاؤ الدین حصفی	۱۰۸۸ھ
۷۶	البحر الرائق	"	علامہ زین الدین ابن نجیم	۹۷۰ھ
۷۷	البدائع والفضائل	بیروت	علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۷۸	البتایہ فی شرح البدایہ	"	بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی	۸۵۵ھ
۷۹	الصواعق المحرقة	قاہرہ	علامہ احمد بن محمد بن شافعی	۹۷۴ھ
۸۰	الشرف المؤید	مصر	امام یوسف بن اسماعیل نہائی	۱۲۰۰ھ
۸۱	فتاویٰ افریقیہ	کراچی	امام احمد رضا بریلوی	۱۲۴۰ھ
۸۲	مکتوبات امربانی	رون کیتھی لاہور	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۱۰۳۴ھ
۸۳	السیف المسلول	لاہور	محمود شاہ ہزاروی	
۸۴	احکام القرآن الجصاص	بیروت لبنان	علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی الجصاص حنفی	۳۷۰ھ
۸۵	ترمذی شریف	کراچی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ

فہرست	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن قیامت
۸۶	اشعار بقرہ بن قرق المصطفیٰ		قاضی عیاض بن موسیٰ	۱۱۱۴ھ
۸۷	الموضوعات الکبیر		لاعلی قاری	۹۷۳ھ
۸۸	ایوانیت والحواس		علامہ عبد الوہاب شبراہی	۹۷۳ھ
۸۹	انظہار حق		مفتی عبد الرحیم دیوبندی	دور حاضر
۹۰	منہاج السنۃ		ابو العباس احمد بن تیمیہ حرانی	۷۲۱ھ
۹۱	خلافت و ملکیت	لاہور	ابو الاعلیٰ مودودی	
۹۲	السنن الکبریٰ فی بیہقی		امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ
۹۳	حلیۃ الاولیاء		حافظ ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۹۴	تاریخ نواصب		عبد القیوم علوی دیوبندی	
۹۵	مشکل کشادہ	فیصل آباد	صائم چشتی نعت خوان فیصل آبادی	
۹۶	الصدیقی	"	" " " " " "	
۹۷	ینابیع المودہ		حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی	۱۲۹۴ھ
۹۸	تیسیر لاری شرح صحیح		مولوی وحید الزمان غیر مقلد	سن ۱۳۲۵ھ
۹۹	عمدة القاری		امام بدر الدین العینی	۸۵۵ھ
۱۰۰	شہادت امام حسین	لاہور	پروفیسر طاہر القادری	
۱۰۱	محبت امام حسین	"	" " "	
۱۰۲	مروج الذهب	بیروت	علی بن حسین بن علی المسعودی شیعہ	۳۴۶ھ
۱۰۳	ناسخ التواریخ		مرزا محمد تقی لسان الملک وزیر اعظم سلطان ناصر الدین قاچار	۱۲۹۷ھ
۱۰۴	المستدرک		ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ



نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	تاریخات
۱۰۵	قصص کبری	فیصل آباد	امام سید علی	۹۱۱ھ
۱۰۶	اشعة اللغات	لکھنؤ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۰۷	جذب القلوب	نوری کتب خانہ	" " " "	"
۱۰۸	احکام القرآن	بیروت	احمد بن علی رازی الجصاص	۱۰۳۷ھ
۱۰۹	الاصابہ فی تہذیب الامال	بیروت	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۱۰	تفسیر نیشاپوری	مکہ مکرمہ	حسن بن محمد	"
۱۱۱	نہج البلاغہ	بیروت	سید شریف الدین	۱۰۴۴ھ
۱۱۲	مقتل ابی مخنف	بجفت	لوط بن یحییٰ	"
۱۱۳	نبراس	ملک محمد دین لاہور	عبدالعزیز بن احمد	"
۱۱۴	اخبار الطوال	بیروت	احمد بن داؤد النیوری	۲۸۲ھ